ایک آنسو میں کربلا

حصہ دوم

ریحان اعظمی

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی

Tel : 412 4286 - 491 7823 Fax : 431 2882 Email : anisco@cyber.net.pk

2/352 Pages

NOTE

ELECTRONIC COPY MADE

FOR MY CHILDREN
LIVING ABROAD.

TALIBE DUA

SYED NAZAR ABBAS

بشکریہ سید محمد رضا رضوی

انتساب

اُن صاحبانِ بیاض کے نام

جو مرتے دم تک نوحہ خوانی سے منسلک رہے

- جناب صادق حسین چھجن صاحب (عابدیہ کاظمیہ)
- جناب آغا عزت الزماں عزت لکھنوی (ظفرالایمان)
- جناب علی محمد رضوی سچے بھائی (ذوالفقار حیدری)
- جناب ناظم حسین (تبلیغ امامیہ)
- جناب اصغر وفا (مومنین حیدری)
- جناب جعفر حسین (العباس)

ان تمام صاحبانِ بیاض کی روح کے ایصال ثواب کے لئے

ایک سورۂ فاتحہ تلاوت فرمادیں۔

علاوہ ازیں ملتِ جعفریہ کے تمام شہداء

خصوصاً سیّد ضامن میاں شہید

و

شہدائے پاراچنار کے لئے سورۂ فاتحہ تلاوت فرمادیں۔

فہرست نوحہ جات

سپاسِ تشکّر

مجھ ہیچ مداں کج بیاں پر کرم گستری ہے خانوادۂ ابوطالبؑ کی جنھوں نے میری فکر اور میرے قلم کو اپنی نگاہِ حُرؑ نواز کے ذریعے پُرسا دارانِ شہہؑ مظلوم میں ایک منفرد مقام عطا کیا اور ساری دنیا نے مجھے شاعرِ اہلِ بیت کے خطاب کے ساتھ ریحانِ عزا، مجاہدِ خامۂ حُسینیؑ، مصوّرِ درد جیسے القابات سے مشرف کیا۔

گزشتہ دنوں جب میں بھارت کے دورے پر گیا تو مجھے وہاں اسی عزائی اور رثائی خدمت کے صلے میں لکھنؤ میں میر انیسؔ ایوارڈ، دوسو علماء اور تقریباً دوسو شعرا کی موجودگی میں نوازا گیا، دھلی میں میر متینؔ ایوارڈ، جونپور میں وامقؔ جونپوری اور ہوشؔ جونپوری ایوارڈ سے نوازا گیا اس کے علاوہ ریحان اکیڈمی ہندوستان شاخ نے گولڈ میڈل دے کر عزت افزائی فرمائی۔

یہ سب اعزازات واسناد بابِ علم کی کرم گسترانہ نگاہ کی مرہونِ منت ہے ورنہ مجھ جیسا کم علم کہاں اور سعادت نوحہ گوئی کہاں، میں سوائے سپاس تشکر کے بارگاہ معصومین میں کیا پیش کرسکتا ہوں، مجھ جیسے کم عِلم کو حلقۂ سُخنوراں میں جگہ مرحمت فرما کر میرے مولا نے میری نسلوں کو شاد آباد کردیا۔

ایک آنسو میں کربلا میرے تحریر کردہ نوحوں کی بیاض ہے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اب اسی مذکورہ مجموعۂ نوحہ جات کا حصہ دوئم برادر محترم عنایت حسین رضوی کی عنایت بے بہا کے سبب شائع ہورہا ہے۔ اس مجموعہ کلام کی خصوصی بات یہ ہے کہ جہاں اس مجموعے میں دیگر صاحبان بیاض اور دوسری معروف انجمنوں کے پڑھے ہوئے نوحے شامل ہیں وہیں اس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ نوحہ خواں سفیر

عزا مبلغ کربلا برادر محترم سیّد ندیم رضا سرور نے گزشتہ پندرہ سال میں جو نوحے پڑھے ہیں وہ بھی شامل ہیں۔

ندیم سرور اور ریحان اعظمی پُرسہ داران امام حسین علیہ السلام کے حلقوں میں ایسے نام ہیں جو لاتعداد لوگ دونہیں ایک ہی نام سمجھتے ہیں اس کی وجہ وہ جذبہ اور خلوص ہے جو عزاداری کے لیے ضروری ہے نمود ونمائش اور راتوں رات شہرت کے متلاشی لوگ نہ تو حق نوحہ خوانی ادا کر سکتے ہیں اور نہ ہی نوحہ گوئی کے منصب پر فائز ہوسکتے ہیں زندہ مثالیں اہل عزا کے سامنے موجود ہیں میں کسی کا نام لے کر غیبت نہیں کرنا چاہتا بہرحال میرے بھائی اور دوست ندیم رضا سرور کی عزائی خدمت سے ایک عالم واقف ہو چکا ہے۔

خدا ان کے پُرسوز انداز نوحہ خوانی میں مزید نکھار پیدا کرے اور آخری سانس تک یہ اپنے فرائض عزاداری کو اسی طرح نبھاتے رہیں۔

قارئین محترم ایک آنسو میں کربلا کا حصہ دوم آپ کی نظر نوازی کے لیے حاضر ہے اگر ایک لفظ بھی آپ کے دل پر اثر کر جائے اور آپ رومال جناب سیدہؑ کے لیے دو اشک پیمانہ چشم سے چھلکا دیں۔

تو میرے والد سید اقبال حسن دادا غلام عباس میرے چچا حکیم ریاض حسن بہنیں سیدہ انیس بانو سیدہ شمیم بانو بہنوئی سید مسیح الحسن، سید مظفر مہدی اور شہید بھتیجے رضوان عباس کے لیے ایک سورہ فاتحہ تلاوت فرما دیجیئے گا۔

نیز میرے لیے دعا فرما دیجیئے کہ میرے علم میں اضافہ ہو کہ میں ثنائے آل محمد اور نوحہ گوئی کا حق ادا کرسکوں۔

مزید برآں یہ کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ مُحسن کشی کائنات کا سب سے بدترین عمل ہے اور جو اپنے محسنوں کو فراموش کر دیتا ہے وہ گویا کہ پروردگار کی ذات کا مُنکر ہوتا ہے لہٰذا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے چند ایسے محسنوں کا تذکرہ ضرور کرتا

چلوں جو میری قدم قدم پر رہنمائی اور اعانت کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سیّد جاوید رضا نقوی، ایس ایم نقی، عارف رضا زیدی، میرے قوتِ بازو اسد آغا، نیّر کاظمی اور میرے وہ تلامذہ جو اس وقت میدانِ سخنوری میں بہت تیزی سے اپنی شناخت بنا رہے ہیں ان میں قابلِ ذکر احسن رضا زیدی، کلیم اختر کلیم، الطاف کاظمی، مبین اختر اور ریحان اکیڈمی سے تعلق رکھنے والے وہ طلباء اور طالبات جو مالی مشکلات کی وجہ سے اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ لیکن اکیڈمی کی اعانت سے آج وہ اپنا تعلیمی سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

یہاں میں اپنے معنوی چھوٹے بھائی اور ہونہار شاگرد ارتضٰی زیدی جونپوری کا ذکر اس حوالے سے بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس وقت بہتر اشعار کہہ رہے ہیں اور اکیڈمی کے لیے ایک مضبوط ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح برادرم ضامن عباس اسلام آباد، سمیع حیدر، زین شاہ اور اسلم ہاشم لندن، تھنکر فورم کے ابرار حسن، باقر نقوی امریکہ، جمیل کاظمی المعروف آلِ عمران لندن۔

میرے محسنوں کی فہرست میں ہندوستان کے معروف شعراء نایاب ہلوری، بے تاب ہلوری، نفیس ہلوری، ذوالفقار احمد چھمن اور کانگریس کے سراج مہدی کے نام شامل ہیں۔ آخر میں جانب ضامن حسین میاں (شہید) سکنہ پارہ چنار کے لیے جو کہ علامہ عارف الحسینی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کی بلندی درجات کے لیے تمام مومنین سے سورۂ فاتحہ کی استدعا کرتا ہوں۔

آخر میں ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں نوحہ جات پر کئی انجمنوں یا ان کے نوحہ خوانوں کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں کیونکہ وہ مجھے یاد نہیں رہے کہ کس انجمن کو یہ نوحہ دیا ہے۔ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے تو وہ ناشر کو بتادیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح ہو جائے۔

آپ کی دُعاؤں کا طالب
ڈاکٹر ریحان اعظمی

ریحانؔ اعظمی کی شاعرانہ مسافت

علامہ سیّد حسن ظفر نقوی

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ بعض شعراء کے تخلص میں ہی ان کی شاعری کی قدر و قیمت کا پرتو موجود ہوتا ہے۔ میرتقی میرؔ کو سب اُردو شاعری کا میر کارواں تسلیم کرتے ہیں، غالبؔ کا غلبہ آج تک اُردو شعر و سخن کی سلطنت پر قائم و دائم ہے۔ اقبالؔ ایک قوم کے عروج و اقبال کا نشان تو پہلے ہی بن چکا ہے اور ہماری قوم اس نشان منزل تک پہنچنے کی آرزو اپنے سینوں سے لگائے ہوئے ہے۔

اسی طرح ریحانؔ اعظمی کا تخلص اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کا نام اور کلام باقی رہے گا اور اس کے کلام کی عظمت کو بقائے دوام حاصل ہوگا جوں جوں اہل عزا اس کی عزائی شاعری کو پڑھیں یا سنیں گے اس کی شاعری کی مہک پوری دنیا میں پھیلتی چلی جائے گی۔ وہ کون سا ملک ہے جہاں ریحانؔ اعظمی کا نوحہ نہیں پڑھا جاتا جوں جوں اہل ذوق اسے پڑھیں گے اور اہل نظر اس کا جائزہ لیں گے اس کے فن کی سچائی اور خلوص ان پر منکشف ہوتی چلی جائے گی۔ جس طرح کسی موتی کا سچا ہونا اور سونے کا خالص ہونا اس کی قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے اسی طرح شاعرانہ صداقت ہی کسی فنکار کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل بنتی ہے۔ انسان کی روح ازل سے صداقت کی متلاشی ہے۔

پھر کربلا سے بڑی صداقت اور سچائی کیا ہوگی، کربلا ایک ایسی سچائی کا نام

ہے۔ جہاں سے صداقتوں کی خیرات پائی جاتی ہے۔ ریحانؔ اعظمی کربلا کی صداقت کو اپنے نوحوں، اپنی منقبتوں، اپنے سلام اور اپنے قطعات کی صورت میں پوری دُنیا میں تقسیم کر رہا ہے اور انقلاب کربلا کے بانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے رفقاء کے نظریات و کردار اور کارناموں کو اپنے کلام میں اِس پاکیزہ اسلوب میں پیش کیا ہے۔

بھائی بیٹے بھانجے احباب مال و زر دیا
دامن اسلام کتنا بھر دیا شبیرؑ نے

ریحانؔ اعظمی اپنے کلام کو اپنے محسوسات و مشاہدات سے سجاتا ہے۔

دستور کائنات تھا کیا کیا بنا دیا
مرنے کو بھی حسینؑ نے جینا بنا دیا

میں اس سے قبل بھی ان کی کتاب ''خواب سے تعبیر تک'' اور ''سامان شفاعت'' میں ریحانؔ پر اور اُس کی شاعری پر اظہارِ خیال کر چکا ہوں اب ''ایک آنسو میں کربلا'' کا دوسرا حصّہ منظرعام پر آرہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قوم میں مطالعہ کا شوق معدوم و مفقود نہیں ہو رہا ہے بلکہ بڑھ رہا ہے اور ریحانؔ اعظمی کی مقبولیت و شہرت بھی گھٹ نہیں رہی بلکہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ گرم سفر رہنے والے مسافت کے کٹھن مراحل طے کر لیتے ہیں۔ ریحانؔ اعظمی جادہ ادب پر بڑے خلوص و عزم کے ساتھ رواں ہیں اور بڑی حد تک ادبی مسافت کے کٹھن مرحلے طے کر لیئے ہیں۔ انشاء اللہ ان کی مقبولیت میں اضافہ ان کی درِ آل محمدؐ کی وابستگی کے ساتھ ساتھ ہوتا رہے گا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

تُو شاعر ہے تری نسبت ثنائے آل پیغمبرؐ
اس اک نسبت سے اے ریحانؔ تو مشہور کتنا ہے

ریحانؔ اعظمی جادۂ کربلائی ادب کا معتبر مسافر

آل محمد رزمیؔ

مدح انسان کی تاثر پذیری کا شعری اظہار ہے۔ فطرت سلیم، حقوق آشنا ہوتی ہے اس لیے انسان میں فطرتاً یہ جذبہ ودیعت ہے کہ وہ محسنین کا بندہ بے دام ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ عبادت بھی اسی جذبۂ انقیاد کا نام ہے، تخلیق ایک نعمت ہے، وجود بخشی ایک احسان ہے جو سب احسانات سے بڑھ کر ہے اس لیے اس پر سپاس گزاری بھی بھرپور اور مکمل ہونی چاہیے یہی عبادت ہے۔

رثائی یا کربلائی ادب ہیئت و عناصر ترکیبی کے لحاظ سے نئی صنف سخن نہیں ہے۔ بلکہ متعدد اصناف سخن کا مجموعہ اور خالص جذبوں اور معطر خیالات کا حسین مرقع ہے جو سراسر محترم اور ہمہ تن مقدس ہے مدح محمد و آل محمد علیہم السلام کے حوالے سے چند نمایاں اوصاف کا احاطہ ضروری ہے تاکہ کربلائی ادب کے مشتملات اور اس کی حدود کا اندازہ ہو سکے کربلائی ادب میں ادب و احترام، عقیدت، عاجزی، انکساری کے ساتھ عزت و حرمت کا احساس دامن گیر رہے اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اس لیے مداح، شاعر اور فنکار کا سچا ہونا ضروری ہے۔

''ایک آنسو میں کربلا'' کے خالق ریحانؔ اعظمی کے کلام کی عظمت کی ایک وجہ تو کتاب کا موضوع ہے۔ یعنی ریحانؔ اعظمی کے ممدوح اور موضوع سخن ہستیاں وہ ہستیاں ہیں جو خلق عظیم پر فائز، انسانی اقدار کی محافظ اور بلند ترین کردار کی حامل ہیں۔ بانی اسلام حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اور ان کے اہلبیتؑ خصوصاً حضرت امام حسین علیہ السلام،اور ان کے عزیز، اصحاب و انصار جو تحفظ انسانیت اور قیام دین کے اُفق ہائے بلند پر امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ پرواز کرتے نظر آتے ہیں ان مقدس و متبرک ہستیوں کے بے شمار خیرہ کن جلوے ہیں ان تاریخ ساز ہستیوں نے جہاں بشیریت پر انسانی فطرت کے متعلق وہ تحیر آمیز احساس بیدار کیا ہے جو زندگی کی رمزیت سے بھری ہوئی صورتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

یہ تحیر آمیز احساس نہ صرف سائنس، فلسفہ، تاریخ، مذہب اور ادب پر اپنے اثرات مرتب کرتا ہے بلکہ انسانی فکر میں تازہ کاری کا احساس بیدار کرتا ہے اور انسانی جستجو کے لیے دروازہ کھولتا ہے زندگی کی نمایاں جھلک پیش کرتا ہے اور تاریخی لہروں کے تصادم کا احساس بیدار کرتا ہے۔ کشمکش زندگی کے اس ہمہ گیری تحریک کا نام کربلا ہے۔ ریحانؔ اعظمی نے کربلا کو اپنے انداز سے دیکھا اور سوچا ہے۔

یزید و کرب و بلا پھر نئے لباس میں ہے
حسینیت کو زمانے کی پھر ضرورت ہے

ریحانؔ اعظمی کی شاعری سراسر ان کی اپنی زندگی اور شخصیت کے رنگ اور رس سے لبریز ہے ان کے شاعرانہ قدو کاٹھ اور ان کے کلام کی فنی خوبیوں اور خامیوں پر میں دو وجہ سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ ایک یہ کہ وہ مرے پکے دوست ہیں دوسرے یہ کہ مقدمہ و تنقید نگاری کو محاسن و مصائب کے آمنے سامنے کے پلڑوں میں رکھ کر اس کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ تخلیق کی خوشبو کو کسی ترازو میں نہیں تولا جاسکتا اور نہ شاعر کی روح میں جھانک کر دیکھا جاسکتا ہے، شعر روز و فردا کی روشنی ہے اس کو صرف وجدان کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے۔

ریحان ...... ریحان عزا ہے، آسمانِ سخن کا آفتاب ہے۔ شعراء ادب کی وادی میں جوئے رواں ہے وہ دانا دل اور بینا آنکھوں کا مالک ہے دوستوں کے لیے شبنم حریفوں کے لیے شعلہ ہے۔ اس کی سوچ میں رفعت ہے، وہ حرمت قلم سے آشنا ہے۔ ہم نے (استاد سیّد سبط جعفر زیدی ناچیز اور علامہ حسن ظفر نقوی) نے جو اسے آئینہ خانہ دل میں سجا رکھا ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ منافقت سے کوسوں دور یاروں کا یار ہے۔ وہ اپنی انا کا اسیر ضرور ہے لیکن اس کے دل میں حرص و ہوس کی آگ نہیں جلتی، اس کے اندر جذبے کی صداقت ہے، احساس کا اظہار ہے، شاعری میں اجتہاد ہے، کرب کا دریا ہے، بلا کے تیور ہیں، غم آدمیت ہے، عصری تقاضوں کی عکاسی ہے، شدت جذبات ہے۔

ریحان اعظمی کی مملکت شعری کی حدیں اطراف و اکناف ارضی تک پھیلی ہوئی ہیں وہ کون سا ملک ہے جہاں حسینؑ کا غم منایا جاتا ہو عزاداری ہوتی ہو نوحہ خوانی ہوتی ہو اور ریحان اعظمی کے نوحے نہ پڑھیں جاتے ہوں۔

وہ مملکت نوحہ خوانی کا تاجدار ہے وہ شاعر بنا نہیں قدرت نے اسے شاعر پیدا لیا ہے۔ میرا اس نظریئے پر کامل یقین ہے (A Poet is born and not made) وہ وہی شاعر ہے کسبی نہیں۔

اس کے کلام میں (Instructaion) نتیجہ انگیزی ہے، طرز ادا میں روشن خیالی اور روشن فکری ہے، وہ لفظوں کو برتنے کا سلیقہ جانتا ہے اس کے اشعار خود بخود دل میں اُتر جاتے ہیں۔ وہ کربلائی ادب کا گوہر ہے اس کی شاعری کو غم حسینؑ کے ساتھ ابد تک جانا ہے۔ ریحان اعظمی کے چند اشعار آپ کی ضیافت مطالعہ کے لیے ہدیہ کر رہا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

محور عشق خدا ذات محمد کے سوا

لائق عشق کوئی ذات نہیں ہوسکتی

صورت میں فرشتوں کی محبت میں علیؑ کی
آئیں گے یہاں اہل ولا اور ابھی اور

حسینؑ ابن علی کی معرفت آساں نہیں لیکن
سمجھ میں حُر اگر آجائے تو آسان ہوجائے

سایۂ کہیں حضور کا پائے تو سانس لے
اب تک اسی خیال سے سورج سفر میں ہے

بس ایک تیر تبسّم اِدھر سے پھینکا گیا
ادھر اُتر گئے چلّے کڑی کمانوں کے

ریحانؔ اعظمی کے شعری حسن کے بے پناہ پہلو ہیں اور ہر پہلو میں ایک جہان معنی اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنے انداز اور اپنی آواز سے الگ پہچانا جاتا ہے، بات کہنے کا اس کا اپنا ایک سلیقہ ہے۔

آج دنیائے نوحہ خوانی میں اس کے دم سے جو رونق ہے اس سے لوگوں کو چبھن محسوس ہونے لگی ہے۔ اب ان ادبی حاسدین اور دھڑے بندوں کا کیا کیا جائے۔

کائنات کربلائی ور رثائی ادب میں ریحانؔ اعظمی کا جو ڈنکا بج رہا ہے اور اسے جو مقبولیت حاصل ہے وہ بقولِ ریحان۔

مجھے بھی کرلیا ریحان شامل مدح خوانوں میں
کرم ہے لطف ہے بخشش ہے زہراؑ کی عنایت ہے

ڈاکٹر ریحانؔ اعظمی شخص یا شخصیت؟

نایاب ہلوری

آسمانِ نوحہ گوئی پر یوں تو صدیوں سے سلکِ ستارگاں کی ایک پُر نور چادر تنی ہوئی ہے جن کے سائے میں عقیدت کے بے شمار نجوم و اختر جگمگا رہے ہیں اِنہی ستاروں کی جُھرمٹ میں ایک بدرِ کامل اپنی چمکتی ہوئی انفرادیت کا اعلان کر رہا ہے جسے ہمارے عزائیہ ادب کی نایاب زبان میں ریحانؔ اعظمی کہتے ہیں۔

کون ریحانؔ؟

وہی جو عزاداروں کے دل کی دھڑکن ہے۔

کون ریحانؔ؟

وہی جسے علامہ نجمؔ آفندی کی صدائے بازگشت کہا جاتا ہے۔

کون ریحانؔ؟

وہی جو قبیلۂ انیسؔ و دبیرؔ کا آخری ذرّہ ہے۔

کون ریحانؔ؟

وہی جو مملکتِ نوحہ گوئی کا مسند نشین ہے۔

کون ریحانؔ؟

وہی جس کی فکر زخمِ دلِ معصومۂ عالم کا مرہم تلاش کرتی ہے۔

حد تو یہ ہے جہاں جہاں آثارِ غمِ مظلومِ کربلا پائے جاتے ہیں۔ وہاں وہاں ریحانؔ بشکلِ نوحہ موجود ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ ایک اچھا شاعر ہونے کے لیے اچھا انسان ہونا ضروری ہے اور ریحان اعظمی کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ پہلے اچھا شاعر ہے یا پہلے اچھا انسان۔

کیوں کہ پاکیزہ افکار اور شریف النفسی ظرافتِ بشری جیسی خصوصیات اِن کے خیمہ وجود میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور شاید اِنہی خصوصیات نے انہیں ایک شخص سے شخصیت بنادیا ہے لہجہ میر انیسؔ کو اپنا ہمزبان بنا کر دُعا کرتا ہوں۔

جب تک کہ چمک مہر کے پر تُو سے نہ جائے
اقلیمِ سخن تیرے قلمرو سے نہ جائے

سگِ کوئے ابوطالبؑ
نایاب ہلوری
جنرل سیکریٹری
ریحان اکیڈمی (بھارت)

ریحان اعظمی، بڑا آدمی!

پروفیسر سید سبط جعفر زیدی ایڈووکیٹ

چشم بد دور، برادرم ریحان اعظمی اب مصروفیت، مشغولیت اور مقبولیت کی اس منزل پر آگئے ہیں جہاں انہیں رسماً بھی کسی کے اظہار رائے، تعریف وتوصیف یا توثیق کی ضرورت نہیں ہے دنیا بھر میں جہاں جہاں اردو بولنے اور سمجھنے والے موجود ہیں اور جہاں جہاں بھی عزاداری ہوتی ہے بلاتفریق رنگ ونسل ومذہب ہر مہذب انسان (بشرطیکہ وہ عزادار یا اردوداں ہو) ان کا رطب اللسان ہے۔

اپنی تمام تر مصروفیت کے باوجود انہوں نے مطالعہ اور استفادہ کے لئے وقت نکال کر اپنی بعض کمزوریوں پر قابو پاکر اپنے مخالفین ومعترضین اور ناقدین کو بھی اپنا مدّاح بنالیا ہے اور حاسدین کو اتنی دور بلکہ بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے کہ جو لوگ محض بربنائے بغض وحسدا سے ''شیطان آدمی'' کہتے تھے وہ بھی اب اسے بڑا آدمی ماننے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ اب کوئی ان کا حریف ومدمقابل تو کیا حدِ نظر تک بھی دور دور تک کسی کا نام ونشان دکھائی نہیں دے رہا۔ نہ صرف ایک نوحہ گو شاعر بلکہ ایک اچھے منتظم کی حیثیت سے بھی انھوں نے خود کو بین الاقوامی طور پر منوالیا ہے وہ ریحان اعظمی جو اپنی فعالیت کی وجہ سے اب تک اپنی ذات میں خود ہی ایک انجمن اور ادارہ تھا اب اس کے گرد واقعاً محض نوحہ خواں اور ماتمی انجمنوں کے عہدیداران ہی نہیں بلکہ شعراء اہلبیتؑ کا بھی ایک وسیع حلقہ بن چکا ہے جو ریحان اکیڈمی کے نام سے سرگرم عمل ہے۔

میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ اس باصلاحیت شخص کو تھوڑی سی فرصت ومہلت اور

فکر معاش سے فراغت مل جائے ہماری قوم اور اس کے مخیّر افراد اور ادارے اگر اس کی تھوڑی سی سرپرستی کریں تو یہ شخص بہت کچھ خدمت ملک وملت کے لیے کرسکتا ہے علم وادب، دین ومذہب بالخصوص مدح اہلبیتؑ اورعزاداری کے حوالے سے یہ شخص بہت کچھ خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔

گزشتہ دو سال میں قوم نے تھوڑا سا تعاون کیا تو تقریباً دس مجامیع کلام ہزاروں نوحہ جات ومناقب کے بعد بالخصوص ''ریحان اکیڈمی'' اور یادگار وشاندار ''بین الاقوامی جشن مرتضویؑ'' کا ظہور وصدور آپ کے سامنے ہے۔ اور ابھی تو یہ نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہے بحمد اللہ ان کے بین الاقوامی دوروں اور ان دوروں کے نتیجے میں بین الاقوامی روابط کے ثمرات ہمارے آپ کے سامنے ہیں۔

اس حوالے سے یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اب انہوں نے نوحہ خوانوں اور منقبت خوانوں پر انحصار کرنا چھوڑ دیا ہے اور ماشا اللہ بزبان شاعر کے عنوان سے خود ہی اپنا کلام پڑھنے ملکوں ملکوں گھومتے ہیں اس میں جو بھی داد اور ستائش ہوتی ہے وہ سب کی سب بلاشرکت غیرے ان ہی کی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے دینی ودنیوی دونوں ثمرات ہیں جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ انہیں کسی سیٹھ ساہوکار، کسی مخیّر فرد یا ادارہ یا کی ٹرسٹی کسی بے جا خوشامد نہیں کرنا پڑے گی۔

بقول معصومؑ ''بڑا آدمی وہ ہے کہ جسے کسی سے قرض نہ لینا پڑے اور کسی کی خوشامد نہ کرنا پڑے'' اب اسے انشا اللہ کوئی چھوٹی موٹی دنیاوی نوکری نہیں کرنا پڑے گی۔ اس کی اولاد کو معاشی مشکلات کا سامنا اور اسے آخری عمر میں پچھتاوا نہیں ہوگا اسے کسی صدر یا وزیراعظم یا صاحبان اقتدار واختیار کی کاسہ لیسی یا احتجاجاً بوٹ پالش کی دھمکی دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

میری بڑی ذاتی اور دلی خواہش ہے کہ میرے معاصر دیگر احباب بالخصوص ہم عمر وہم عصر شعراء اہلبیتؑ بھی اس کے ہمنوا وہمقدم بنیں اور کسی تعارض کے بغیر

مل جل کر کام کریں۔ کیا زمانہ تھا جب برادرم آل محمد رزمیؔ، برادرم سرفراز ابدؔ، برادرم اشرفؔ جارچوی، برادرم گوہر جارچوی وغیرھم اور ہم دونوں (یعنی میں اور ریحانؔ) مل جل کر محافل پڑھا کرتے تھے۔

ریحان تو اب بھی راضی ہوجائے گا خدا کرے کہ بقایا بھی سب پہلے کی طرح شیر وشکر ہوجائیں اور ہم سب شعراء اہلبیتؑ باہمی محبت واشتراک سے مدح اہلبیتؑ کی محافل سجائیں اور پیشہ ور منتظمین وکارکنان سے پیچھا چھوٹے جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا:

وہ حال کیا ہے پیشہ وروں اور ان کے پتھارے داروں نے
اب بانئ محفل مغوی پۓ تاوان دکھائی دیتے ہیں

کسی شخص اور شخصیت پر ایک سے زیادہ یا بار بار لکھنا اور ہر بار کوئی نہ کوئی نئی بات لکھنا بہت مشکل کام ہوتا ہے یہ بھی ریحانؔ کے کام نام اور کلام کی برکت ہے کہ ہر بار ایک نیا مضمون تیار ہوجاتا ہے۔

ریحان اعظمیؔ ماشاء اللہ مجموعۂ ادصاف و جامع صفات قسم کا انسان ہے، جو دوسرے شعبوں میں بھی نام کما سکتا تھا لیکن مجبوراً نہیں ترجیحاً اس نے مدح اہل بیتؑ بالخصوص نوحہ گوئی کو اختیار کیا۔ مجھے ذاتی طور پر بھی اس کی خوشی اس لئے زیادہ ہے کہ ہاکی کے فارورڈ کھلاڑی اور نوحہ خوان و ماتمی ریحان عباس کو شاعری (مدح اہل بیتؑ ونوحہ خوانی) کی طرف لانے والا اور ایک ذہین مگر شرارتی بچہ کو ریحانؔ اعظمی بنانے والا یہ احقر وکمتر سبطؔ جعفر ہی ہے، جس کا اپنا تشخص سوز خوانی ہے۔

گر قبول افتد والسلام/ محتاج دُعا:

ناچیز سید سبطؔ جعفر ۲۸ر صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

یہ غمِ شہہؑ کا معجزا دیکھو، ایک آنسو میں کربلا دیکھو

یہ غمِ شہہؑ کا معجزا دیکھو ایک آنسو میں کربلا دیکھو
دیکھنا ہے جو خیمہ گاہِ وفا برسرِ نہرِ علقمہ دیکھو
اشک نام و نسب بھی رکھتے ہیں
فرشِ مجلس پہ جابجا دیکھو
حشر تک انتظارِ جنت کیا روضۂ شاہِ کربلا دیکھو
درِ شبیرؑ پر جبیں رکھ کر اپنے سجدوں کا پھر مزا دیکھو
دیکھنا ہے اگر حدیث کوئی
جس سے منسوب ہے کساء دیکھو
روشنی کی طلب میں حرؑ بن کر خیمہ کفر کو جلا دیکھو
تم نے انصارِ شاہؑ دیکھے نہیں آؤ پھر ہم کو آزما دیکھو
رن کو جاتے ہو جاؤ اے عباسؑ
جس کے ضامن تھے وہ رِدا دیکھو
کھینچ لی سینۂ پسر سے سناں ناتوانی کا حوصلہ دیکھو
فرشِ مجلس پہ اشک مت ڈھونڈو جاؤ رومالِ سیّدہؑ دیکھو
اپنے جیسا نبیؐ کو کہتے ہو
جاؤ کچھ دیر آئینہ دیکھو
جھک کے کرنا سلام غازیؑ کو جس جگہ بھی علم لگا دیکھو
رو دیئے تم تو ذرا سی مشکل میں صبرِ سرورؑ کی انتہا دیکھو
چند لمحوں میں لکھ دیا ہے سلام
اس کو کہتے ہیں ہم عطا دیکھو
تم ہو ریحان یا انیس و دبیر سب پہ ہے دستِ مرتضٰی دیکھو
بارِ دوئم بیاض نوحہ کی بر سر مجلس عزا دیکھو

یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

(ندیم سرور)

یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا
اپنا تھا وطن اور پرایا نظر آیا
یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

منہ ڈھانپ کے رونے لگی، احمدؐ کی نواسی
ویران دَر و بام تھے، اللہ رے اُداسی
اُجڑا بنی ہاشمؑ کا، محلّہ نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

وہ گلیاں، جہاں عونؑ و محمدؑ کبھی کھیلے
عبداللہؑ وہاں پھرتے تھے، خاموش اکیلے
ہر سمت میں، بچوں کا سراپا نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

صغریٰؑ نے خبر پائی، کہ لوٹ آئے مسافر
خوش ہوگئی، روضہ پہ نبیؐ کے ہوئی حاضر
کیا سوچا تھا صغریٰؑ نے، اسے کیا نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

اُجڑی ہوئی ہر مانگ تھی، ہر گود تھی خالی
اصغرؑ کا شلوکہ تھا، سکینہؑ کی تھی بالی
عباسؑ کا پرچم بھی، اکیلا نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

جس وقت رُکی، نانا کے روضہ پہ عماری
ناقہ سے گری خاک پہ، وہ درد کی ماری
رُوتا ہوا نانا کا، جو چہرہ نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

صغریٰؑ نے کہا اماں سے، کیوں گود ہے خالی
اک آہ بھری بانوؑ نے، کچھ مُنہ سے نہ بولی
رُونے لگی، جلتا ہوا جُھولا نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

بن بھائی کے داخل ہوئی جو، اپنے ہی گھر میں
غش آ گیا طاقت نہ رہی، قلب و جگر میں
بے گوروکفن بھائی کا، لاشہ نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

حجرے میں نظر آئے، نہیں قاسمؑ و اکبرؑ
کہنے لگی، میں چھوڑ گئی تھی یہ بھرا گھر
گھر قبر کے ماحول میں، ڈھلتا نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

بستر تو وہاں، عونؑ و محمدؑ کے سجے تھے
اور طاق میں اصغرؑ کے، کھلونے بھی رکھے تھے
لیکن نہ کوئی، کھیلنے والا نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا، یثرب نظر آیا

اے سرورؔ و ریحانؔ، غمِ شاہ ہدیٰؑ سے
سیدانیاں اُٹھیں، نہ کبھی فرش عزا سے
آنکھوں میں لہو، ہونٹوں پہ نوحہ نظر آیا
کلثومؑ نے محمل کے جو پردے کو اُٹھایا، یثرب نظر آیا

......☆......☆......

اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

(ندیم سرور)

یہ میں ہوں میں، مری تنہائی یہ تماشائی
لو آئی گیارہ محرم ہے، کیا خبر لائی
چلی ہے جانب زنداں، تمہاری ماں جائی
سوار ہم نے کیا تھا، تمہیں مِرے بھائی
اب آؤ یا مجھے کہہ دو، نہ انتظار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

سوار ہم نے کیا تھا، تمہیں دمِ رخصت
لگام تھامے ہوئی تھی، بحالتِ رِقّت
کہاں گئی وہ محبت، کہاں گئی چاہت
عمامہ اپنا، مرے سر پہ سایہ بار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

وطن سے دُور ہوں، کچھ اور دُور جاتی ہوں
اُٹھو اُٹھو مرے بھیّا، تمہیں جگاتی ہوں
کوئی بھی آتا نہیں، میں جسے بلاتی ہوں
قرارِ جاں مرے، مجھ کو نہ بے قرار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

سفر مدینہ سے کیسا تھا، یہ سفر کیا ہے
نہ محملیں ہیں نہ ہودج، نہ کوئی پردہ ہے
ہے سر میں خاک، یہ کرب و بلا کا صحرا ہے
نہ جی سکوں گی، ترے بعد اعتبار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

لبِ فرات پہ اے سونے والے، جاگ ذرا
علم کے سائے میں رخصت، بہن کو کر بھیّا
سنا ہے سخت کٹھن ہے، یہ شام کا رستہ
سہل یہ راستہ، عباسؑ نامدار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

میں آؤں گی مرے بھیّا، ضرور آؤں گی
کفن اُڑھاؤں گی، مرقد ترا بناؤں گی
جہاں بھی جاؤں گی، فرشِ عزا بچھاؤں گی
مہ ، قید کاٹ کے لوٹ آؤں، انتظار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

رگوں میں خون، بدن میں جو سانس جاری ہے
تمہاری سرور و ریحان، ذمہ داری ہے
جہاں جہاں مرے بھائی کی، پُرسہ داری ہے
تم اپنے نوحوں سے، دنیا کو سوگوار کرو
اُٹھو حسینؑ! بہن کو ذرا سوار کرو

......☆......☆......

کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

(ندیم سرور)

میں باباعلیؑ آہاں زینبؑ، میرے سینے لگ گھبرائیں
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں
میں باباعلیؑ آہاں زینبؑ، میرے سینے لگ گھبرائیں
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

مری زینبؑ میری جان ہے تو، مرے کُنبے کا ارمان ہے تو
یوں گھٹ گھٹ کے نہ رو زینبؑ
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

تو صابر سید زادی ہے، کونین کی تو شہزادی ہے،
تو ترسی لگتی ہے ماتم کی
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

یہ کربل دیس پرایا ہے، بے گور رجراماں جایا ہے
یہ شام غریباں ہے زینبؑ
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

اٹھارہ برادر والی تو، اک چادر کی ہے سوالی تو
کیا حال ہوا تیرا زینبؑ،
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

اکبرؑ کی موت نے مار دیا، سینہ ہے ترا زخموں سے بھرا
تری چادر نُٹ گئی کربل میں
کر ماتم کر گھبرائیں، رج ماتم کر گھبرائیں

تو خاک پہ اُجڑی بیٹھی ہے، تری ماں زہراؑ روتی ہے

ریحان صدائے سرور تھی
کر ماتم کر گھبرائیں، رَج ماتم کر گھبرائیں

......☆......☆......

میں یہ نہیں کہتی کہ عماری میں بٹھا دو

(ندیم سرورؔ)

گھر سے جانے لگے شبیرؑ، تو صغریٰؑ نے کہا
لے چلو مجھ کو بھی، بیمار تمہیں دے گی دعا
ہو جانا خفا راہ میں، گر روئے گی صغریٰؑ
یاں نیند کب آتی ہے، جو واں سوئے گی صغریٰؑ
بابا......تنہائی سزا ہے، مجھے ایسی نہ سزا دو
میں یہ نہیں کہتی، کہ عماری میں بٹھا دو
بابا......مجھے، فضہ کی سواری میں بٹھا دو
میں یہ نہیں کہتی، کہ عماری میں بٹھا دو
سب بیٹھیں سواری پہ، میں پیدل ہی چلوں گی
وعدہ ہے کسی کو، کوئی تکلیف نہ دوں گی
بابا، بابا......اماں سے میں ہرگز نہ کہوں گی، کے دوا دو
میں یہ نہیں کہتی کہ، عماری میں بٹھا دو
پلکوں سے میں سایۂ علی اصغرؑ پہ کروں گی
اماں کی سواری سے، بہت دُور رہوں گی
بابا، بابا......ہاں کہہ کے مری زیست کے کچھ روز بڑھا دو
میں یہ نہیں کہتی کہ، عماری میں بٹھا دو
میں پانی پلاؤں گی، سواری کو تمہاری

بہلاؤں گی رستہ میں، سکینہؑ کو تمہاری
بابا، بابا...... جو کام کنیزوں کے ہیں، سب مجھ کو بتادو
میں یہ نہیں کہتی کہ، عماری میں بٹھادو
سب نظریں چراتے ہیں، کوئی دم نہیں بھرتا
سچ ہے کوئی مُردے سے، محبت نہیں کرتا
بابا، بابا...... تو قیر مری یہ ہے، تو مرنے کی دعا دو
میں یہ نہیں کہتی کہ، عماری میں بٹھادو
کیا گزرے گی جب گھر سے، چلے جائیں گے اکبرؑ
کیسے مجھے ہر بات میں، یاد آئیں گے اکبرؑ
بابا، بابا...... کب آئیں گے لینے مجھے بھیا یہ بتادو
میں یہ نہیں کہتی کہ عماری میں بٹھادو
ہاں اپنی محبت کا، میں اظہار تو کرلوں
ٹھہرو علیؑ اصغرؑ کو، ذرا پیار تو کرلوں
بابا، بابا...... ناقے سے جھلک، ننھے مسافر کی دکھادو
میں یہ نہیں کہتی، کہ عماری میں بٹھادو
ریحانِ وہ بیمار، یہ تھک ہار کے بولی
اے سرورِ ذیشان، تمنا ہے یہ میری
بابا، بابا...... جاتے ہو تو تُربت مری، تم خود ہی بنادو
میں یہ نہیں کہتی، کہ عماری میں بٹھادو

......☆......☆......

یا فاطمہ زہراؑ، یا زہراؑ، یا زہراؑ، یا زہراؑ

(ندیم سرور)

یا فاطمہ زہراؑ، یا زہراؑ، یا زہراؑ، یا زہراؑ
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
محبان دو ہستیم، محبّان دو بستیم
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
محبان دو ہستیم، محبّان دو بستیم

اے ام ابیہا، اے ام فقیہا
اے ام ابیہا، اے ام فقیہا
اے ام ابیہا بجزا بگیر بستیم
محبّان دو ہستیم، محبّان دو ہستیم
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
محبان دو ہستیم، محبان دو بستیم

امید شفاعت ز تو اے فاطمہؑ زہرا
خاتونِ جناں، وارثِ تطہیر سراپا
اشرافِ نساء، عکسِ نبیؐ، عکسِ خدیجہؑ
میزانِ وفا، روحِ دعا، فاطمہؑ زہرا
یافاطمہؑ زہرا، یافاطمہؑ زہرا
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
محبّان دو ہستیم، محبّان دو ہستیم

افتاد درخانہ ترا پہلو شکستہ
امت نے ترا حق نہ دیا فاطمہؑ زہرا

محسنؑ کی شہادت کا سبب بن گئی دنیا
ورثہ ہے ترا اشکِ عزا فاطمہؑ زہرا
یا فاطمہؑ زہرا، یا فاطمہؑ زہرا

مادر دو جہاں، فاطمہؑ جانِ دلبد و بستیم
مُحبّان دو ہستیم، مُحبّان دو ہستیم

اے اشک فشاں، بعد نبیؐ بنتِ پیمبرؐ
تھا سوگ میں بابا کے، عزا خانہ ترا گھر
روتے تھے ترے ساتھ، علیؑ سرورؑ و شبرؑ
اے خستہ جگر محوِ بکا، فاطمہ زہراؑ
یا فاطمہؑ زہرا، یا فاطمہؑ زہرا
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
مُحبّان دو ہستیم، مُحبّان دو ہستیم

در کرب و بلا تشنہ لبی، تیرے پسر کی
تاراجی ہوئی کس طرح، زہراؑ ترے گھر کی
بے گورو کفن لاش رہی، نورِ نظر کی
عالم بخدا سوگ میں تھا، فاطمہؑ زہرا
یا فاطمہؑ زہرا، یافاطمہؑ زہرا
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
مُحبّان دو ہستی، مُحبّان دو ہستیم

بچوں پہ ترے، فوجِ ستمگار کی یلغار
زنجیر بکف، طوقِ گراں عابد بیمارؑ
دربارِ اَلم، قیدِ ستمِ دُخترِ غم خوار
اعداء کے ستم، کنبہ ترا فاطمہؑ زہرا
یا فاطمہؑ زہرا، یا فاطمہؑ زہرا
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم

مُحبّان دو ہستیم، مُحبّان دو ہستیم

اے سروؔر و ریحانؔ سرِ مجلسِ شبّیرؑ
جب فاطمہؑ ہوتی ہیں، دل افگار و گلوگیر
منظر وہ کہاں تک کوئی، کرسکتا ہے تحریر
رُوتا ہے قلم لکھ کے، سدا فاطمہ زَہراؑ

یا فاطمہؑ زہرا، یا فاطمہؑ زَہرا
مادر دو جہاں، فاطمہؑ جاں دلبد و بستیم
مُحبّان دو ہستی، مُحبّان دو ہستیم
یازہرا، یازہرا، یازہرا، یازہرا

......☆......☆......

کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

(ندیم سروؔر)

بھول جائیں گے ہرغم، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے
بھول جائیں گے ہرغم، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

کیسے بھول جائیں، مقتلِ حسینؑ کو
کیسے بھول جائیں، فاطمہؑ کے بین کو
با خدا نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

وہ ستم وہ ظلم، وہ جَفا کے سلسلے
علقمہ کے سامنے، خیام جل گئے

نینوا نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

جس جگہ حسینؑ کا، جواں ہوا شہید
جس جگہ ہوا تھا، ایک بے زباں شہید
وہ جگہ نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

وہ لُہو بھرا علَم، وہ مشک خُوں بھری
انتظار آب میں، سکینہؑ مرگئی
سانحہ نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

خون روئے جس کے غم میں، عُمر بھر امامؑ
لے گئی تھی لوٹ کر، رِدا جو فوجِ شام
وہ رِدا نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

السّلام ! اے کربلا کی خاک السّلام
السّلام ! اے دفن جسم پاک السّلام
یہ صدا نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

سرورؔ و ریحانؔ، آرزو ہے اب یہی
روضۂ حسینؑ پر ہو، سب کی حاضری
یہ دُعا نہ بھولیں گے، غم ترا نہ بھولیں گے
کربلا! نہ بھولیں گے، کربلا! نہ بھولیں گے

......☆......☆......

شہزادۂ اکبرؑ، راشہ پس لُو نا وقت نو بہار دے

(ندیم سروؔر)

شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادہ اکبرؑ، راشہ پس لوٹا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادۂ اکبرؑ، راشہ پس لونا وقت نو بہار دے

خط لکھتی ہے صغریٰؑ بھیا وطن آجا وقت نو بہار دے
خط لکھتی ہوں اشکوں سے، بھیگا ہے مرا دامن
آجا کہ بہار آئی، سُونا ہے مرا آنگن
اے بھائی خدارا، راشہ پس لُو نا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادۂ اکبرؑ، لاشہ پس لُو نا وقت نو بہار دے

پھر گونجے اذاں تیری، نانا کے مدینہ میں
پھر بھر دے خدا ٹھنڈک، بھیا مرے سینے میں
پورا کرو وعدہ، راشہ پس لُو نا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادۂ اکبرؑ، لاشہ پس لُو نا وقت نو بہار دے

دیکھوں میں ترا سہرا، دلہن تری گھر آئے
دیدار ترا بھیّا، بس نیگ میں مل جائے
آنچل مرا پھیلا، راشہ پس لُو نا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادۂ اکبرؑ، راشہ پس لونا وقت نو بہار دے

بیمار بہن روئے کیا تم کو گوارا ہے
بھیا تری فرقت نے، بن موت کے مارا ہے
کہتی ہے یہ بہنا، لاشہ پس لُوٹا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادہ اکبرؑ، لاشہ پس لُوٹا وقت نو بہار دے
گُل کُھلنے کی رُت آئی، پردیسی مرے بھائی
تم دُور وطن سے ہو، میں ہوں مری تنہائی
تڑپاؤ نہ بھیا، راشہ پس لُوٹا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادہ اکبرؑ، راشہ پس لوٹا وقت نو بہار دے
ریحانؔ بھی سرورؔ بھی، کہتے ہیں یہی صغریٰؑ
بیٹھی ہی رہی در پر، اکبرؑ کی بہن صغریٰؑ
لب پر تھا یہ نوحہ، راشہ پس لُوٹا وقت نو بہار دے
شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ، شہزادۂ اکبرؑ
شہزادہ اکبرؑ، راشہ پس لوٹا وقت نو بہار دے

......☆......☆......

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

(ندیم سرور)

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا اِغْفِرْ لِمَنْ لَا یَمْلِکُ اِلَّا الدُّعَآءَ فَاِنَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا تَشَآءُ یَا مَنِ اسْمُہٗ دَوَآءٌ وَذِکْرُہٗ شِفَآءٌ وَطَاعَتُہٗ غِنًی

تو ہی کبیر تو ہی کبریا تو راہ نما
رگِ گلو سے بھی نزدیک تو ہر اک لمحہ
ہے تیرے نام کی تاثیر ہر مرض کی دوا
ہے تیرے ذکر میں پوشیدہ میرے حق میں شفا
بغیر مانگے ہی کرتا ہے تو عطا پہ عطا
صدا سے پہلے ہی سنتا ہے سائلوں کی صدا

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

علیؑ وسیلہ بنے اور کمیلؑ پائے شفا
اسی کے نام سے منسوب ہوگئی یہ دعا
شبِ جمعہ ہے دعائے کمیلؑ شکر تیرا
یہ ابتدا ہے تو ہے انتہا حدیث کساء
الٰہی تیری رضا کے سوا کچھ اور نہیں
کہ پاس دعا کے سوا کچھ اور نہیں

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

میرے خدا! وہ زبانیں جو تیری حمد کریں
وہ تیرے پنجتنؑ پاک کی دعا میں رہیں
کبھی وہ نارِ جہنم کی سختیاں نہ سہیں

پلِ صراط سے بے خوف و بے خطر گزریں
گناہ گاروں کو یہ آسرا ہے صبح و مَسا
کُھلا ہوا ہے تسلسل تیرا درِ توبہ
یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

رسولؐ پاک کے صدقہ میں، اے خُدا گھر گھر
شعاعِ علم کی کرنوں کا، مستقل ہو گزر
کُھلا رہے میرے بچوں پہ، شہرِ علم کا دَر
رہے جوانوں کی ہر دم، تیری رِضا پہ نظر
تیری رضا کے بنا، رزقِ علم کیا ہو عطا
جو تو نہ چاہے درِعلم کھل نہیں سکتا
یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

تُو میرے عیب چُھپاتا ہے، ڈال کر پردہ
الٰہی! دیتا ہوں میں تجھ کو واسطہ، اس کا
وہی جو شامِ غریباں میں، دے رہی تھی صدا
نہیں ہے کچھ بھی میرے پاس، اس رِدا کے سوا
رسولؐ زادی کے پردہ کی لاج، رکھ لینا
بھرم دُعاؤں کا میری بھی، آج رکھ لینا
یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

شکستہ پہلوئے زہراؑ کا واسطہ، اے خدا
جو وقتِ غسل علیؑ نے، بصد بُکا دیکھا
تو اپنے آنسو علیؑ سا جَری، نہ روک سکا
خدا کا شیر بھی، اِک چیخ مار کر رویا
اُسی رسولؐ کی بیٹی کا واسطہ، ہے خدا
ہو والدین کو صحت کے ساتھ، عمر عطا

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

وہ اک مریض جو الشّام کہہ کے، روتا تھا
جھکائے سر وہ حیا دار، روتا جاتا تھا
پہن کے بیڑیاں جو، کربلا سے شام گیا
اُسی مریض کے صدقے سے، مانگتے ہیں شفا
مرض سے پہلے دوا خلق کی ہے، تو نے خدا
برائے سیّد سجادؑ دے، ہمیں بھی شفا

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

الٰہی! سیّدی، مولائی، یا عزیز و حکیم
جلیل و قادر و جبّارِ العلّی و عظیم
تیری ہی حمد ہے تو رب العالمین و رحیم
غمِ حسینؑ کے صدقہِ کرم ہو ہم پہ کریم
صدائے سرور و ریحان سُن میرے اللہ
بروزِ حشر ہو سایۂ رِدائے زہراؑ کا

یَا سَرِیْعَ الرِّضَا، یَا سَرِیْعَ الرِّضَا

......☆......☆......

وقتِ رُخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

(ندیم سرور)

یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!
وقتِ رُخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا
ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے

کربلا! کربلا! کربلا! کربلا! اب امتحانِ صبرِ سرورؑ دیکھنا
ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا
دُور تک جاتے ہوئے، دیکھا کیئے کیسے حسینؑ
ٹھوکریں کھا کھا کے خود، سنبھلا کیئے کیسے حسینؑ
اے علیؑ اکبرؑ، ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھنا
ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقت رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

ماں کے ارمانوں کی چادر کا عمامہ، سر پہ ہے
فاطمہؑ صُغرا کی آنکھوں کا اجالا، سر پر ہے
بگڑے گا اِک پل میں، کتنوں کا مقدر دیکھنا
ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

دوش پہ بکھری ہوئی زلفیں، اڑاتی تھی ہوا
بکھری زلفوں سے، نکھرتی جا رہی تھی کربلا
موت کی جرأت نہیں تھی، آنکھ بھر کر دیکھنا
ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑکر دیکھنا

اُٹھ رہا ہے، گر رہا ہے، ایک پردہ بار بار
اُمِ لیلیٰ کا یہ خیمہ، ہے میرے پروردگار
لاش جب آئی تو مرجائے گی مادر دیکھنا
ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

ہائے مقتل گھٹنیوں کے بَل چلا ہے، اک پدر
کہتا ہے آواز دے، مجھ کو میرے نورِ نظر

کھو گئی بینائی میری، میرے دلبر دیکھنا

ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

اے حسینؑ ابن علیؑ ، جاؤ نہ اکبرؑ کے قریں
ظلم ایسا ہوگیا ہے، تاب لاسکتے نہیں
کیا گوارا ہے سِناں، سینہ کے اندر دیکھنا

ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑکر دیکھنا

امتحاں ہے، بوڑھے کاندھوں پہ جواں بیٹے کی لاش
خوں میں ڈوبی، کسطرح دیکھے گی ماں بیٹے کی لاش
اس جگہ اولاد والوں، خود کو رکھ کر دیکھنا

ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقت رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

مرتے دم اکبرؑ کو ڈر ہے، ماں نہ آ جائے کہیں
بہہ رہا ہے خوں، میرے سینے سے رنگیں ہے زمیں
کہہ دو اماں سے مجھے، یوں نہ تڑپ کو دیکھنا

ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

بابا! میری ماں، میرے غم کو اٹھا سکتی نہیں
نیند ایسی آرہی ہے، ماں جگا سکتی نہیں
زخم میرا، ماں کی نظروں سے بچا کر دیکھنا

ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑکر دیکھنا

خون ہوتا ہے جگر ریحانؔ و سرورؔ اُس گھڑی
سوچتے ہیں، حضرتِ شبیرؑ کی جب بے کسی

باپ کا رُک رُک کے اور بیٹے کا مُڑ کر دیکھنا

ہائے ...... ہائے ...... ہائے ...... ہائے
وقتِ رخصت باپ کو بیٹے کا مڑ کر دیکھنا

سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

(ندیم سرور)

سیاہ رات میں زِنداں کے دَر پر رو رو کے
سکینہؑ کہتی ہے بابا یہ شب ستاتی ہے
جدائی باپ کی اس پر یہ خاک کا بستر
کہیں اندھیرے میں بچوں کو نیند آتی ہے
یہ سُن کے زینبؑ مظلوم بولی غم نہ کرو
کہانی کہتی ہوں میں اک، سنو سکینہؑ سنو
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

اک شہنشاہ تھا، یثرب میں رہا کرتا تھا
اُس کا گھر وہ تھا، کہ قران جہاں اترا تھا
در پہ جبرئیلؑ سا دربان، رہا کرتا تھا
اس کا آنگن بھی ستاروں سے بھرا رہتا تھا
اس کا دروازہ سے خالی نہ کوئی جاتا تھا
آسماں اس کی سخاوت کی قسم کھاتا تھا
سکینہؑ کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

اس کے بابا کو درِ علم کہا جاتا تھا
ماں نے شہزادیٔ کونین لقب پایا تھا
اُس کے بیٹوں میں نظر سبطِ نبیؐ آتا تھا

بیٹیوں کو گُلِ پاکیزہ کہا جاتا تھا
اِس کے اک بھائی کی رگ رگ میں وفا بہتی تھی
اک بہن ساتھ میں سائے کی طرح رہتی تھی
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

ایک دن کیا ہوا، وہ گھر سے سفر پر نکلا
اس کا سب کُنبہ بھی، قرآں کی حفاظت کو چلا
اشقیا نے اسے پھر دشتِ بلا میں گھیرا
تین دن تک اسے پانی بھی میسّر نہ ہوا
ہوگئی عام ہر اِک جور و جفا اس کے لیئے
اور پھر جنگ کا میدان سجا، اُس کے لیئے
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

اس کے اک بیٹے کے سینے میں سناں ٹوٹ گئی
بھائی کے ہاتھ کٹے، تیر لگا مشک چھدی
لاش پامال بھی، مقتل میں بھتیجے کی ہوئی
بے زبان قتل ہوا اور چھری اس پہ چلی
اس شہنشاہ کے کنبہ پر غریبی چھائی
بجھ گئے سارے دیئے، شامِ غریباں آئی
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

خیمے جلنے لگے، نزدیک ستمگر آئے
اُس شہنشاہ کی بچی نے، طمانچے کھائے
کان زخمی ہوئے، خوں آنکھ سے ٹپکا ہائے
ڈھونڈنے باپ کو مقتل میں، وہ کیسے جائے
جلتے دامن کو لیئے، گنج شہیداں میں گئی
رسی گردن میں بندھی، شام کے زِنداں میں گئی
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

پھر سکینہؑ نے کہا، رہتے ہیں وہ لوگ کہاں
بولی زینبؑ، کہ ہوئے سب وہ اسیرِ زنداں
قِصّہ آخر ہوا، نیند آئی نہ تم کو میری جاں
بولی رو رو کے سکینہؑ، پھوپھی اب نیند کہاں
تم تو کہتی تھیں، کہانی سنو نیند آتی ہے
اس کہانی سے، میری نیند اُڑی جاتی ہے
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

بولی رو رو کے سکینہؑ، یہ میرا قِصّہ ہے
اس کہانی کا شہنشاہ، میرا بابا ہے
نیزہ جس کا سینے پہ لگا، میرا بھیّا ہے
میرا اصغرؑ تھا لعینوں نے جسے مارا ہے
بے ردا تم ہو، پھوپھی، جان میری جاتی ہے
یہ کہانی تو، میرے گھر کی نظر آتی ہے
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

جس کو سینے پہ شہنشاہ کے نیند آتی تھی
دشت میں ہائے چچا کہہ کے جو چلاتی تھی
جس کے کانوں سے لہو بہتا تھا جو پیاسی تھی
اپنے بابا کی جدائی میں، مری جاتی تھی
اس شہنشاہ کی بیٹی، وہ سکینہؑ میں ہوں
جس کا دشوار ہوا قید میں جینا، میں ہوں
سکینہؑ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

ختم جب سرورؔ و ریحانؔ کہانی یہ ہوئی
وہ جو سنتی تھی کہانی، وہ سکینہؑ نہ رہی
تھامے زنجیر، نقاہت سے اُٹھا اِک قیدی
ایک ننھی سی لحد، کانپتے ہاتھوں سے بنی

سر شہنشاہ کا گودی میں، لہو روتا تھا
واہ حسینا کا بس ایک شور بپا ہوتا تھا
سکینہؑ ! کہانی سنو، سکینہؑ! کہانی سنو

میرے سر پر لِللہ رہنے دے چادر

(ندیم سروؔر)

ہائے سلامی لعینوں نے کیا کیا جفا کی
نشانی ہوئی آج مُشکل کشا کی
تھی شام غریباں، قیامت بپا تھی
اور اک ہاتھ زینبؑ کی چادر تک آیا
وہ زینبؑ کے لب پر فقط اک صدا تھی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر
کچھ ائے شِمر قیمت سمجھ اس رِدا کی
کہ یہ پاک چادر ہے خیر النساء کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر
کُھلے سر، جسے بھائیوں نے نہ دیکھا
اُٹھا رات میں، جس کی ماں کا جنازہ
وہ دن میں ہے محتاج، بس اک ردا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر
نہ باندھو میرے ہاتھ، کہتی تھی زینبؑ
نہ چھینو رِدا، کہہ کے روتی تھی زینبؑ
میں مظلوم بیٹی ہوں، مُشکل کشا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

ذرا جاگ اے میرے، غیور بھائی
کہ اب بات میری، رِدا تک ہے آئی
بہن کو ضرورت ہے، تیری وفا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

اُٹھو میرے سجادؑ جلتے ہیں خیمے
سنبھالوں اکیلی، میں بچوں کو کیسے
میں کیسے سہوں، سختیاں اشقیا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

وہ شامِ غریباں میں بابا کا آنا
وہ زینبؑ کا ہاتھوں سے چہرہ چھپانا
خدا سے رِدا کے لیئے التجا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

تماشائی کوفہ کی گلیوں میں کہتے
زمانے بدلتے ہیں، لمحوں میں کتنے
کہ سر ننگے زینبؑ ہے، قدرت خدا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

وہ مائیں وہ بہنیں، کنیزانِ زینبؑ
جو ہیں آج بھی، پُرسہ دارانِ زینبؑ
رکھیں لاج زینبؑ کی، بس اُس صدا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

گئے ان کے روضہ پہ ریحان و سرور
ملا اِک سکوں شہؑ کا نوحہ سنا کر
خلش آج تک ہے، مگر اس بُکا کی
میرے سر پر للّٰہ رہنے دے چادر

......☆......☆......

اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

(ندیم سرور)

ہائے حسینا! ہائے حسینا! ہائے حسینا! ہائے حسینا!

زنداں سے رہا ہوگئے سادات
اللہ یہ کیا ہوگئے سادات
خود کرب و بلا ہوگئے سادات
زنداں سے رہا ہوگئے سادات

یہ کیسی رہائی ہے، کہ دل خوش نہیں ہوتا
کیا رہ گیا زِنداں میں، کہ ہر قیدی ہے روتا
ہاں اپنی سکینہؑ سے، جدا ہوتے ہیں سادات
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

اے شامیو! اب چین سے، آرام سے سونا
بے چین کرے گا، نہ کسی بچی کا رونا
جو شب کو بُکا کرتی تھی، روئے گی کبھی نا
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

زینبؑ نے کہا، قید میں ہے میرا خزانہ
اے عورتوں! جب شام ڈھلے اس طرف آنا
تُربت پہ سکینہؑ کے دیا ایک جلانا
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

سجادؑ نے زیور، جو اسیری کے اتارے
سوکھے ہوئے سب زخم ہرے ہوگئے سارے
سر دیکھ کے بابا کا، تڑپ کر وہ پکارے
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

زینبؑ نے رِدا پا کے کہا، شکرِ خدا ہے
عباسؑ میرے بھائی، مگر صدمہ بڑا ہے
سر ننگے ہمیں، سارا جہاں دیکھ چکا ہے
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

کلثومؑ جو اک لفظ، ابھی تک نہ تھی بولی
جس وقت رسن بازو سے، سجادؑ نے کھولی
کہنے لگیں، کیا جائیں وطن خالی ہے جھولی
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

یہ قافلہ، جب کرب و بلا لوٹ کر آیا
دیکھا کہ پڑا دھوپ میں ہے بھائی کا لاشہ
زینبؑ نے سر خاکِ بلا، خود کو گرایا
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

کیا شان تھی سادات کی، جب گھر سے چلے تھے
محمل تھی عماری بھی تھی، مشکیزے بھرے تھے
عباسِؑ علمدار، علم کھولے ہوئے تھے
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

گلیوں میں مدینے کی، عجب شور بپا ہے
صُغراؑ سے ابھی آکے، کسی نے یہ کہا ہے
آ صغراؑ تیرا بابا، وطن لوٹ رہا ہے
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

روضہ پہ محمدؐ کے، جو سیدانیاں پہنچیں
اے سرور و ریحان نگاہیں بھی جھکی تھیں
دکھلا کے نشاں رسّی کے، زینبؑ یہ پکاریں
اللہ! میرے اللہ! زنداں سے رہا ہوگئے سادات

......☆......☆......

شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ

(ندیم سرورؔ)

روزِ عاشور ہے، ذوالجناح پر سوار
غم کا سینے پر وار
کون مقتل میں آتا ہے پروردگار
دِل میں بھائی کا بیٹوں کا اپنوں کا غم
سہہ رہا ہے مسلسل ستم پر ستم
خوں میں ڈوبا لباسِ غریبی لیئے
رن میں دیکھو حسینؑ آرہا ہے
خشک ہونٹوں کی سوکھی زباں سے
جو صدا پہ صدا دے رہا ہے
شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

نام میرے خدا کا، رہے گا
کلمۂ لا اِلٰہ، رہے گا
دین، قران، کعبہ رہے گا
میرا اسلام، زندہ رہے گا
تیغ میری، قضا میں ڈھلی ہے
میرے بازو میں، زورِ علیؑ ہے
شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!
کربلا حق کی طاقت، رہے گی
یہ لہو کی تمازت، رہے گی

میری دھرتی کی عزت، رہے گی
میرے پرچم کی حُرمت، رہے گی
ختم ہوجائے گی، ہر غلامی
مجھ کو تاریخ دے گی، سلامی

شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

تم ہو سیراب اور میں ہوں پیاسا
تم ہزاروں ہو اور میں ہوں تنہا
مرگیا ہے، جواں بھائی میرا
لے گیا نور آنکھوں کا بیٹا
جنگ کا نام اب تم نہ لو گے
کیا علیؑ آگئے یہ کہو گے

شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

خون کیوں، آدمی کا بہائیں
امن کے پھول، ہر جا کھلائیں
ساری انسانیت، کو جگائیں
ظلم سے ہاں مگر، ہاتھ اٹھائیں
تم نے مجبور مجھ کو کیا ہے
اب میری تیغ، اَمرِ خدا ہے

شامیو! شامیو! شامیو! آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

وہ جو لاشہ پہ لاشہ اٹھائے
ایک قطرہ، جو پانی نہ پائے
جس کا گھوڑا بھی، تھک کر گرا ہے

جنگ اس کی، ہزاروں سے ہائے
پھر بھی جن و ملک، جنگ دیکھیں
عرش والے، میری جنگ دیکھیں

شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

میرے بابا، علیؑ آ چکے ہیں
میرے بھیا، حسنؑ آ چکے ہیں
داد عباسؑ بھی دے رہے ہیں
مجھ کو اکبرؑ میرے دیکھتے ہیں
درِ خیمہ پہ بہنیں کھڑی ہیں
امّاں زہراؑ دُعا دے رہی ہیں

شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

جب کیا پڑھ کے تکبیر، حملہ
شور اٹھنے لگا، الاماں کا
شعلۂ ذوالفقار ایسا چمکا
پاؤں تک خوں میں ڈوبا تھا گھوڑا
رن میں اُٹھنے لگیں غم کی موجیں
جا کے کوفہ سے ٹکرائیں فوجیں

شامیو! شامیو! شامیو آؤ مقتل میں آؤ
ایک پیاسے کی جنگ دیکھو، اللہ اکبر! اللہ اکبر!

رب نے دیکھا فلک سے یہ منظر
بولا جبرئیلؑ سے ربِ اکبر
کہہ دو شبیرؑ سے اب یہ جا کر
انتہا ختم ہے ابنِ حیدرؑ

مطمئن نفس والے پلٹ آ
رب تیرا تجھ سے راضی ہوا
تیرا ذاکر ہے تیرا خدا
اے حسینؑ! اے جری
اے حسینؑ، اے جری، اے جری مرحبا
شور ریحان و سرور اٹھا
عصرِ عاشور کا وقت تھا
آ رہی تھی اذاں کی صدا
شہ نے سجدہ میں سر رکھ دیا
یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!
یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ! یاحسینؑ!

......☆......☆......

سنو زندہ ہے حسینؑ

(ندیم سرور)

شاہ است حسینؑ، بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ، دیں پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد، دست در دستِ یزید
حقا کہ بناء، لا الٰہ است حسینؑ
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سردار و شہنشاہ، اے شاہ شہیداں
قاری سرِ نیزہ، اے وارث قرآں

کہتی ہیں نمازیں، اب تک سرِ میداں
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

آذان و نمازیں، قرانِ مجسم
یہ مجلس و ماتم، عباسؑ کا پرچم
کہتی ہیں سبیلیں، کہتا ہے محرم
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

وہ حلق بریدہ، قرآں کی تلاوت
بے مقنع و چادر، ناموسِ رسالتؐ
اللہ کی قدرت، دیتی تھی شہادت
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

اکبرؑ کا کلیجہ، حلقِ علی اصغرؑ
عباسؑ کے بازو، زینبؑ کا کھلا سر
یہ کہتے ہیں تجھ سے، اے شام کے لشکر
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

مرقد سے نکل کر، خود فاطمہؑ زہرا
مقتل کی زمیں پر، دیتی رہیں پہرا
خنجر سے سناں سے، کہتی رہیں زہرا
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسین
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

زنجیرِ ستم نے، رستہ نہیں روکا
پہنے ہوئے بیڑی، چلتے رہے مولا

کہتا ہے ابھی تک، سجادؑ کا سجدہ
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

جلتے ہوئے خیمے، دیتے تھے گواہی
شبیرؑ سے سیکھو، سب دین پناہی
سرکاٹ کے شہہؑ کا، کہتی رہی شاہی
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

اعدا کے طمانچے، رخسارِ سکینہؑ
جلتا ہوا دامن، گرمی کا مہینہ
کہتی تھی پھوپھی سے ہر ایک سے کہنا
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

بیمارِ مدینہ، وہ فاطمہ صغراؑ
دروازے پہ بیٹھی، تکتی ہے جو رستہ
خود کو یہی کہہ کر، دیتی ہے دلاسہ
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

سرورِ سرِ مجلس، ذکرِ شہہِؑ والا
ریحان مسلسل، اِس غم کا حوالہ
دُہراتا ہے ہر دم، تاریخ کا جُملہ
سنو! زندہ ہے حسینؑ، شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسین

......☆......☆......

ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں

(ندیم سروؔر)

ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

یہ ہے ابوطالبؑ کا گھرانہ، اِس پہ خدا کا خاص کرم ہے
سارے عرب میں سارے عجم میں، کِس کو ملا یہ جاہ و حشم ہے
اِن میں کوئی یٰسین و مزمل، اِن میں کوئی سردار اِرم ہے
اُسکی الگ ہی شان ہے مولا، جس کو ملا حیدرؑ کا علَم ہے
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں
اپنے علم کے سائے میں اس کو شیرِ خدا نے پالا ہے
آبِ شجاعت اس کو پلاکر، رنگِ وفا میں ڈھالا ہے
چار عملداروں میں ہے شامل، یہ بھی نصیبوں والا ہے
حمزہؑ و جعفرؑ کی قوّت کا، یہ بھی ایک حوالا ہے
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں
کیسا سجا ہے کیسا حسیں ہے، کرب و بلا میں شاہ کا لشکر
یوں تو سبھی ہیں شیرِ دلاور، عونؑ و محمدؑ قاسمؑ و اکبرؑ
ابن مظاہرؑ، وہبؑ کلبی، جونؑ بھی حُرؑ بھی سارے دلاور
اپنی جگہ یہ سب ہیں بہادر، فوج میں تیری اے شہہِ صفدر
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں

ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

اے میرے غازی تیرے علم کے سائے میں سب کچھ ملتا ہے
زیرِ علم جو مانگیں دُعائیں، ان کی خُدا بھی سُنتا ہے
رزق عزاداری کا عطا کر، تو بھی علیؑ کا بیٹا ہے
بابِ حوائج میرے غازی، دامن تو بھی بھرتا ہے

ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

شام کے لشکر میں ہل چل تھی، کون جَری اب آتا ہے
بوڑھے جوانوں سے کہتے تھے، یہ تو علیؑ آتا ہے
سر پہ خدا، ٹھوکر میں قضا ہے، قہر جلی اب
کہنا پڑا احمدؐ کی علیؑ سے، تیرا وصیؑ اِب آتا ہے

ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

اُم البنینؑ کی گود میں ربّ نے ایسا گل حساس رکھا
مولا حسینؑ نے یہ شہزادہ لا کے علم کے پاس رکھا
اِس کی بہن زینبؑ نے اس کا نام جری عباسؑ رکھا
مولا علیؑ نے مستقبل کا کہہ کر یہ احساس رکھا

ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

بعد نمازِ فجر زیارت، تیرے علم کی کرتا ہوں
شرف غلامی کا مل جائے، میں یہ وظیفہ پڑھتا ہوں
کرکے زیارت تیرے علم کی، پھر میں گھر سے چلتا ہوں
سائے میں چودہ ۱۴ معصومینؑ کے، شکر خدا میں رہتا ہوں

ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

ہم تو سگِ دربارِ علیؑ ہیں، خاص یہ تجھ سے رشتہ ہے
جد بھی ہے تیرا کل کا مولا، تو بھی ہمارا آقاؑ ہے
تیرے فقیروں میں اے غازی، عرش نشیں بھی رہتا ہے
سندھ میں آؤ مولا قدم پر، لعلؒ قلندر کہتا ہے
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

ہم نہیں بھولے اب تک غازی، زینب کیسے بھولے گی
مَشک و علمِ کو دوش پہ رکھ کر، ہائے تیری رُخصت غازی
خالی کوزہ ہاتھ میں تھامے، تجھ سے سکینہؑ لپٹی تھی
گردِ علم کے ماتم کرکے ہر شہزادی کہتی تھی
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

تیری شہادت سے کعبے پر، کیسی قیامت ٹوٹ گئی
جس کو کہا کرتے تھے آقاؑ، قتل ہوا وہ بھائیؑ بھی
سر سے چھِنی زینبؑ کے چادر، تیری سکینہؑ قید ہوئی
ہائے تیری مجبوری غازیؑ، ماں زہراؑ یہ کہتی رہی
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

اب بھی عزا خانوں میں پرچم، تیرا ایسے رہتا ہے
شام ڈھلے ایسا لگتا ہے، کوئی لپٹ کے روتا ہے
تیرے علم کا سُرخ پھریرا، ہائے سکینہؑ کہتا ہے
تم ہی کیا ریحان و سرور، سب کی زباں پہ رہتا ہے
ایسا علَم ہے کہاں، ایسا جواں ہے کہاں
ایسی وفا ہے کہاں، ایسا نشاں ہے کہاں

......☆......☆......

ماں بلاتی ہے آ، اے حسینؑ

(ندیم سرور)

ماں بلاتی ہے آ، اے حسینؑ
آ میرے پاس آ! آ میرے پاس آ!

بستر سے تھرتھرا کے اُٹھیں، تھام کے عصا
قبرِ نبیؐ پہ، فاتحۂ آخری پڑھا
ہمسائیوں کے گھر گئیں، رخصت کو اور کہا
لو صاحبو بحل کرو، اب کوچ ہے میرا
ایذا تھی تم سبھوں کو، میرے شوروشین سے
کل فاطمہؑ نہ ہووے گی، تم سونا چین سے

سُن لو وصیتیں میری، اِس وقت یا امام
فضہؓ سے میرے بعد، عدالت سے لینا کام
ہشیار فاطمہؑ کی امانت سے، صبح و شام
دو بیٹیاں، دو بیٹے ہیں، اور بس خدا کا نام
میں نے بڑے دکھوں سے، یہ سب بچے پالے ہیں
حق کے حوالے تم، یہ تمہارے حوالے ہیں

ناگاہ شور اٹھا، کہ زہراؑ گزر گئیں
عمامہ سر سے پھینک کے، روئے امامؑ دیں
روتی تھیں مِل کے زینبؑ وکلثومؑ بھی قریں
اور دور تھے حسینؑ، جو آتے نہ تھے قریں
فضہؓ پکاریں، آپ یہاں کیا نہ آئیں گے
بولے حسینؑ، اماں پکاریں تو جائیں گے

ٹوٹے بندِ کفن، فاطمہؑ کے
اور پھر ہاتھ نکلے، کفن سے
آئی آواز، آ اے حسینؑ
ماںؑ بلاتی ہے، آ اے حسینؑ
ماں بُلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

آئے شبیرؑ زہراؑ کے لب یوں ملے
چکیاں پیس کے، میں نے پالا تجھے
آ میرےؑ لال آ، ماں کے لگ جا گلے
وقت رخصت ہے، ایسے نہیں رُوٹھتے
ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

تیری خاطر میں جاکر، پلٹ آئی ہوں
دیکھ کر تیرے آنسو، میں گھبرائی ہوں
دیکھ زیرِ کفن، غم سے تھرآئی ہوں
تجھ کو بہلانے، جنّت سے میں آئی ہوں
ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

تو نے کھانا بھی کھایا، کہ کھایا نہیں
کہہ دے ماں سے، کہ تو آج پیاسا نہیں
صبح سے مُنہ، کسی نے دُھلایا نہیں
سوگئی میں، تجھے کیوں سلایا نہیں
ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

آ میرے لال آ، ایک یہ کام کر
میرے سینے پہ کچھ دیر آرام کر
تو تو چلتا تھا اُنگلی، میری تھام کر
یاد وہ صبح کر، یاد وہ شام کر

ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

دستِ زینبؑ میں پھر، دیکے دست حسینؑ
بولیں زہراؑ کفن میں، بصد شور و شین
دیکھ زینبؑ، میری لاڈلی نورعین
یہ جو رویا، تو زہراؑ نہ پائے گی چین

ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

جائیو ساتھ اس کے، یہ جائے جدھر
میرے بچے کی، زینبؑ ہے تو ہمسفر
کربلا کا مسافر، ہے میرا پسر
غم کی بدلی نہ چھائے، میرے چاند پر

ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

ہائے کرب و بلا میں، وہ دن آ گیا
شِمر کا حلق سرورؑ پہ، خنجر چلا
امّاں امّاں کی آنے لگی، جب صدا
بال بکھرا کے زہراؑ نے، رو کے کہا

ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

کیسے ریحانؔ و سرورؔ سرِ کربلا
اپنے بچّے کی گردن پہ، تیغِ جفا
دیکھتی ہوں گی زہراؑ، سرِ کربلا
گونجتی ہوگی دشتِ بلا میں، صدا

ماں بلاتی ہے، آ اے حسینؑ، آ میرے پاس، آ اے حسینؑ

......☆......☆......

اماں! اچھی اماں! میرا کنبہ کہاں ہے

(ندیم سرورؔ)

داخل جو مدینے میں ہوئے اہل مدینہ
جاتے ہوئے کچھ اور تھے اب کیا ہے قرینہ
نہ اکبرؑ و عباسؑ نہ ہمراہ سکینہؑ
اور غم سے ہر اک بی بی کا لبریز تھا سینہ
جب گھر کے قریں آ گئی کُنبے کی سَواری
صغراؑ نے جو دیکھا تو یہ رو رو کے پکاری
اماں! اچھی اماں! میرا کنبہ کہاں ہے
اماں! اچھی اماں! میرا بابا کہاں ہے

کیا پوچھ لیا صغراؑ تو نے، سب کچھ تو عیاں ہے چہرے سے
لے دیکھ سفید یہ بال میرے، مت پوچھ کہاں ہے اب کُنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
جسے جان سے پیارا کہتی تھی، دِن جس کے لیے تو گنتی تھی
بے گور و کفن ہے بابا تیرا، مت پوچھ کہاں ہے اب کُنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
جس کُنبے کو تو پوچھتی ہے، وہ کرب و بلا کی خاک ہوا
سب چاند چھپے کربل میں تیرے، مت پوچھ کہاں ہے اب کُنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
کیا ڈھونڈتی ہے غازیؑ کا علم، انکے تو ہوئے بازو بھی قلم
عباسؑ کو کھو کر آئے ہیں، مت پوچھ کہاں ہے اب کُنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے

وہ ایک ضعیف جوان جو ہے، پہچان اسے سجادؑ ہے یہ
اسے شام کی گلیاں مار گئیں، مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
خط لکھتی تھی جس کو شام و سحر، ارمان تھا جس کی شادی کا
وہ بھائی تیرا نہ آئے گا مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
وہ اصغرؑ جو چھ ماہ کا تھا، وہ بھی نہ رہا، وہ بھی نہ رہا
ماں دھوپ میں بیٹھی روتی ہے، مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
سو ٹکڑے ہوا قاسمؑ کا بدن، سہرے کی لڑی پامال ہوئی
بیوہ ہوئی اِک شب کی بیاہی، مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
جب شامِ غریباں آئی تھی، زینبؑ پہ بڑی تنہائی تھی
گھر جلتا تھا چھنتی تھی ردا، مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
ڈرتی تھی اندھیرے سے جو بہت، وہ بالی سکینہؑ تیری بہنؑ
اب تک ہے وہ زنداں میں صغراؑ، مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے
صغراؑ سے اٹھا ہوگا کیونکر، اے سرور اور ریحان یہ غم
جس وقت پھوپھی نے رو کے کہا، مت پوچھ کہاں ہے اب کنبہ
اماں! اچھی اماں میرا کنبہ کہاں ہے، اماں! اچھی اماں میرا بابا کہاں ہے

......☆......☆......

نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا

(ندیم سرور)

نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا
چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

زمین جب نہ تھی، نہ آسماں کوئی
نہ چاند تارے تھے، نہ کہکشاں کوئی
حروف بھی نہ تھے، نہ تھی زباں کوئی
تھا ایسے عالم میں بھی، مہرباں کوئی
خدا بس ایسے میں، یہ کہہ رہا ہوگا
میرے حوالے سے، جو تذکرہ ہوگا
نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

جہاں کا رب میں ہوں، وہ نورِ ربانی
میں نور ہوں، تو وہ نبیؐ ہے نورانی
فلک پہ کی میں نے، اسی کی مہمانی
نہ اس کا سایہ ہے، نہ اس کا ہے ثانی
فنا ہے ہر شے کو، نہیں ہے یہ فانی
اور اس کے جیسا، اب نہ دوسرا ہوگا
نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

حبیبؐ میرا ہے، لباسِ رحمت میں
بنائی ہے دُنیا اِسی کی، چاہت میں
ثنا اِسی کی ہے، کلامِ قدرت میں

دُرود اِسی پر ہے، میری عبادت میں
جو سختیاں جھیلے، میری محبت میں
شفیع محشر بھی، فقط یہی ہوگا
نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

وہ میرے بندوں کو، میرا پتہ دے گا
وہ بے سہاروں کو بھی، آسرا دے گا
وہ زخم کھائے گا، مگر دُعا دے گا
اُسی کا کنبہ تو، گلا کٹا دے گا
حسینؑ سب اپنے، دیئے بجھا دے گا
اندھیرا جب پھیلے، وہ روشنی ہوگا
نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

نبیؐ کا روضہ ہے، ہمارے سینوں میں
حسین و یکتا ہے، وہ سب حسینوں میں
اِسی کا چرچا ہے، فلک نشینوں میں
جلی ہے نام اس کا، سبھی صحیفوں میں
لکھا ہے نام اِس کا، سبھی سفینوں میں
اب ہم کو طوفاں سے، نہ ڈر کوئی ہوگا
نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

دُعائیں کرتے ہیں، تیرے وسیلے سے
مریض جتنے ہیں، انہیں شفا دے دے
نبیؐ کے صدقے میں، یہ مرتبہ دے دے
یقیں کی منزل کا، تو راستہ دے دے
نبیؐ کے بچوں کی، تو خاک پا دے دے
کہاں تیرے ؐ جیسا، کوئی سخی ہوگا
نبیؐ نبیؐ ہوگا، نبیؐ نبیؐ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

نبیؐ نے مانگا تھا، خدا سے اِک ناصر
علیؑ کی صورت میں، ہوا ہے وہ ظاہر
نبیؐ نے جب چاہا، علیؑ ہوئے حاضر
علیؑ کی مدِحت سے، زباں ہے قاصر
علیؑ سرِ منبرِ سلونی کا ذاکر
جہاں نبیؐ ہوں گے وہاں علیؑ ہوگا
علیؑ علیؑ ہوگا، علیؑ علیؑ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

علیؑ کو بخشا ہے، خُدا نے کیا رُتبہ
نبیؐ سا بھائی ہے، بتولؑ سی زوجہ
علیؑ نظر آیا، علیؑ کا ہر بیٹا
نبیؐ کی حکمت کا، علیؑ ہے دروازہ
نہ دوسرا حیدرؑ، نہ دوسرا کعبہ
نہ ہوسکا پہلے، نہ اب کبھی ہوگا
علیؑ علیؑ ہوگا، علیؑ علیؑ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

وہ عصرِ عاشورہ، علیؑ کا اک بیٹا
رسولؐ تھے جس سے، رسولؐ سے جو تھا
تمام لاشوں کو، اٹھاتا تھا تنہا
جو زیرِ خنجر یہ، بیان دیتا تھا
رہے گا دیں اب تو، ہمارے نانا کا
زمینِ مقتل پر، لکھا یہی ہوگا
علیؑ علیؑ ہوگا، علیؑ علیؑ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

علیؑ کے کنبے پر، ستم ہوئے کیا کیا
کہیں جلے خیمے، کہیں لُٹا پردہ
کہیں کٹے بازو، کہیں چھدا سینہ
کسی کا مقتل میں، بکھر گیا لاشہ

یہ ظلم دیکھا تو، خدا پکار اُٹھا
حسینؑ جو کہہ دے، سدا وہی ہوگا
علیؑ علیؑ ہوگا، علیؑ علیؑ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

خیال آتا ہے، ریحان اور سرور
بلا کی گرمی میں، جب ایک پیاسے پر
چلا رہا ہوگا، لعین جب خنجر
تڑپ رہی ہوگی، حسینؑ کی خواہر
صدا مگر ہوگی، حسینؑ کے لب پر
علیؑ علیؑ ہوگا، علیؑ علیؑ ہوگا، چمن چمن ہوگا، کلی کلی ہوگا

......☆......☆......

صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

(ندیم سرور)

صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں
کلیجہ تھام کے خیمے میں روئی ماں، روئی ماں، تیری اذاں
سنی فرشتوں نے آہوں کے درمیاں، درمیاں، تیری اذاں

سلام لہجۂ رسولؐ کی شباہت
سلام مرضئ معبود پر شہادت
شہادتوں کی زمیں پر تھی آسماں، تھی آسماں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں
وہ تم جو اشھدُ ان لا الٰہ بولے
دریچے قدسیوں نے کھولے

خدا کے ذکر سے سجی ہوئی زباں، سجی زباں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

پسِ اذان وہ جانمازیں
شہادتوں کی تمنا، خدا کی یادیں
زمیں گرم پہ سجدوں کے تھے نشاں، تھے نشاں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

حسینؑ جس کو سن کے روئے
پرندے شاخ پر نہ سوئے
صدائے غم سنی گئی کہاں کہاں، کہاں، کہاں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

وہ خیمہ گاہ تک جو آئی
تیری اذانِ کربلائی
جگر کو تھام کے یہ کہہ رہی تھی ماں، رہی تھی ماں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

ہوا کے دوش پر وطن تک
اذاں پہنچ گئی بہن تک
بہن تڑپنے لگی لے کے ہچکیاں، ہچکیاں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

سناں جگر پہ تم نے کھائی
اذاں کی آبرو بچائی
رہے نہ تم مگر بچی رہی اذاں، رہی اذاں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

جگر سے خوں اُبل رہا تھا
سِناں میں دل اُلجھ چکا تھا

نماز کو تو دے گئی مگر اماں، مگر اماں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں
وہ کربلا میں ذکر لا الٰہ کرنا
بنائے لا الٰہ کو گواہ کرنا
وہی زمیں پہ اور وہی سر سناں، سر سناں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں
اذاں میں لہجۂ پیمبرؐ
عیاں تھا جب ریحان و سرور
کلیجہ تھام کے خیمے میں روئی ماں، روئی ماں، تیری اذاں
صبحِ عاشور علی اکبرؑ تیری اذاں، تیری اذاں، تیری اذاں

......☆......☆......

زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

(ندیم سرور)

زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح
میرا ماں جایا ہے کہاں، چھوڑ آیا تو کہاں، تیروں کے درمیاں
زینبؑ کا دل تو پہلے سے زخمی ہے، ذوالجناح
اکبرؑ کے غم کی سینے میں برچھی ہے، ذوالجناح
زخمی بدن لیے، آیا ہے کس لیے، کرتا ہوا فغاں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح
جب اتنے زخم تیرے بدن پر ہیں جا بہ جا
باگیں کٹیں ہیں زین پہ خوں ہے جما ہوا
وہ زخم صد ہزار، وہ جسم تار تار، دیکھے گی کیسے ماں

زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

اے غم نصیب، زخمی بدن ذوالجناح بتا
سائے میں میرا بھائی تھا جب زین سے گرا
خنجر تھا جب قریب، پانی ہوا نصیب، یا خشک تھی زباں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

اک دوپہر میں اپنے بھرے گھر کو روئی ہوں
حُرؑ کو حبیبؑ کو علی اصغرؑ کو روئی ہوں
عباسؑ کی قسم، شبیرؑ کا یہ غم، اُٹھے گا اَب کہاں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

اے راہوار تُو تَو وفادار ہے بہت
اپنے سوار سے تو تجھے پیار ہے بہت
یہ کس کا ہے لہو، خاموش کیوں ہے تو، چپ ہے تیری زباں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

کلثومؑ آؤ، مادر اکبرؑ ہو تم کہاں
فضہؑ اڑاؤ خاک قیامت ہوئی عیاں
بھائی کو چھوڑ کر، اپنے لہو میں تر، آیا ہے نوحہ خواں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

قدموں پہ تیرے بالی سکینہؑ نے سر رکھا
اے ذوالجناح دشت میں بابا کو لے نہ جا
وہ کیسے سوئے گی، گھبرا کے روئے گی، ہے تیرا امتحاں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

لے چل وہاں جہاں دلِ زہراؑ کا چین ہے
جلتی ہوئی زمین پہ جس جا حسینؑ ہے
میں زخم دھوؤنگی، غربت پہ روؤں گی، لے لے کے ہچکیاں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

گردنِ جھکائے سُنتا رہا وہ وفا شعار
ریحان لب کشا ہوا سرور کا راہوار

اے زینبؑ حزیں، میں بے وفا نہیں، شاہد ہے یہ اذاں
زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح، زخمی ذوالجناح

☆

حسینؑ زندہ ہے، دنیا کو میں بتاؤں گی

(ندیم سرور)

جب آئی گیارہ مُحرم مِیانِ کربِ و بلا
بہنؑ نے بھائی کے پھیلے ہوئے لہوؑ سے کہا

اے شہہؑ بیکساں، خُدا حافظ
اے میرے بھائیؑ جاں، خُدا حافظ
لو چلا کارواں، خُدا حافظ
بھائی شبیرؑ، فی اَمانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی اَمان اللہ

زمیں پہ بکھرے ہُوئے نور، اِس بہن کا سَلام
بدن دَرِیدَہ و مجبور، اِس بہن کا سَلام
چلی ہے تم سے بہت دُور، اِس بہن کا سَلام
مِثال فاطمہؑ، ہر دُکھ میں مُسکراؤں گی
حُسینؑ زِندہ ہے، دنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبیرؑ، فی اَمانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی اَمان اللہ

سَلام ! اُمِ ابیھاؑ کی گود کے پالے

سَلام! کرتے ہیں زہراؑ کے ہاتھ کے چھالے
سَلام! زُلفِ محمّد سے کھیلنے والے
پڑیں گے دُرّے تو میں صبر آزماؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے دُنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبّیرؑ، فی اَمانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی اَمان اللہ

یہ غم نہیں ہے کہ، میں سوگوار قیدی ہُوں
ابوترابؑ کی اور فاطمہؑ کی بیٹی ہُوں
میں اِس کلیجے میں، قُوت علیؑ کی رکھتی ہوں
یزیدِ وقت کے خیبر کو، میں گراؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے، دُنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبّیرؑ، فی اَمانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی اَمان اللہ

رَہِ وفا کے بہتر (۷۲) مُسافروں، کی قسم
لَبِ فُرات سُلگتے ہوئے، گھروں کی قسم
سَناں کی نوک پہ رکھے ہوئے، سروں کی قسم
جَلالِ حضرتِ عبّاسؑ بن کے، چھاؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے، دُنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبّیرؑ، فی اَمانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی اَمان اللہ

خُوشی سے اہلِ ستم باندھ لیں، میرے بازُو
بنیں گے نُوحؑ کا طُوفان، اَب میرے آنسو
نہ چُھپ سکے گی، یہ خُونِ حُسینؑ کی خُوشبُو
میںؑ سَر کھلے ہُوئے، دَربارِ شام جاؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے، دُنیا کو میںؑ بتاؤں گی

بھائی شبیرؑ، فی امانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی امان اللہ

نگاہ جانبِ دریا اُٹھی، تو اِتنا کہا
میرے دِلیر علمدار، فاتح دریا
تجھے خبر ہے میرے سَر سے، چھن گئی ہے رِدا
تیرے علم کا پھریرا، رِدا بناؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے، دُنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبیرؑ، فی امانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی امان اللہ

جو پہنچی شام، تو بازار کو سجا دیکھا
کبھی نجف تو کبھی، سوئے کربلا دیکھا
پُکاریؑ بابا میرا تُم نے حوصلہ دِیکھا
جہاں بھی جاؤں گی، فرشِ عزا بچھاؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے، دُنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبیرؑ، فی امانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی امان اللہ

سُنا ہے مرورؔ و ریحانؔ، خواھر شبیرؑ
علیؑ کے لہجے میں کرتی تھی جس گھڑی تقریر
یزید و شمر کے سینے پہ، چلتی تھی شمشیر
وہ جب یہ کہتی تھی وعدے کو میں نبھاؤں گی
حُسینؑ زندہ ہے دُنیا کو میں بتاؤں گی
بھائی شبیرؑ، فی امانِ اللہ
چلی ہمشیر، فی امان اللہ

......☆......☆......

عونؑ و محمدؑ میرے عونؑ و محمدؑ

(ندیم سرور)

کہتی تھی زینبؑ، اے میرے شیرو
کہتی تھی زینبؑ، اے میرے دلیرو
عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ میرے

خواب یہ زینبؑ کا تھا، چاند ستارے میرے
ماموں پہ ہوں گے فدا، گود کے پالے میرے
خواب یہ سچا ہوا، سر میرا اونچا رہا، ہونے کو شہہؑ پر فدا
لعل میرے، شیر میرے، چاند میرے
عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ

جعفرؑ طیار کے، خون کے عکاس ہو
حسن میں اکبرؑ ہو تم، جوش میں عباسؑ ہو
جنگ کے میدان میں، موت کے ارمان میں، سایۂ قرآن میں
ایسے اٹھو، ایسے بڑھو، موت پہ تم ٹوٹ پڑو
عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ

ہاں میری تاکید پر، دھیان تمہارا رہے
جا کے لب نہر بھی، پیاس گوارا رہے
دودھ نہ بخشوں گی میں، منہ بھی نہ دیکھوں گی میں، شیرؑ کی بیٹی ہوں میں
وعدہ کرو، آؤ چلو، چپ نہ رہو
عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ

مانا کہ پیاسے ہو تم، پیاس پہ قابو رہے
شہہؑ کے علمدارؑ کی، ساتھ میں خوشبو رہے

بَس ہے تمنّا میری، لاج رہے خُون کی، ہے یہ وَصیّت میری
کھاؤ قسم، جَاہ حَشم، ہوگا نہ کم
عَونؑ ومحمدؑ میرے، عَونؑ ومُحمدؑ میرے، عونؑ ومحمدؑ

عونؑ یہ کہنے لگا، بھائی محمدؑ سُنو
اِیک طَرف میں بڑھوں، ایک طرف تُم بڑھو
دَنگ ہو فوجِ سِتم، جنگ کریں ایسے ہم، ماموںؑ ہمیں دیں علم
دیکھیں ہمیں، اماںؑ کہیں، جیتے رہیں
عَونؑ ومحمدؑ میرے، عَونؑ ومُحمدؑ میرے، عونؑ ومحمدؑ

دونوں جری جنگ کو صُورتِ آندھی بڑھے
نانا علیؑ کی طَرح، موت پہ حاوی رہے
مِل کے جو حَملہ کیا، مَیمَنہ و مَیسَرا، ایک میں ضَم ہوگیا
تیغِ علیؑ، ایسی چلی، دُھوم مچی
عَونؑ ومحمدؑ میرے، عَونؑ ومُحمدؑ میرے، عونؑ ومحمدؑ

دیکھ رہی تھی جو ماںؑ خیمے کے دَر پر کھڑی
ساتھ وہیں تھے کھڑے، حَضرتِ عباسؑ بھی
بھائی بہنؑ شاد تھے، صاحبِ اولاد تھے، وارثِ اجدادؑ تھے
کہنے لگے، خُوب لڑے، شیر میرے
عَونؑ ومحمدؑ میرے، عَونؑ ومُحمدؑ میرے، عونؑ ومحمدؑ

لِڑتے کہاں تک بَھلا، پیاس کے مارے ہوئے
جلتی ہُوئی خاک پَر، دونوںؑ تڑپنے لگے
بھائیؑ سے کہنے لگی، فخر سے بنتِ علیؑ، سُرخرو زینبؑ ہوئی
صَدقے تیرے، بھائی میرے، لال ہوئے
عَونؑ ومحمدؑ میرے، عَونؑ ومحمدؑ میرے، عونؑ ومحمدؑ

عونؑ و محمدؑ نہ تھے، وہ دُرِ نایاب تھے
سرور و ریحان وہ، وَاقفِ آداب تھے
حکم جو ماں نے دیا، رُخ نہ کیا نہر کا، پیاس کا صدمہ سَہا
ماںؑ نے کہا، شکرِ خدا، ہوئے فدا
عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ میرے، عونؑ و محمدؑ

......☆......☆......

سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدارؑ ہمارا

(ندیم سرور)

عباسؑ علیؑ آئے، قریب شہہؑ ابرارؑ
بھائیؑ کو علم دیکے کیا، شہہؑ نے بہت پیار
ہنس ہنس کے رفیقوں سے، یہ کرنے لگے گفتار
جیسی یہ میری فوج ہے، ویسا ہی علمدارؑ
غازی سا کوئی، دین کا سردار نہ ہوگا
عباسؑ سا دنیا میں، علمدار نہ ہوگا
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا
ہاشمؑ کا قمر، حیدرؑ کرّار کا پیارا
حیدرؑ کے گھرانے کی سخاوت، سخی عباسؑ
خونِ ابو طالبؑ کی صداقت، سخی عباسؑ
زہراؑ کی دُعاؤں کی طہارت، سخی عباسؑ
قُدرت نے بنایا نہیں، پھر ایسا دوبارہ
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

قرانِ وَفا، شیرِ نیستانِ علیؑ ہے
زَہراؑ کی تمنّا ہے، دل و جانِ علیؑ ہے
اِس کے لئے، بچپن ہی سے فرمانِ علیؑ ہے
میں عِلم کا دریا ہوں، یہ دریا کا کنارہ
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

پیدا ہُوئے عباسؑ، تو گودی میں اُٹھاکر
زینبؑ نے رکھا نام کلیجےؑ سے لگاکر
چھوٹا سا علم شہہؑ نے دیا اِن کو سجا کر
دِیکھا جو علم نے، تو علم خُود یہ پُکارا
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

یہ پنجتنِ پاکؑ کے لشکر کا، نِشاں ہے
کہتے ہیں یہ شبیرؑ، میرا شیرِ جواں ہے
ایسا کوئی دُنیا میں، علمدار کہاں ہے
سِھون سے ہے، شھبازؒ قلندر کا یہ نعرہ
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

عبّاسؑ علیؑ، رُوحِ وفا جَانؑ وَفا ہے
عباسِ علیؑ، فاطمہ زَہراؑ کی دُعا ہے
ہر وقت علم، چومتی رہتی یہ ہوا ہے
بھولا نہیں عبّاسؑ کو، دریا کا کنارا
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

دُنیائے شَھادت میں، کہاں اِس کا ہے ثانی
جو سَارے شہیدوں کی، صفوں میں رَہا غازی
بے دست بھی ہوکر، جو بھرے جھولیاں سَب کی
ہاشمؑ کا قمر، سَارے فقیروں کا سہارا
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

لازم ہے کہ ہم، دیکھیں گے اک روز یہ منظر
فرمائیں گے جب، مہدیؑ دَوراں سَرِ منبر
کعبے سے نُمودار، جو ہوگا میراؑ لشکر
ہوگا یہی، لشکر کا علمدارؑ ہمارا
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

یاد آتا ہے وہ، رُخصتِ عبّاسؑ کا منظر
وہ رُونا سکینہؑ کا، پھریرے کو پکڑ کر
وہ دیکھنا زینبؑ کا، کبھی گھر، کبھی چادر
کہتی تھی پلٹ آئے، بہن بھائی کا پیاراؑ
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

عبّاسؑ گئے، ہوگیا مولا میرا تنہا
دِیکھا کبھی مَیداں کو، کبھی جَانب دَریا
ناگاہ علَم، نَہر پہ گِرتے ہوئے دیکھا
زینبؑ سے کہا، شیر گیا نہر پے مَارا
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

اے سرور و ریحان یہ ایمان ہے اپنا
عبّاسؑ کے پرچم کا سَدا سَر پہ ہے سَایہ
پڑھنے کے لئے حشر مِیں، شبّیرؑ کا نَوحہ
عبّاسؑ بُلائیں گے، ہمیں کَرکے اِشارہ
سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا، سخی عباسؑ ہمارا ہے، علمدار ہمارا

......☆......☆......

میرے لَہُو کے ہَر قطرے میں گُونج رَہا ہے یَا حُسینؑ

(ندیم سرور)

میرے لَہُو کے ہَر قطرے میں گُونج رَہا ہے یَا حُسینؑ
اَب تو سَب کا وِردِ زَباں بھی رہنے لگا ہے یَا حُسینؑ

آپؑ کی کِیا شَان ہے، مولا ‏ ‏ ‏ بولتا قُران ہے، مولا
فَاطمہؑ کی جَانؑ ہے، مولا ‏ ‏ ‏ مَرضیِ سُبحان ہے، مولا
میرے لَہُو کے ہَر قطرے میں گُونج رَہا ہے یَا حُسینؑ
اَب تو سَب کا وِردِ زَباں بھی رہنے لگا ہے یَا حُسینؑ

بَادشاہِ کَربلا ہے تُو ‏ ‏ ‏ دِینِ حَق کا نا خُدا ہے تُو
رَاز دارِ اَنبیاء ہے تُو ‏ ‏ ‏ سَب فَنا ہے اور بَقاء ہے تُو
میرے لَہُو کے ہَر قطرے میں گُونج رَہا ہے یَا حُسینؑ
اَب تو سَب کا وِردِ زَباں بھی رہنے لگا ہے یَا حُسینؑ

کَربلا کا فَاتحِ اَعظم ‏ ‏ ‏ بَاخُدا ہے وَارثِ آدمؑ
جَا بَجا پھیلے تیرے پَرچم ‏ ‏ ‏ تا اَبد ہوگا تیرا مَاتم
میرے لَہُو کے ہَر قطرے میں گُونج رَہا ہے یَا حُسینؑ
اَب تو سَب کا وِردِ زَباں بھی رہنے لگا ہے یَا حُسینؑ

یہ تیری مولا عَزادَاری ‏ ‏ ‏ زِندگی سے بھی ہے ہمیں پیاری
ہے یہی تُجھ سے وفاداری ‏ ‏ ‏ اَشک آنکھوں سے رہیں جَاری
میرے لَہُو کے ہَر قطرے میں گُونج رَہا ہے یَا حُسینؑ
اَب تو سَب کا وِردِ زَباں بھی رہنے لگا ہے یَا حُسینؑ

یہ سبیلیں، یہ عزا خانے — آنکھ میں اشکوں کے پیمانے
ماتمی لائے ہیں نذرانے — اب جنابِ سیدہؑ جانے

میرے لہو کے ہر قطرے میں گونج رہا ہے یا حسینؑ
اب تو سب کا وِردِ زباں بھی رہنے لگا ہے یا حسینؑ

کِس طرح بھولیں گے وہ منظر — جب چلا تھا حلق پہ خنجر
جب سناں کی نوک پہ تھا سر — بول اُٹھا قراں ترے لب پر

میرے لہو کے ہر قطرے میں گونج رہا ہے یا حسینؑ
اب تو سب کا وِردِ زباں بھی رہنے لگا ہے یا حسینؑ

تین دِن کی تشنگی مولا — ہائے تیری بے کسی مولا
خشک گردن پر چھری مولا — کربلا کہتی رہی مولا

میرے لہو کے ہر قطرے میں گونج رہا ہے یا حسینؑ
اب تو سب کا وِردِ زباں بھی رہنے لگا ہے یا حسینؑ

وارثِ قرآن زندہ باد — رہبرِ انسان زندہ باد
مظہرِ ایمان زندہ باد — فاطمہؑ کی جان زندہ باد

میرے لہو کے ہر قطرے میں گونج رہا ہے یا حسینؑ
اب تو سب کا وِردِ زباں بھی رہنے لگا ہے یا حسینؑ

السّلام اے مالکِ کوثر — السّلام اے کشتۂ خنجر
السّلام اے جانِ پیغمبرؐ — کہتے ہیں ریحان اور سرور

میرے لہو کے ہر قطرے میں گونج رہا ہے یا حسینؑ
اب تو سب کا وِردِ زباں بھی رہنے لگا ہے یا حسینؑ

......☆......☆......

اَب لعلؑ تیراؑ زِین پہ ہے اور نہ زمیں پر

(ندیم سرورؔ)

قافلہ لٹ گیا امّاں، میرا لشکر نہ رہا
امّاں نانا کی نشانی، علی اکبرؑ نہ رہا
رہ گیا دردِ کمر، ہائے برادر نہ رہا
اَب خبر آپ نے لی گھر کی، کہ جب گھر نہ رہا
اور اب دم ذبیحہ، یہ پورے میرے ارماں کرنا
عرش کے نیچے، نہ بالوں کو پریشاں کرنا
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں
اب لعل تیرا، زین پہ ہے اور نہ زمیں پر

تیروں پہ بدن ہے اَبھی، گھوڑے سے گرا ہُوں
اِک سجدے کی مُہلت کی، دُعا مانگ رہا ہُوں
پیاسا ہُوں، اکیلا میں ہزاروں سے لڑا ہُوں
تم جلتی زمیں پر، اَبھی پھیلاؤ نہ چادر
اَب لعلؑ تیراؑ زین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

کُچھ دیر میں نیزے پہ، رَکھا ہوگا میرا سَر
نہ دیکھنا اُس وقت، مجھے مادرِ مُضطر
چل جائے گا اُس وقت، تیرےؑ قلب پہ خنجر
گھوڑے اَبھی دَوڑیں گے، میری لاش کے اُوپر
اَب لعلؑ تیراؑ زین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

میں صبح سے تا عصر، اُٹھاتا رہا لاشے
دامن میں چنے، قاسمؑ نوشاہ کے ٹکڑے
لپٹا علی اکبرؑ کا کلیجہ تھا، سناں سے
امّاں میرے چہرے پہ ہے خُون علی اصغرؑ
اَب لعل تیراؑ زین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

کس حال میں امّاں ہے، تیری گود کا پالا
مقتل میں میرا کھو گیا، ہر اِیک اُجالا
ہے کون سکینہؑ کو، میری پوچھنے والا
سوئے گی میرے سینے پہ، کیسے میری دُختر
اَب لعل تیراؑ زین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

زخم پہ یہ سُورج سی، دِھکتی ہوئی مٹّی
چُبھتی ہے میرے زخموں میں، نیزے کی انی سی
حالت وہ میری آپ نے امّاں نہیں دیکھی
جس وقت اُٹھا لایا تھا میں لاشۂ اکبرؑ
اَب لعل تیراؑ زین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

دیکھو تو قیامت ہے، بپا اہلِ حرم میں
خیمے سے نکل آئی ہے، زینبؑ میرے غم میں
اب آنے کو ہیں بی بیاں، باہر کوئی دم میں
سمجھاؤ انہیں امّاں، وہ رہیں خیمے کے اَندر
اَب لعل تیراؑ زین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

لو سانس اُکھڑنے لگی، دِل ڈُوب رہا ہے

نظروں میں میری، زینبؑ مضطر کی رِدا ہے
عابدؑ سے تھی اُمید، سو وہ غش میں پڑا ہے
کیا ہوگا میرے بعد، سکینہؑ کا مقدّر
اَب لعلؑ تیراؑ زِین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جَاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

آپ آئی ہیں امّاں، میں سَلامی کو نہ اُٹھا
ہے دَرد کلیجے میں، جو اُٹھنے نہیں دِیتا
حَسرت تھی تیرے پہلو میں، دم میرا نِکلتا
میں چین سے سو جاتا، تیری گود میں مادر
اَب لعلؑ تیراؑ زِین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جَاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

اے سروؔر و ریحاؔن بیاں کیسے ہو منظر
شہؑ کہتے تھے امّاں یہ کڑا وقت ہے مجھ پر
کس طرح کلیجے سے لگوں آپؑ کے اُٹھ کر
چُومُوں گا قدم آپ کے اب میں لب کوثر
اَب لعلؑ تیراؑ زِین پہ ہے اور نہ زمیں پر
جَاؤ کہ نہ اَب دیر کرو، دیکھو نہ امّاں

......☆......☆......

جیسے جیسے رات جا رہی ہے

(ندیم سرور)

اِیک علم کے سائے میں، خیمے
محوِ دُعا، خیموں میں پیاسے
پیاسوں کی آواز، فضا میں
شکرِ خُدا، دہرا رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

دُور وطن ہے، کُچھ پردیسی
سہہ کے اذیّت، تِشنہ لبی کی
دیکھ رہے ہیں، جانبِ دریا
موج، قیامت ڈھا رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

آمنے سامنے، دو لشکر ہیں
صبر اِدھر، اُس جا خنجر ہیں
فوج اِدھر، مصروفِ عبادت
اِک تیغیں، چمکا رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

اِیک بہن کو، فکر یہی ہے
رات یہ کیوں، ڈھلتی جاتی ہے
اِس کی سحر کے، پیچھے پیچھے
صبحِ شہادت، آ رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

کہتی ہیں، بچّوں سے مائیں
آؤ تمہیں، ہم آج سجائیں
وقت یہی، قربانی کا ہے
دیں پہ، مصیبت آرہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

وہ جو شبیہہِ پیغمبرؐ ہے
زد پہ سناں کی، اُس کا جگر ہے
موت اُسی کی، خاطر نیزہ
مقتل میں، لہرا رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

جھولا جھولنے والا، بچّہ
لوری سُن کر بھی، نہ سویا
بچے کو، آدابِ شہادت
لوری خود، سمجھا رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

ساتویں سے اِس بن میں، اِک ماں
بال کھلے، با حالِ پریشاں
جھاڑتی ہے، مقتل کی زمیں کو
روتی ہے، تھرّا رہی ہے
جیسے جیسے رات جا رہی ہے

رکھ دو قلم، ریحان و سرور
درد بھرا ہے، صبح کا منظر
لہجۂ اکبرؑ سے، جو اُبھری
صوتِ اذاں، وہ آرہی ہے
"جیسے جیسے رات جارہی ہے"

انچلہ بابا جانا

(ندیم سرور)

پیارے بابا جان، پیارے بابا جان، پیارے بابا جان، پیارے بابا جان
انچلہ بابا جانا تشّے ذوالجناح نہ وقِے سورِ دے وینہ
پیارے بابا جانا اترو ذوالجناح سے بابا حال سن کے جانا

استلسۂ قتل گاناہ مادر تہ دتا ذوالجناح خینے ولے وینہ
قتل گہہ نہ جانا سرقدم پہ ذوالجناح کے رکھتی ہے سکینہؑ
انچلہ بابا جانا تشّے ذوالجناح نہ وقِے سورِ دے وینہ

اے بابا! گرم ریت پر تم ذرا سی دیر بیٹھ جاؤ
ملوگے اب ہمیں کہاں تم سکینہؑ کو بتا کے جاؤ
انچلہ بابا جانا کربلا کے بن میں بابا مجھکو نہ رُولانا

ماتاپا گرم رے بقیہ، ماتاپا گرم رے بقینہ، ماتاپا گرم رے بقینہ
انچلہ بابا جانا ہیدا کربلا وطن کے ڈجیدڑ دینہ ڈسیئر جے دینہ
اے بابا! اکبرؑ جواں کا ہے دل پہ زخم میرے تازہ
سنہری زلف خوں میں ڈوبی زمین گرم پہ ہے لاشہ
انچلہ بابا! جانا گل زماں کو بابا میرے دھوپ سے اٹھانا

اے بابا! علقمہ کا ساحل چچا کے خون سے ہے رنگین
قلم ہوئے جو اس کے بازو ہے موج القمہ کے غمگین
انچلہ بابا! جانا خون بھرے علم کو بابا سینے سے لگانا

اے بابا! گل تھا شاہِ قاسم بکھر گیا ہے آہ قاسم
لگائی کس لیئے تھی مہندی ہوا تھا کیوں بھی آہ قاسم
اُچلہ بابا جانا، ٹکڑے ٹکڑے لاشہ بابا گل سمجھ کے لانا

اے بابا! بے زباں کا جھولا رکا ہوا ہے آندھیوں سے
لبوں پہ جس کے تھا تبسّم بدل گیا ہے ہچکیوں میں
اُچلہ بابا جانا، لوریاں سنا کے بابا دشت میں سلانا

اے بابا! دور ہوں وطن سے ڈری ہوئی ہوں خونی بن سے
چلے گئے جو آپ رن میں خزاں نہ جائے گی چمن سے
اُچلہ بابا جانا، دیکھو بابا سینہ اپنا تیروں سے بچانا

اے بابا! کان کی یہ بالی تمہارے ہاتھوں سے جو پہنی
مجھے یہ خون آرہا ہے چھنے نہ آپ کی نشانی
اُچلہ بابا جانا منّتی یہ بالی بابا خود بڑھا کے جانا

کہا حسینؑ بادشاہ نے ہمیں تو گھیرا ہے قضا نے
چلے ہیں ہم تو شہزادی وطن سے دور سر کٹانے
گل سکینہؑ جانے قتل گہہ میں (بیٹا) ہم کو ڈھونڈنے نہ آنا

بتائیں کیا ریحانؔ و سرورؔ حسینؑ جب چلے تھے رن میں
تو پیچھے پیچھے ذوالجناح کے چلی سکینہؑ روتی بن میں
اُچلہ بابا جانا

......☆......☆......

جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زندان میں ہے سکینہؑ

(ندیم سرور)

صبر کیسے ہو ریحان و سرور، ہم تو آئے ہیں خود شام ہو کر
آج بھی شام ڈھلتی ہے جب بھی، اک صدا کاٹتی ہے کلیجہ

آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زِندان میں ہے سکینہؑ

کبھی اماں کے پہلو میں رونا، کبھی بھیّا سے اپنے لپٹنا
کبھی ٹکرانا دیوار و دَر سے کبھی زِنداں کے دَر پر یہ کہنا

آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زِندان میں ہے سکینہؑ

ایسے ٹکراتی پھرتی تھی بچّی، جیسے پنجرے میں زخمی ہو پنچھی
کیسے تارے قفس میں توڑ ڈالے، ہو رہائی کا کوئی قرینہ

آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زِندان میں ہے سکینہؑ

موت سے پہلے آجاؤ بابا، یہ سکینہؑ پہ احسان ہوگا
بعد میرے نہ بابا یہ کہنا، میں نے تم کو پکارا نہیں تھا

آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زِندان میں ہے سکینہؑ

اے پھوپھی اب مرا دل ہے کہتا، مجھ کو مل جائے گا میرا بابا
دادی زہراؑ کی مانو کہانی، مل گیا تھا سُنارن کا بیٹا

آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زندان میں ہے سکینہؑ

ہوگئی خیر آیا نہ اصغرؑ، وہ تو مرجاتا زِنداں میں گھٹ کر
کیسے سوتا اندھیرے میں بھیّا، قید ہوجاتا زِنداں میں جھولا
آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زِندان میں ہے سکینہؑ
ہائے خوں میں بھرا سر جو آیا، باپ کے سر سے بیٹی نے پوچھا
مُنہ پہ مُنہ رکھ کے سو نہ سکوں گی، ہے کہاں میرے بابا کا سینہ
آؤ بابا جان،
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زِندان میں ہے سکینہؑ
صبر کیسے ہو ریحان و سرور، ہم تو آئے ہیں خود شام ہوکر
آج بھی شام ڈھلتی ہے جب بھی، اک صدا کاٹتی ہے کلیجہ
آؤ بابا جان
جیسے پنجرہ میں ہو کوئی پنچھی، ایسے زندان میں ہے سکینہؑ

......☆......☆......

ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

عصرِ عاشور جلتی ہوئی ریت پر
گود میں لیکے زہراؑ نے سرورؑ کا سر
بیٹھے بیٹھے کہا یہ جگر تھام کر
آؤ مشکلکشا لُٹ گیا میرا گھر
دردِ پہلو میرا پھر سِوا ہوگیا
نینوا تیرے بَن میں یہ کیا ہوگیا

پیٹ کے سر کہتی تھیں یہ فاطمہؑ
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا
تین شب و روز کا پیاسہ جو تھا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

ماں ہوں مرے دل کو نہیں ہے سکوں
گود میں میری وہ اُگلتا ہے خوں
کیا کروں کس سے کہوں میرے خدا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

کس نے بُجھایا میرے گھر کا چراغ
پُھول نہیں جل گیا زھراؑ کا باغ
کربلا اے کربلا اے کربلا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

گھر کو میرے کھاگئی کس کی نظر
فرقتِ شبیرؑ میں ٹوٹی کمر
کیوں نہ کروں دشت میں آہ و بکا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

جلتی ہوئی خاک پہ زخمی بدن
مانگ کے لاؤں میں کہاں سے کفن
ہے میری دختر بھی یہاں بے ردا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

قبر میں بھی مل نہ سکا مجھ کو چین
جب سے چلا گھر سے میرا نور عین
کیوں نہ کروں دشت میں ماتم بپا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

پالنے والے میری فریاد سُن
درد میں ڈوبی ہوئی رُو داد سُن
ہے تیری دربار میں اب سیّدہؑ
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

لاشوں پہ لاشے جو اُٹھاتا رہا
جس کو دمِ ذبح نہ پانی ملا
کیسے دیکھوں میں جنازا اُس کا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

بال کھولے ہوئے فریاد کناں آئی ہوں
قبر کو چھوڑ کے رونے کو یہاں آئی ہوں
کون سمجھے گا مرے غم کو بھلا تیرے سوا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

جب کوئی ناصرِ شبیرؑ نہیں تھا ریحان
ایک آواز تھی اور کرب و بلا کا میداں
آتی تھی فاطمہؑ زھرا کی مسلسل یہ صدا
ہائے میرا بچہ شہید ہوگیا

.....☆.....☆.....

اے میرے گلبدن اصغرؑ بے زباں

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

تیرے جھولے کے قربان ماں
اے میرے گُلبدن اصغرؑ بے زباں
اے میرے گلبدن اصغرؑ بے زباں

ڈھل گئی شام اب نیند کا وقت ہے
لوٹ آؤ سناؤں تجھے لوریاں
اے میرے گُلبدن اصغرؑ بے زباں

نیند سے دُھوپ سے جلتی آنکھیں تیری
کیسے بھولے گی مادر وہ باتیں تیری
سُن رہی ہوں فضا میں تیری ہچکیاں

اپنی باہوں کا جھولا بنائے ہوئے
تجھ کو سینے سے اپنے لگائے ہوئے
ہے تصور میں کب سے کھڑی در پہ ماں

[illegible] ٹھہرا ہوا تو [illegible] چلتا نہیں
آنکھ جھپکی نہیں دل سنبھلتا نہیں
ہائے قلب و نظر کی یہ ویرانیاں

نوحہ بننے لگی لوریوں کی صدا
لوٹ آ میری جاں اب تو گھر لوٹ آ
بے کسی پر مری رو دیا آسماں

یہ اُفق پر جو سرخی نمایاں ہوئی
اس کی رنگت ہے بالکل ترے خون کی
ایسا لگتا ہے اجڑا میرا گلستاں
غم سے پھٹنے لگی اب تو چھاتی مری
دوپہر سے نہ دیکھی جو صورت تری
ایک پردیسی ماں تجھ کو ڈھونڈے کہاں
تیری فرقت کا لمحہ گوارا نہیں
تجھ سے بڑھ کر کوئی مجھ کو پیارا نہیں
تو نہ آیا تو رو رو کے دے دوں گی جاں
بین بانو کے ریحان کیسے لکھوں
شدت غم سے آنکھوں سے ٹپکا ہے خوں
لب پہ ناصر کے گونجی غموں کی اذاں

......☆......☆......

عباسؑ میں تجھ پہ واری، مقتل میں زینبؑ پکاری

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

اُٹھ کر بہن کو دیکھ لے، تو فاتح فرات ہے
تنہا نہیں چلی بہن، ترا علم تو ساتھ ہے
زنداں چلی ہے سواری، مقتل میں زینبؑ پکاری
بھائی وطن سے دور ہوں، کتنی غموں سے چور ہوں
بازو میرے بندھے ہوئے، آنکھوں سے بہہ رہا ہے خوں
یاد آ رہی ہے تمہاری، مقتل میں زینبؑ پکاری

چادر کے تم تھے پاسباں، اب وہ رِدا رہی کہاں
بھیّا تمہارے بعد میں ہوں، غموں کے درمیاں
حالت تو دیکھو ہماری، مقتل میں زینبؑ پکاری

کس شان سے چلی تھی میں، گھر تھا میرا بھرا ہوا
وارث نہیں رہا کوئی، سر ہے میرا کھلا ہوا
کوئی نہیں ہے عماری، مقتل میں زینبؑ پکاری

شامِ الم گذر گئی، خیمے تمام جل چکے
قیدی بناکے لے چلے، نانا کے امتی مجھے
کرتی ہوں میں آہ وزاری، مقتل میں زینبؑ پکاری

بھائی سلام کرنے، دکھیا بہن ہے آئی
شاید نہ آسکے، زندان سے ماں جائی
ہر سانس ہے مجھ پہ بھاری، مقتل میں زینبؑ پکاری

آ بھائی آکے دیکھ لے، اشکوں سے کوزے بھر گئے
اُبھری صدائے العطش، موجوں سے اُٹھ کے پوچھ لے
غش ہے سکینہؑ پہ طاری، مقتل میں زینبؑ پکاری

عباسؑ میں تجھ پہ واری، مانا کہ ہوں غم کی ماری
عباسؑ میں تجھ پہ واری، مقتل میں زینبؑ پکاری

رخصت کرو بہن کو تم، دریا پہ سونے والے
روئیں گے ترے غم میں، اب تا حشر رونے والے
یہ کہہ کے زینبؑ سدھاری، مقتل میں زینبؑ پکاری

ناصرِ عجب سماں تھا، پھیلا ہوا دھواں تھا
ریحانِ فرطِ غم سے، دل سب کا نوحہ خواں تھا
ہر سُو تھی پُرسہ داری، مقتل میں زینبؑ پکاری

......☆......☆......

نانا تیری زینبؑ لٹ کے آگئی ہے

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

نانا تیری زینبؑ لٹ کے آگئی ہے
درباروں میں بازاروں میں
تیرے دین کی آن بچاگئی ہے

یہ نیل رسن کے شانوں پر
یہ خاک بلا میرے بالوں پر
نانا میری ہستی خاک بناگئی ہے

یہ خون کے چھینٹے چادر پر
لپٹی تھی میں لاش اکبرؑ پر
نانا اک برچھی دل میرا کھاگئی ہے

حلقے جو پڑے ہیں آنکھوں میں
خوں روتی رہی ہوں راہوں میں
نانا اب آنکھ میری پتھرا گئی ہے

کانٹوں پہ کبھی انگاروں میں
میں چل کے گئی بازاروں میں
نانا یوں مجھ پہ ضعیفی چھاگئی ہے

اک رسی میں بارہ(۱۲) تھے گلے
بازو بھی پسِ گردن تھے بندھے
نانا اُمّت یہ قیامت ڈھاگئی ہے

گرتے رہے بچے اونٹوں سے
پھینکے گئے پتھر کوٹھوں سے

نانا خود موت میری گھبرا گئی ہے

بیوہ جو ہوئی اک شب کی دلہن
میں سنتی رہی آوازِ حسنؑ
نانا ! زینبؑ نہ تڑپ ماں آ گئی ہے

پردے کا محافظ تھا غازیؑ
تصویر تھا میرے بابا کی
نانا اُسے راس ترائی آ گئی ہے

تم سے تھی اجازت لے کے گئی
کس حال میں دیکھو اب آئی
نانا ! اب میری کمر خم کھا گئی ہے

کرتی ہوں سوال یہ اب تم سے
بے پردہ کبھی دیکھا تھا مجھے
نانا ! کیوں قبر تیری تھرا گئی ہے

دو لعل فدا بھائی پہ کیئے
بھائی پہ ردا بھی کی صدقے
نانا ! زینبؑ کی ردا کام آ گئی ہے

نیند آتی نہ تھی جس بچی کو
کہتی تھی پھوپھی اب گھر کو چلو
نانا ! زنداں کی زمیں اُسے بھا گئی ہے

ناصر ہو کہ ہو ریحانِ حزیں
غم کوئی نہ آئے ان کے قریں
نانا ! زینبؑ یہ دعا فرما گئی ہے

......☆......☆......

چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

پکارتی ہے یہ بانو کہ رن میں جاؤ کوئی
خبر مرے علی اکبرؑ کی جلد لاؤ کوئی
جگر میں آگ لگی ہے ارے بجھاؤ کوئی
نجف سے حیدرؑ کرار کو بلاؤ کوئی
عدو نے شکل رسولؐ خدا مٹائی ہے
مرے جگر کے جگر پر سناں لگائی ہے

چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا
سُونا کر گیا اکبرؑ مرے گھر کو چھوڑ گیا
راس نہ آئی ہائے جوانی خون جگر کا ہوگیا پانی
گرم زمیں اور تشنہ دھانی ماں نے مُرادیں منت مانی
ڈھونڈ رہی ہے نور نظر کو چھوڑ گیا

شادی والا جوڑا روئے، آقا روئے مولا روئے
کرب و بلا کا صحرا روئے، خاک اڑا کر زھراؑ روئے
غش آیا غم سے حیدر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا

وقت اذاں ہے میرے دلبر، پھر سے سنا آوازِ پیمبر
بیٹھی ہوں خیمے کے در پر آجا اکبرؑ آجا اکبرؑ
میرے سر میں دردِ سر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا

پانی مرتے دم نہ پایا، کیسے کروں ترے سر پر سایہ
غم تو آئے تو نہیں آیا، ڈھونڈتا ہے زھراؑ کا جایا
دشتِ بلا میں کیوں سرورؑ کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا

کس نے کیا ترا زخمی سینہ،ٹکڑے ہوا ہے میرا کلیجہ
پوچھ رہی ہے بالی سکینہؑ ، کیوں نہیں آیا میرا بھیا
روتی بلکتی اس خواہر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا
لے گئے بابا کی بینائی، دور تلک پھیلی تنہائی
زینبؑ کا دل ڈوب رہا ہے،نوحہ کناں ہے زھراؑ جائی
بے کس تنہا اور مضطر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا
ہچکیاں لیکر دم توڑا ہے،موت سے کیوں ناطہ جوڑا ہے
دور وطن سے اہل حرم سے، نہ جانے کیوں منہ موڑا ہے
دل پہ مرے چلتے خنجر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا
صغراؑ سے وعدہ تو نبھاتے، جاکے بہن کو شکل دکھاتے
کوثر پہ جانا تھا جاتے، سینے پر برچھی نہ کھاتے
غمگیں کر کے نامہ بر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا
ناصرِ زینبؑ ناصرِ سرورؑ ، جاگ ذرا ہمشکل پیمبر
گونج اٹھیں ریحان صدائیں، دشت بلا میں اکبرؑ اکبرؑ
خشک زباں کو دیدۂ تر کو چھوڑ گیا، چھوڑ گیا مادر کو اکبرؑ چھوڑ گیا

......☆......☆......

مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

دامن پکڑ کے کہتی ہے بابا کب آؤ گے
لے جاؤ گے ہمیں کہ یہیں چھوڑ جاؤ گے
بیمار کی خبر بھی کسی سے منگاؤ گے

یا پیار میں سکینہؑ کے ہم کو بھلاؤ گے
بچپن بھی تپ بھی اور یہ غضب کی جدائی بھی
ماں باپ بھی بچھڑتے ہیں بہنیں بھی بھائی بھی

جانے لگے شبیرؑ تو کہنے لگی صغراؑ
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

بیمار یہ تنہائی کا خنجر نہ چلاؤ
کیوں آنکھ چراتے ہو تمھیں جانا ہے جاؤ
اک بات میری مان لو اچھے میرے بابا
مجھے لے چلو، بابا مجھے لے چلو بابا

جاتی ہیں کنیزیں بھی کنیزوں میں ہی رکھ لو
کب میں نے کہا ہے مجھے ناقے پہ بٹھاؤ
پیدل ہی سفر ہوگا میرا کرب و بلا کا
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

وعدہ ہے کہ زحمت نہ سفر میں کوئی دونگی
میں بالوں سے سایۂ علی اصغرؑ پہ کرونگی
رہنے نہیں دونگی میں تمہیں راہ میں پیاسا
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

میں پانی پلاؤں گی تیرے ناقے کو بابا
میں پشت پہ رکھونگی سدا مشکِ سکینہؑ
بے شک کرے آرام سفر میں تیری فضہؑ
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

اکبرؑ کی زیارت میں کیئے جاؤنگی ہر دم
دیدار ہے اکبرؑ کا مرے زخموں کا مرہم
مرنے سے بچالو مجھے چھوڑو نہیں تنہا
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

اکبرؑ جو چلے جائیں گے میں کیسے جیوں گی
فرقت کی اذیت کو بھلا کیسے سہوں گی
مرجائیگی مرجائیگی مرجائیگی صغراؑ
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

سمجھانے لگے بیٹی کو یوں حضرت شبیرؑ
صغراؑ ہمیں مقتل میں لئے جاتی ہے تقدیر
یہ کہہ کہ صدائیں نہ دو پھٹتا ہے کلیجہ
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

بیمار ہو گرمی کی اذیت نہ سہو گی
تم راہ مصیبت میں سفر کیسے کرو گی
ہوجائے شِفا خیر سے تب خط میں یہ لکھنا
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

نانی کی حفاظت میں دیئے جاتا ہوں تم کو
اماں کی لحد دیکھ کے سوچا کرو ہم کو
اب ضِد نہ کرو جاؤ یہ کہنا نہ خدارا
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

پھر سورۃ یٰسٓ کو پڑھنے لگے مولا
بیٹی کو دعا دے کے پکارے شہہؑ والا
مرجاؤنگا اب غم سے اگر تم نے پکارا
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

اے ناصؔر و ریحاؔن روانہ ہوئے سرورؑ
دیکھا کیئے مڑ مڑ کے بہن کو علی اصغرؑ
اور ہاتھوں کو ملتی ہوئی کہتی رہی صغراؑ
مجھے لے چلو بابا، مجھے لے چلو بابا

......☆......☆......

لبیک! لبیک! لبیک! یا حسینؑ! لبیک یا حسینؑ!

سیّد ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

لبیک! لبیک! لبیک! یا حسینؑ! لبیک یا حسینؑ!

وہ کربلا وہ نعرہ ھل من کا گونجنا
تنہا حسینؑ رہ گئے اے وا مصیبتا
مارے گئے غریب کے انصار و اقربا
لبیک! لبیک! یا حسینؑ

بولے حسینؑ دشت میں ھل من مغیثنا
جن و مَلک تڑپ اٹھے جس وقت یہ سنا
حد ہے ہر ایک لاشۂ بے سر نے یہ کہا
لبیک! لبیک! یا حسینؑ

لشکر کو اپنے زعفرِ جن لے کے آ گیا
ہاتھوں کو جوڑ کے بولا وہ غمزدہ
دیں حکم تو الٹ دوں ابھی ارض کربلا
آنکھوں سے گر کے خاک پہ ہر اشک بول اٹھا
لبیک! لبیک! یا حسینؑ

اک زلزلہ عیاں ہوا عرش و زمین پر
دیکھے جو زخم شاہ کے روئے حسینؑ پر
سورج الم سے رویا پڑے بل جبین پر
کعبے سے بار بار یہ آنے لگی صدا
لبیک! لبیک! یا حسینؑ

آدمؑ فلک کو چھوڑ کے دھرتی پہ آ گئے
عیسیٰؑ بھی قتل گاہ میں روتے ہوئے ملے
موسیٰؑ عصا کو تیغ بنا کر یہ کہتے تھے
ابن علیؑ و فاطمہؑ اے ابن مصطفیٰؐ

لبیک! لبیک! لبیک! یاحسینؑ

آئے جو نوحؑ اپنا سفینہ لئے ہوئے
طوفانِ اشکِ غم ورِ سینہ لئے ہوئے
یوسفؑ جبیں پہ غم کا پسینہ لئے ہوئے
یونسؑ پکارتے چلے مقتل میں جا بجا

لبیک! لبیک! یاحسینؑ

قراں کی آیتوں نے بھی لشکر بنا لیا
لفظوں کو اپنے نیزہ و خنجر بنا لیا
فتح مبیں نے عرصۂ محشر بنا لیا
یسٰین پڑھ کے دیتے تھے جبرئیل بھی صدا

لبیک! لبیک! یاحسینؑ

لوری جو اپنے جھولے میں سنتا تھا اک صغیر
پایا نہیں تھا جس نے کئی دن سے آب و شیر
ہل من کی اس صدا پہ لگا اس کے دل پہ تیر
جھولے سے گر کے وہ بھی یہ کہتا ہوا چلا

لبیک! لبیک! لبیک! یاحسینؑ

عابدؑ جو غش میں تھے لرز کے کھڑے ہوئے
آنکھوں میں ضعف سے تھے جو حلقے پڑے ہوئے
وہ پیاس تھی لبوں پہ تھے کانٹے پڑے ہوئے
خیمے سے نکلے کہتے ہوئے تھام کے عصا

لبیک! لبیک! یاحسینؑ

اکبرؑ کے زخمی سینہ سے جاری ہوا لہو
قاسمؑ کے جسم پاک کے یکجا کیے عضو
عباسؑ کی وفا نے کیا نہر سے وضو
بے بازو وہ شہید پکارا بصد بکا
لبیک! لبیک! لبیک! یاحسینؑ

انصارِ شاہِ دیں جو پڑے تھے کٹائے سر
ان میں حبیبؑ و جونؑ تھے زینبؑ کے تھے پسر
حُر اور عوسجہ بھی تھے اپنے لہو میں تر
ہر اک شہید کہتا تھا اے شاہِ کربلا
لبیک! لبیک! لبیک! یاحسینؑ

خیموں میں شاہ دین کے تلاطم ہوا بپا
غم سے عجیب زینبؑ مُضطر کا حال تھا
ام ربابؑ تھامے جگر کرتی تھیں بکا
زینبؑ نے سر سے پھینک کے اپنی ردا کہا
لبیک! لبیک! لبیک! یاحسینؑ

امداد جو بھی آئی نہ شہہؑ نے قبول کی
کہتے تھے یہ شقی بھی ہیں اُمت رسولؐ کی
تاثیرِ صبر خاص ہے شبیر بتولؑ کی
اے ناصر و ریحان فرشتوں کی تھی صدا
لبیک! لبیک! لبیک! یاحسینؑ

......☆......☆......

دشتِ کربلا میں جانِ سیدہؑ پر چل رہا تھا خنجر

ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

دشتِ کربلا میں جانِ سیدہؑ پر چل رہا تھا خنجر
اپنے دل کو تھامے بے کسی سے خواہر دیکھتی تھی منظر

جس گھڑی وہ پیاسا کر رہا تھا سجدہ
دھوپ سے لپٹ کر رو رہا تھا سایہ
ہر طرف اداسی چھا گئی تھی ایسی رو دیئے پیمبر

غمزدہ ہوائیں خوں فشاں فضائیں
بے وطن مسافر اب کہاں کو جائیں
جل چکے ہیں خیمے لوٹنے کو چادر آ گیا تھا لشکر

بے کفن تھے لاشے لشکرِ خدا کے
خوں ابل رہا تھا بن میں کربلا کے
گونجتا تھا نوحہ بنتِ مرتضیٰؑ کا لُٹ گیا مرا گھر

کیا کرے سکینہؑ زخمی ہے وہ سینہ
نیند کیسے آئے اے شہرِ مدینہ
کھا چکی طمانچے، شمر بے حیا نے، چھینے میرے گوہر

لوریاں کیسے دے بے زباں کی مادر
لب پہ ہر گھڑی ہے ہائے ہائے اصغرؑ
جل گیا ہے جھولا یہ ستم ہے کیسا ڈھونڈتی ہے مادر

جب ستم کی برچھی نوجواں نے کھائی
اک صدائے غیبی آسماں سے آئی
صبر کر لے زینبؑ اس جوان کو اب، دل پہ رکھ کے پتھر

قاسمؑ جواں کا ٹکڑے ٹکڑے لاشہ
جب عبا میں چن کر لائے میرے مولاؑ
آسماں رویا، تھا زمیں کو سکتہ، دیکھ کے یہ منظر

ایک بریدہ بازو علقمہ کنارے
نام پہ وفا کے اپنا خوں بہا کے
کہہ گیا جہاں سے اشک خوں فشاں سے
میں ہوں آج کربلا کا حیدرؑ

ناصرِ شہِؑ دیں خلد کے تھے راہی
اے ریحان اس کی کیوں نہ دوں گواہی
جاں نثار سارے اپنی جان ہارے ابنِ مرتضٰی پر

......☆......☆......

لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

ناصر حسین زیدی (انجمن تنظیم الحسینی)

ہاتھوں پہ شاہ دیں کے، امانت خدا کی تھی
جلتی ہوئی زمین تھی، گرمی بلا کی تھی
حالت عجیب غم سے، شہہؑ کربلا کی تھی
اصغرؑ کے حق میں پیاس تھی، ساعت قضا کی تھی
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

بے دودھ تین دن سے ہے، میرا یہ مہہ لقا
پیاسہ ہے یہ بھی، ماں کو بھی پانی نہیں ملا
سوکھی ہوئی زبان ہے، سوکھا ہوا گلا

دیتا ہوں دیکھو تم کو، محمدؐ کا واسطہ
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

یہ آئے خود نہیں، انہیں ہم لے کے آئے ہیں
کملا نہ جائے پھول، عبا میں چھپائے ہیں
تم یہ سمجھ رہے ہو، کہ قرآن لائے ہیں
ہم تو سوالِ آب پہ، گردن جھکائے ہیں
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

گودی میں تھا قرار، نہ جھولے میں چین تھا
ھل من کی اک صدا پہ، یہ جھولے سے گر گیا
فدیہ یہی ہے آخری، میرا یہ خدا
اولاد والے تم بھی ہو، اے فوجِ اشقیا
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

تم لوگ میرے خون کے، پیاسے ہو خبر ہے
یہ بچہ تو معصوم ہے، کیا اس سے خطر ہے
بے آب ہے سہہ روز سے، مرجانے کا ڈر ہے
یہ رب کی امانت ہے، میرا نور نظر ہے
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

دو چار بوند کافی ہے اس کی حیات کو
یہ تو نظر اٹھاکے نہ دیکھے، فرات کو
اس کی دعا سے پانی ملا، کائنات کو
اے شامیو بغور سنو، میری بات کو
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

کمسن ہے بے زباں ہے، امانت خدا کی ہے
دیکھو اسے بغور، یہ آیت خدا کی ہے
اسلام کہہ رہا ہے، ضرورت خدا کی ہے

یہ بے زبان اصل میں، حجت خدا کی ہے
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

اس کا تو ابھی دودھ بھی، ماں نے نہ چھڑایا
مظلوم کی نصرت کو، یہ میدان میں آیا
ہتھیار تبسم کا، پئے جنگ ہے لایا
کیوں تیر کو چلنے میں، ستمگر ہے چڑھایا
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

ظالم نے کلامِ شہۂ ابرارِ کو کاٹا
چھ ماہ کے بچے کی طرف، تیر چلایا
ہاتھوں پہ شہہؑ دیں کے، تڑپنے لگا بچہ
خوں چلو میں لیکر یہ پکارے، شہۂ والا
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

بولا فلک یہ خوں، نہ میری سمت پھینکئے
بولی زمیں مجھ پہ، ذرا رحم کیجیئے
اٹھیں گے آسماں و زمیں پر، وہ زلزلے
یہ کہہ کے شہۂ نے رنگ لیا چہرے کو، خون سے
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

خیمے کی سمت اٹھتے نہ تھے، شاہؑ کے قدم
کہتے تھے بانو کیسے سہے گی، بھلا یہ غم
اک آہ بھر کے کہتے، شبیرؑ دم بدم
اصغرؑ نہ جی سکیں گے ترے بعد، اب تو ہم
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو

آنکھوں سے ہے ریحان زمانے کے خوں رواں
اللہ کربلا میں وہ، سرورؑ کا امتحاں
ہاتھوں پہ تھے اٹھائے ہوئے، لاش بے زباں

بیٹھے ہوئے تھے خاک پہ، کرتے تھے یہ فغاں
پھر شوق سے خنجر میری گردن پہ چلا دو، لوگوں میرے بچے کو، ذرا پانی پلادو
بولے حسینؑ اعدا سے، تم مجھ کو سزا دو
پانی کی شکل ہی، میرے بچے کو دکھادو
لوگو میرے بچے کو، ذرا پانی پلا دو
پھر شوق سے خنجر، میری گردن پہ چلادو

......☆......☆......

پکارتی تھی! میں جاتی ہوں قید میں بھائی

انجمن غلامانِ حرؑ

پکارتی تھی! میں جاتی ہوں قید میں بھائی
تو ایک لاشہ بے سر سے یہ صدا آئی
جب کبھی ہوکے رہا قید سے آنا زینبؑ
میری تربت پہ سکینہؑ کو بھی لانا زینبؑ

جب تلک مجھ سے جدا ہے یہ سکینہؑ میری
اپنے سینے پہ سُلانا اسے بہنا میری
اس کو اعدا کے طمانچوں سے بچانا زینبؑ

میرے عباسؑ کا پرچم بھی حوالے ہے ترے
میرا عابدؑ کہیں غش کھاکے زمیں پر نہ گرے
جاؤ زنداں کو عزاخانہ بنانا زینبؑ

راہ میں شام کی برسیں جو سروں پر پتھر
اور تماشائی جو کھوٹھوں پہ تمہیں آئیں نظر
بد دُعا کیلئے مت ہاتھ اٹھانا زینبؑ

بات اک اور ضروری ہے یہ تم سے کہنا
یاد تم شب کی نمازوں میں ہمیں بھی رکھنا
اپنے بھائی کو کہیں بھول نہ جانا زینبؑ

کان زخمی ہیں بہن میری سکینہؑ کے ابھی
سر پہ اس بچی کے ہے خاک یتیمی جو پڑی
یہ جو روئے تو کلیجے سے لگانا زینبؑ

سر میرا ساتھ ترے جائیگا بازاروں میں
اے بہن چلنا ہے تجھ کو ابھی انگاروں میں
راہ کی آگ کو اشکوں سے بجھانا زینبؑ

مرگِ اکبرؑ کی سناں ترے جگر میں ہے لگی
چوٹ ہے میرے جگر میں بھی غمِ اصغرؑ کی
صبرِ مادر ہے یہاں ہم کو دکھانا زینبؑ

مجھ کو معلوم ہے زندان میں کیا ہوگی جفا
ہوگا بازو تیرا رسی میں سکینہؑ کا گلا
سر مگر ظلم کے آگے نہ جھکانا زینبؑ

نوحہ ریحان رہِ شام میں تھا سرورؑ کا
میرے سینے میں جو اک غم ہے تری چادر کا
حشر تک اب مجھے آنسو ہے بہانا زینبؑ

......☆......☆......

نبیؐ کا وجدان تب یہ بولا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ

تنظیم جعفر طیار

ستون کعبہ پہ ہے یہ لکھا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے
ہزار باتیں بنائے دنیا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

سبھی علم کے بنے تھے طالب مگر نہ تھا کوئی کُلِّ غالب
نبیؐ کا وجدان تب یہ بولا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ

فلک سے جب ذوالفقار اتری، تو اپنے محرم کو ڈھونڈتی تھی
صدا یہ آئی علیؑ کے گھر جا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

وہ جنگِ خیبر نبیؐ تھے مُضطر، یہ معرکہ کس طرح سے ہو سر
شعور نادِ علیؑ پکارا، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

ظہورِ حیدرؑ خدا کے گھر میں، یہ بات یکتا ہے بحر و بر میں
خدا کے گھر میں خدا کا چہرا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

جدارِ کعبہ میں دَر بنا ہے، علیؑ کا مُنکر یہ سوچتا ہے
جو بچپنے میں جَری ہو ایسا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

گئے فلک پر رسولِ اکرمؐ، کیا کسی نے جو خیر مقدم
کہا نبیؐ نے یہاں پہ گویا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

بدوشِ احمدؐ قدم علیؑ کے، دردنِ کعبہ یہ کہہ رہے تھے
میں بت شکن اور نام میرا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

تلاش رب میں تھے سب نصیری، ہوئی بلا آخر مراد پوری
کہا نصیری نے رب ہمارا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

یہودیوں کا وقار مرحب، پکارا یہ بار بار مرحب
نبی کے لشکر میں لڑنے والا علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

عجب قیامت کی وہ سحر تھی، جبیں علیؑ کی لہو میں تر تھی
ٹپک کے کہتا تھا خوں کا قطرہ، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

حسینؑ ماتم کناں چلے ہیں، حسنؑ تڑپ کر یہ کہہ رہے ہیں
عدو نے سجدے میں جس کو مارا، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

نہ کیسے زینبؑ پچھاڑیں کھائے، خدا کے گھر سے خبر جو آئے
اٹھا ہے سر سے وہ جس کا سایہ، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

بُلا کے بچوں کو بولے حیدرؑ، یہ میرا عباسؑ میرا دلبر
اب اسکو مشکل میں تم سمجھنا، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

زمینِ کرب و بلا کا منظر، بنا ہوا تھا مثالِ خیبر
جب آیا غازیؑ پکارا دریا، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

ریحان میرا ہے یہ عقیدہ، نبیؐ نے بالکل بجا کہا تھا
ہمارا آقا ہمارا مولا، علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

......☆......☆......

میرا بھرم تیرا علم، عباسؑ میرِ لشکرم

(تنظیم جعفر طیار)

کہتے تھے یہ شاہِ اُمم، عباسؑ میرِ لشکرم
میرا بھرم تیرا علم، عباسؑ میرِ لشکرم

سب حیدری انداز ہے
تو ہی میری آواز ہے
شبیرؑ کھاتے تھے قسم، عباسؑ میرِ لشکرم

خیبر شکن تیرا پدر
تو ہے وفا کا بحر و بر

مثلِ علم اونچا ہے سر
باطل شکن تیرے قدم، عباسؑ میرِ لشکرم

تُو تو علیؑ کا شیر ہے
اور نام بھی بے زیر ہے
پھر فتح میں کیا دیر ہے
اعدا ہیں پتھر کے صنم، عباسؑ میرِ لشکرم

اُلٹے اگر تو آستیں
لرزے فلک لرزے زمیں
سکتے میں ہوں روح الامیں
کھینچے اگر تیغ دو دم، عباسؑ میرِ لشکر

تو کربلا کا ہے علیؑ
کہتے ہیں سارے خیبری
کیا مرحبی کیا عنتری
قامت سے تری سب ہیں کم، عباسؑ میرِ لشکرم

لمحوں میں دریا چھین لے
جینے کا رستہ چھین لے
چاہے تو دنیا چھین لے
دیں حکم گر شاہِ اُمم، عباسؑ سیرِ لشکرم

یہ جو علم ہے دوش پر
اس پر نبیؐ کی ہے نظر
اس کا پھریرا چوم کر
پایا ہے سب جاہ و حشم، عباسؑ میرِ لشکرم

میں ہوں خداوندِ وفا
میں ہوں دعائے سیدہؑ
شبیرؑ ہے آقا میرا

لختِ دلِ حیدر منم، عباسؑ میر لشکرم

ہے مشک تعویز وفا
اس میں چھپا ہے دل میرا
اس پر نہ آنچ آئے ذرا
بازو بھی ہوجائیں قلم، عباسؑ میرِ لشکرم

خوں میں نہا سکتا ہوں میں
بازو کٹا سکتا ہوں میں
ہر غم اُٹھا سکتا ہوں میں
پرچم نہ ہونے دونگا خم، عباسؑ میرِ لشکرم

گھوڑے سے گِر کر دی صدا
آقا میں دنیا سے چلا
سب مشک سے پانی بہا
خیمے میں نہ جائیں گے ہم،عباسؑ میرِ لشکرم

دوڑے حسینؑ ابن علیؑ
کہتے تھے اے میرے اَخی
میری کمر تو جھک گئی
کیسے سہوں گا تیرا غم، عباسؑ میرِ لشکرم

ریحانؔ کھاتا ہوں قسم
جب تک ہے میرے دم میں دم
آنکھیں رہیں گی میری نم
لکھے گا کاغذ پر قلم، عباسؑ میرِ لشکرم

......☆......☆......

چہلم ہے کربلا میں حسینؑ سپاہ کا

(تنظیم جعفر طیار)

چہلم ہے کربلا میں حسینؑ سپاہ کا
اک شور اُٹھ رہا ہے کلیجوں سے آہ کا

گنج شہیداں، دشت بلا اور بنی اسد
کرتے ہیں دفنِ شاہؑ میں سجادؑ کی مدد
منظر عجیب آج ہوا قتل گاہ کا

لیلیٰؑ کے بین سن کے، لرزتی تھی کربلا
فرطِ الم سے خشک ہوئی، نہر علقمہ
نوحہ پڑھا جو لیلیٰ نے، اس رشکِ ماہ کا

عابدؑ کا حال لفظوں میں، کیسے بیان ہو
مقتول جس کے سامنے، کُل خاندان ہو
کیونکر لہو نہ ٹپکے زمیں پر، نگاہ کا

جب حشر میں لگے گی عدالت، بتولؑ کی
انصاف رب سے مانگے گی بیٹی، رسولؐ کی
سجادؑ کام دیں گے وہاں، اک گواہ کا

ہر سر بریدہ جسم کا سر لے کے آئے ہیں
قیدِ ستم سے زخم جگر لے کے آئے ہیں
ماتم ہے یہ رسولؐ کے نور نگاہ کا

مقتل کی خاک فرش عزا بن گئی ہے آج
یعنی وہ خاک خاکِ شفا بن گئی ہے آج
جس پر بہا تھا خون مدینے کے شاہ کا

زینبؑ کی سوز خوانی ہے، عابدؑ کی ذاکری
سینہ زنوں میں فضل ہے باقر ہیں فضہ بھی
ماتم بپا ہے دشت میں، یوں دیں پناہ کا

مرقد پہ جاکے بھائی کے زینبؑ نے دی صدا
بھائی بہن کے قلب پہ، کوہِ الم گرا
تازہ ہے زخم سینے میں، کوفے کی راہ کا

ریحان شکرِ رب ہے، قلم سرخرو رہا
میں نے کبھی کیا نہیں، غیروں کا تذکرہ
الزام اپنے سر نہ لیا، اس گناہ کا

......☆......☆......

آ میرے اصغرؑ آ، تجھے لوری سناؤنگی

(تنظیم جعفر طیار)

آ میرے اصغرؑ آ، تجھے لوری سناؤنگی
تجھے جھولا جھلاؤنگی، تجھے پانی پلاؤنگی
آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

کب سے ہوں کھڑی در پر، پھیلائے ہوئے چادر
ہے دھوپ کڑی بیٹا، چادر میں چھپاؤنگی
آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

برسات ہے تیروں کی، ہے فکر مجھے تیری
دم نادِ علیؑ کردوں، تب چین میں پاؤنگی
آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

جھولا تیرا ویراں ہے، ماں تیری پریشاں ہے
گر جلد نہ تو آیا، میں دشت میں آؤنگی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

اب شام ڈھلی آجا، ننھے سے علیؑ آجا
کب تک تیری راہوں میں، پلکوں کو بچھاؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

یہ گرد بھرے گیسو، دھو دیں گے میرے آنسو
کُرتا ترا بدلوں گی، مُنہ ترا دھلاؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

شرمندہ ہے ماں تجھ سے، دے پانی بھلا کیسے
اب آنکھوں کے ساغر سے، میں اشک بہاؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

کوئی بھی نہیں گھر میں، اس درد کے منظر میں
دے کون خبر تیری، تجھ کو کہاں پاؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

جنگل ہے اندھیرا ہے، ویرانی کا پہرا ہے
تو سویا نہیں کب سے، سینے پہ سلاؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

یہ کیسی خبر آئی، گردن ہے تیری زخمی
یہ بات نہ ہو سچی، جینے نہیں پاؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

ریحانؔ کہوں کیسے، بانوؑ کے تھے یہ نالے
لگتا ہے کہ جیون بھر، میں سوگ مناؤں گی

آ میرے اصغرؑ آ، آ میرے اصغرؑ آ

......☆......☆......

حسینؑ بھائی کے لاشے پہ بین کرتے ہیں

(تنظیم جعفر طیار)

حسینؑ بھائی کے لاشے پہ بین کرتے ہیں
کمر حسینؑ کی عباسؑ کیوں جھکائی ہے
ترا علم میرے لشکر کی آبرو تھا مگر
لہو لہو ہے، علَم نانا کی دھائی ہے

میں سوچتا ہوں تمہیں رن کی کیوں اجازت دی
علم بہت تھا تمہیں مشک کس لیے دے دی
لہو بھرا ہوا پرچم ترا رُلاتا ہے
یہ آگ پانی نے دل میں مرے لگائی ہے

ترے بغیر میری زندگی ادھوری ہے
اجل ہمارے لیے یہ تری جدائی ہے

تیرے سہارے پہ لایا تھا گھر سے زینبؑ کو
تیرا سہارا نہیں ہے تو فکرِ چادر ہے

یہ سوچ کر ہی میری روح کانپ جاتی ہے
بہن اکیلی ہے اور شامیوں کا لشکر ہے

تیرے کٹے ہوئے بازو میں کس طرح دیکھوں
یہ کیسی چوٹ کلیجے پہ میں نے کھائی ہے

سکینہؑ کب سے علم پر نظر جمائے ہے
وہ پیاسے بچوں کی اُمید یوں بندھاتی ہے
کیا ہے وعدہ چچا نے کہ لائیں گے پانی
وہ سوکھے کوزوں کو ہاتھوں میں یوں اُٹھائے ہے

ملے گا پانی تو کانٹے زباں سے جائیں گے
اُسے خبر نہیں عموں کو موت آئی ہے

غریب بھائی کو ایسے بھی کوئی چھوڑتا ہے
خفا ہو ہم سے تو زینبؑ نے کیا خطا کی ہے

تیرے لیے تو علیؑ نے نمازِ شب میں بھی
ہزار بار فقط اک یہی دعا کی ہے

ترا علم کرے سایہ علیؑ کی بیٹی پر
ترے علم نے تو ہمت مری بڑھائی ہے

تمہیں خبر نہیں عباسؑ دشتِ غربت میں
ہمیں اکیلا سمجھ کر لعیں ستائیں گے

نہیں ہے فکر مجھے اپنے قتل ہونے کی
بہن کے سر کی ردا کیسے ہم بچائیں گے

ہمیں تو موت سے پہلے ہی تم نے مار دیا
اجل تو پُرسے کو خود میرے پاس آئی ہے

مجھے بتاؤ کہ زینبؑ کو کیا تسلی دوں
اُسے جو شامِ غریباں کا سامنا ہوگا

لگے گی آگ جو خیموں میں اے میرے بھائی
تمہیں بتاؤ کہ اُس وقت حال کیا ہوگا

میرا تو بیٹا بھی غش میں ہے اے دلیر مرے
وہ جس کے واسطے زنجیر فوج لائی ہے

ریحانؔ خاک پہ یہ کہہ کے شاہ بیٹھ گئے
نجف سے آیئے بابا، مدد کرو نانا

غریب ہوگیا امّاں تمہارا لختِ جگر
ہمارے بازو کو فوجِ ستم نے کاٹ دیا

سنو بغور تو فرحان آرہی ہے صدا
علیؑ کے لال پہ نوحہ کناں ترائی ہے

......☆......☆......

فاطمہؑ صغرا کے لب پہ تھی دھائی بابا

(تنظیم جعفرطیار)

رستہ تکتے جل گئیں آنکھیں
روتے گزریں دن اور راتیں
خون جگر کا ہوجاتا ہے
دستک دیتی ہیں جب یادیں
فاطمہؑ صغرا کے لب پہ تھی دھائی بابا
آپ آئے نہ خبر آپ کی آئی بابا

کس طرح کٹتے ہیں دن رات بتاؤں کیسے
زخم جو دل میں پڑے ہیں وہ دکھاؤں کیسے
اس برس عید بھی رو رو کے منائی بابا

نہ دوا ہے نہ غذا ہے نہ رمق جینے کی
اب تو عادت ہے مجھے اشکِ الم پینے کی
وعدہ پردیس میں بھولے مرے بھائی بابا

قبر سے کم تو نہیں گھر میں جو تنہائی ہے
زندگی موت کی ہر وقت تمنائی ہے
جیتے جی قبر میری کس نے بنائی بابا

پانی پیتی ہوں تو سینے میں اٹک جاتا ہے
اشکِ خوں آنکھ سے دامن پہ ٹپک جاتا ہے
آپ کے بعد دوا بھی نہیں کھائی بابا

لوری اصغرؑ کو تصور میں سنا دیتی ہوں
جھولا معصوم کا خوابوں میں جھلا دیتی ہوں
کیفیت رنج کی ہر وقت ہے چھائی بابا

یاد آتی ہے سکینہؑ تو تڑپ جاتی ہوں
سر کو دیوار سے، در سے کبھی ٹکراتی ہوں
چھ مہینے ہوئے صورت نہ دکھائی بابا

تم کو معلوم ہے بیمار ہوں مجبور ہوں میں
اُٹھ نہیں سکتی ہوں بستر سے کہ معذور ہوں میں
تیغ دوری نے مرے دل پہ چلائی بابا

نامہ بر کوئی نہیں ملتا کہ پیغام لکھوں
دن گزرتا نہیں کٹتی نہیں اب شام لکھوں
کوئی پیغام ہوا بھی نہیں لائی بابا

کتنے دن بابا ابھی اور رلاؤ گے مجھے
لوٹ کے آؤ گے واپس تو نہ پاؤ گے مجھے
چھوڑ جاؤنگی یہ دنیا یہ خدائی بابا

ہائے ریحانؔ یہ صغراؑ کو خبر ہو نہ سکی
چل گئی حلق پہ شبیرؑ کے ظالم کی چھری
صغراؑ کہتی رہی مرتی ہوں دھائی بابا

......☆......☆......

ایک معصومہ سرِ شامِ غریباں نکلی

(تنظیم جعفر طیار)

ایک معصومہ سرِ شامِ غریباں نکلی
آگ دامن میں لگی ہو کے پریشاں نکلی

جاکے مقتل میں صدا دیتی تھی بابا بابا
دیکھئے شمرِ لعیں نے مجھے مارا بابا

ہو کہاں جلد صدا دو کہ مری جاں نکلی

کبھی گرتی کبھی اُٹھتی کبھی چلاتی تھی
ہر قدم شمر کے ڈر سے وہ سہم جاتی تھی
ڈھونڈنے اس کو پھوپھی اور کبھی ماں نکلی

خون کانوں سے ٹپکتا تھا بدن زخمی تھا
نیند آنکھوں میں تھی کہتی تھی کہاں ہو بابا
موت کے دشت میں کرتی ہوئی گریاں نکلی

باپ کے لاشۂ بے سر کو جو دیکھا رن میں
کہتی تھی بابا اکیلے کہاں سوئے بن میں
آئی آواز کہاں ہو کے پریشاں نکلی

باپ کے سینے پہ سر رکھتی تو رکھتی کیسے
باپ کا سینہ تو خالی ہی نہ تھا تیروں سے
پاؤں پہ منہ کو رکھا جب سر میداں نکلی

خشک گردن میں رسن شمرِ لعیں نے باندھی
کم سنی ہوئی معصوم سی بچی قیدی
کربلا چھوڑ کے وہ جانبِ زنداں نکلی

قبر زنداں میں بنی مر کے رہائی نہ ملی
شام کی قید میں ہے بالی سکینہؑ اب بھی
وہ رہی قید میں اور قید میں ہی جاں نکلی

ماں تڑپتی رہی بھائی بھی لہو روتا رہا
اس کا ماتم تو بندھے ہاتھوں سے بھی ہوتا رہا
اس کا غم کرتی ہوئی قید سے جب ماں نکلی

ماں وطن آگئی لیکن وہ وطن آ نہ سکی
پوچھا صغراؑ نے تو ماں صغراؑ کو بتلا نہ سکی
شام کی قید سے نہ شام کی مہماں نکلی

نوحہ ریحان یہ فرحان سنائے کیسے
گزری جو بالی سکینہؑ پہ بتائے کیسے
لاڈلی شاہ کی وہ فخرِ شہیداں نکلی

......☆......☆......

کانوں میں صغراؑ کے جب آواز اذاں کی آتی ہے

(انجمن غلامان حُر)

کانوں میں صغراؑ کے جب آواز اذاں کی آتی ہے
یاد آتی ہے بھائی کی اس کو، روتی ہے چلاتی ہے

کہتی ہے بیمار بہن کو بھائی سزا یہ کیسی دی
ٹکڑے کیا شعبان نے دل کو، عید مجھے رُلواتی ہے

آب وغذا سے کام نہیں ہے اک پل بھی آرام نہیں ہے
تنہائی کے زخم کی شدت آنسو بنتی جاتی ہے

وعدہ کر کے بھول گئے تم خط بھی کوئی ہمکو نہ لکھا
بھائی تیرے غم میں یہ بہن اب گور کنارے جاتی ہے

گھر کیا ہے اک زنداں ہے یا قبر ہے مجھ دکھیاری کی
بینائی آنکھوں سے میری آنسو بن کے جاتی ہے

بالی سکینہؑ، اصغرؑ، قاسمؑ، عونؑ و محمدؑ اور چچا
بھول گئے پردیس میں جا کر بس یہ بات رُلاتی ہے

بابا کو پیاری ہے سکینہؑ مجھ سے ذرا بھی پیار نہیں
مجھ کو نیند نہیں آتی وہ سینے پہ سو جاتی ہے

بیماری میں اب تو دوا بھی کام نہیں کرتی بابا
آپ کی بیٹی آپ کے غم میں سر اپنا ٹکراتی ہے

یوں لگتا ہے دل کو میرے کاٹ رہی ہے تنہائی
دو دھاری تلوار ہے بابا سانس جو آتی جاتی ہے
صغرا کی تنہائی کا نوحہ لکھتے ہوئے ریحان یہ سوچا
میں نہیں لکھتا ہوں یہ نوحہ صغراؑ خود لکھواتی ہے

......☆......☆......

زنداں سے نہیں جاں سے رہا ہوتی ہوں عموںؑ

(انجمن غلامان حرؑ)

زنداں سے نہیں جاں سے رہا ہوتی ہوں عموں
میں آج سے اماں سے جدا ہوتی ہوں عموں
حد ہوتی ہے ہر ظلم کی یاں حد نہیں کوئی
میں شامِ غریباں سے ابھی تک نہیں سوئی
لو آج میں دنیا سے خفا ہوتی ہوں عموں
شاید تمہیں معلوم نہیں میرے چچا جاں
مسکن میرا اب آخری ہے شام کا زنداں
کچھ دیر میں اب نذر قضا ہوتی ہوں عموں
اللہ مرے بھائی کو لے جائے وطن تک
پیغام مدینے میں پہنچ جائے بہن تک
آمین کہو محوِ دعا ہوتی ہوں عموں
بابا میرے آئے تھے ابھی خواب میں میرے
کہتے تھے میں لینے تمہیں آیا ہوں یہاں سے
دنیا سے روانہ بخدا ہوتی ہوں عموں

تم کیا گئے اعدا نے طمانچے مجھے مارے
نیزے سے ردا کھینچ کے دُر میرے اتارے
میں کرب سے خود کرب و بلا ہوتی ہوں عموں

اماں سے بھی ملنے نہیں دیتے ہیں ستمگر
بھائی کی کمر میں ہے پڑا آہنی لنگر
زنداں کے اندھیرے میں فنا ہوتی ہوں عموں

دامن میں لگی آگ تمہیں میں نے پکارا
اس بات پہ ظالم نے طمانچہ مجھے مارا
بے جرم و خطا نذر سزا ہوتی ہوں عموں

مر کر بھی رہائی کی نہیں ہے کوئی صورت
زنداں کے اندھیرے میں بنے گی مری تربت
یہ سوچ کے بس محو بکا ہوتی ہوں عموں

ریحان لرزنے لگا عباسؑ کا لاشہ
پیغام سردشِ ہوا جیسے ہی پہنچا
میں شاملِ بزمِ شہدا ہوتی ہوں عموں

......☆......☆......

صغراؑ نے کہا لوٹ کے کیوں آتے نہیں گھر

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

صغرا نے کہا لوٹ کے کیوں آتے نہیں گھر
پردیس جانے والے مسافر علی اکبرؑ
تنہائی کے خنجر نے جگر کاٹ دیا ہے
دیدار تمہارا میرے زخموں کی دوا ہے

اب ضعف سے اٹھتا نہیں بستر سے مرا سر
جب گھر میں کوئی چاہنے والا نہیں ہوتا
جلتا ہے دیا پھر بھی اجالا نہیں ہوتا
تم کیا گئے تاریک ہوا میرا مقدر

بیٹھی ہوئی دروازے پہ دن گنتی ہوں بھائی
جینے نہیں دیتا ہے مجھے زخمِ جدائی
آجاؤ کہ اٹکی ہے مری جان لبوں پر

خط لکھتی ہوں تحریر کو دھو دیتے ہیں آنسو
کپڑے بھی نہیں بدلے سنوارے نہیں گیسو
روتی ہوں اذاں سن کے مصلے پہ میں اکثر

اماں نے بھی بابا نے بھی منہ موڑ لیا ہے
معلوم نہیں مجھ سے ہوئی کیسی خطا ہے
پوچھا نہیں بیمار کو اک دن بھی پلٹ کر

ایسا نہ ہو تم آؤ تو زندہ نہ ملوں میں
کب تک تری فرقت کے یہ ایام سہوں میں
نزدیک اجل آگئی تم دور برادر

معلوم ہے بابا کو میں بیمار تھی کتنی
خود اٹھ کے دوا بھی تو میں پی سکتی نہیں تھی
خود چل کے میں جا سکتی نہیں قبر نبیؐ پر

جھولا علیؑ اصغرؑ کا سکینہؑ کا بچھونا
خالی نظر آتے ہیں تو بڑھ جاتا ہے صدمہ
تنہائی میں روتی ہوں میں جھولے سے لپٹ کر

کیا عونؑ و محمدؑ کو بھی پرواہ نہیں میری
اماں کی طرح بھول گئیں مجھ کو پھوپھی بھی
یہ سوچ کے چلتے ہیں مرے قلب پہ خنجر

ناگاہ مدینے میں کسی نے یہ صدا دی
اک ناقہ سوار آیا ہے کرتا ہے منادی
گھر لوٹ کے آتے ہیں سفر سے شہہؑ انور
سن کر یہ خبر جان میں جان آ گئی جیسے
بیمار رِدا اوڑھ کے باہر گئی گھر سے
تھا سامنے بیمار کے اک غمزدہ منظر
اک ناتواں بوڑھا ہے تو کچھ غمزدہ مستور
نہ اکبرؑ و عباسؑ ہیں نہ سیدِ پُر نور
ہے خاک سے آلودہ ہر اک چہرہ ہر اک سر
اک شخص صدا دیتا تھا یوں پیٹ کے سینہ
کیا چین سے بیٹھے ہو سنو اھل مدینہ
پردیس میں مارا گیا زہراؑ کا گل تر
ریحاںؔ جگر کٹ گیا بیمار کا غم سے
اشکوں کی جگہ برسا لہو دیدۂ نم سے
نوحہ کیا صغراؑ نے یہی خاک اڑا کر

......☆......☆......

کیا میری عمر اسی طرح کٹے گی اماں

(اسد آغا، انجمن ظفر الایمان)

کیا میری عمر اسی طرح کٹے گی اماں
کیا سکینہؑ کو رہائی نہ ملے گی اماں
تم کو معلوم ہے ڈرتی ہوں اندھیرے سے بہت
آج کچھ درد ہے سینے میں سویرے سے بہت

کب اندھیرے کی یہ دیوار ہٹے گی اماں

وہ اندھیرا ہے کہ دیوار سے ٹکراتا ہے سر
ہاتھ کو ہاتھ اندھیرے میں نہیں آتا نظر
میری تربت بھی اندھیرے میں بنے گی اماں

ایسے بچھڑی ہوں میں بابا سے کہ بچھڑے نہ کوئی
ایسے اجڑی ہوں میں اب دنیا میں اجڑے نہ کوئی
میری بربادی کو تاریخ لکھے گی اماں

پیراہن جسم سے چپکا ہے جو زخموں کے سبب
بعد مرنے کے ہی اترے گا مرے جسم سے اب
یا کفن ہی میری پوشاک بنے گی اماں

کس نے لکھا میری قسمت میں اندھیرا زندان
بعد مرنے کے رہائی کا نہیں ہے امکان
حد یہ ہے قبر میری قید رہے گی اماں

بسترِ خاک ہے تنہائی ہے بے خوابی ہے
میری تقدیر میں لکھی ہوئی بے تابی ہے
کب یہ بے تابی کی زنجیر کٹے گی اماں

کوئی ذریعہ نہیں پیغام رسانی کے لیے
نہر پہ کیوں مرے عمّوں گئے پانی کے لیے
دیکھ کر پانی کو اب پیاس بڑھے گی اماں

گھٹ کے مرجاؤنگی زنداں میں کسی دن اماں
ایسا لگتا ہے وطن جاؤ گی مجھ بن اماں
اور سکینہؑ اسی زنداں میں رہے گی اماں

مجھ کو ڈھونڈوگی جو پہلو میں تو دل تڑپے گا
باتیں یاد آئیں گی تمکو میری اماں کیا کیا
شام سے جاکے جو گھر شام ڈھلے گی اماں

بھائی سجادؑ کو زحمت نہیں دونگی کوئی
اماں اس قید میں رو رو کے اگر مر بھی گئی
ظلم جتنے ہیں سکینہؑ ہی سہے گی اماں

اماں اس قید سے، جس وقت رہائی پانا
میرا پیغام یہ، صغراؑ کو ذرا پہنچانا
کہنا صغراؑ سے، کہ اب تو ہی کہے گی اماں

بات نوحے میں لکھی جائے بھلا یہ کیسے
اک صدا آتی ہے ریحان مجھے زِنداں سے
شمع تُربت پہ مری کیا نہ جلے گی اماں

......☆......☆......

کہتے ہیں جس کو فاطمہؑ زخموں کی انتہا ہے

شاہد بلتستانی، دستۂ انصار اکبریہؑ

صُبّت عَلَیّ المصائبُ لَو اَنّھَا
صُبت عَلَی الاُیامِ صِرنَ الیَا لِیَا

کہتے ہیں جس کو فاطمہؑ زخموں کی انتہا ہے
ام ابیھا بضعتِ محبوب کبیریا ہے
میّت پہ جو رسولؐ کی رونے نہ پائی تھی
ہیۓ ہیۓ اسی کی قبر کو مسمار کردیا ہے

اس ساری کائنات میں زہراؑ ہی ایسی ماں ہے
سایہ فگن اسی پہ مصائب کا آسماں ہے
توڑی گئی ہیں ظلم سے بی بی کی پسلیاں
رخسار پہ طمانچے کا بی بی کے اک نشاں ہے

دنیا سے جو یہ بات ہی کہتی چلی گئی ہے
بابا ستم کی مجھ پہ یہ انتہا ہوئی ہے
پڑتے جو دن پہ رات سا تاریک ہوتا دن
تلوارِ غم کلیجے پہ بابا مرے چلی ہے

تعظیم باپ ہو کے بھی کی میری آپ نے
اُمت نے تیری ہائے نہ رونے دیا مجھے
بابا تمہارے بعد یہ دنیا بدل گئی
دیوار و در کے درمیاں پیسا گیا مجھے

وہ در جہاں پہ موت بھی اجازت طلب ہوئی ہے
اُس در کو آگ آپ کی اُمت لگا رہی ہے
محسن شہید ہوگیا بابا غضب ہوا
اے بابا تری فاطمہؑ چکرا کے گر پڑی ہے

بعدِ وصالِ زہراؑ بھی غم کا سفر رہا ہے
اس کی مثال شام ہے کوفہ ہے کربلا ہے
زہراؑ کے بیٹے بیٹیاں خوں میں نہا گئے
نیزے پہ کوئی سر، کوئی سر بے ردا ہوا ہے

جس دم گلوئے شاہ پہ خنجر رواں ہوا
یہ ماں لحد کو چھوڑ کے آئی تھی کربلا
کہتی تھی تین روز کے پیاسے کو چھوڑ دے
اے شمر تجھ کو دیتی ہوں میں رب کا واسطہ

یہ ماں جب اپنے لعل کے لاشے پہ آئی تھی
آنکھوں میں اشک لب پہ نبیؐ کی دھائی تھی
کہتی تھی اے حسینؑ مرے تشنہ لب حسینؑ
تو ہی تو مجھ غریب کی ساری کمائی تھی

اس ماں نے ساتھ شام کا پیدل سفر کیا ہے
زینبؑ کو راہِ شام میں وہ حوصلہ دیا ہے
کہتی تھی تیرے ساتھ ہے زینبؑ یہ تیری ماں
تو بے ردا نہیں ہے یہ زہراؑ کا سر کھلا ہے

دربارِ شام میں گئی زینبؑ جو بے ردا تھی
بیٹی کے ساتھ روتی ہوئی اماں سیدہؑ تھی
کہتی تھی تیری اور میری تقدیر ایک ہے
تجھ پر غموں کی حد ہوئی مجھ پر بھی انتہا تھی

ریحانِ اعظمی یہ حسینؑ وحسنؑ کی ماں ہے
مقتل میں کربلا کے جو کرتی ہوئی فغاں ہے
بکھرے ہیں بال درد سے چہرہ نڈھال ہے
غم سے ضعیف ہوگئی آنکھوں سے خوں رواں ہے

......☆......☆......

کہا شبیرؑ نے رو کے، کرو تم ہی ہمیں رخصت، بہن زینبؑ

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

کہا شبیرؑ نے رو کے، کرو تم ہی ہمیں رخصت
بہن زینبؑ، اے بہن زینبؑ
نواسا ہوں محمدؐ کا، نہ ہوگی مجھ سے یہ بیعت
بہن زینبؑ، اے بہن زینبؑ

میرا لشکر نہیں باقی، لہو کی ہے میری پیاسی
میرے نانا کی یہ اُمت، بہن زینبؑ

اکیلا رہ گیا بن میں، کہاں طاقت رہی تن میں
اجل دیتی نہیں مہلت، بہن زینبؑ
علمدارِؑ جری میرا، لب دریا گیا مارا
غموں کی بڑھ گئی شدت، بہن زینبؑ
بہت لاشے اُٹھائے ہیں، تمہیں بتلانے آئے ہیں
نہیں جینے سے اب رغبت، بہن زینبؑ
میرے اصغرؑ کو موت آئی، سناں اکبرؑ نے بھی کھائی
میری تو لٹ گئی دولت، بہن زینبؑ
چُنے ہیں لاش کے ٹکڑے، زمینِ گرم سے اس کی
تھی جس کے بیاہ کی حسرت، بہن زینبؑ
گلا ہوگا تہہِ خنجر، نہ دیکھا جائے گا منظر
خدا سے مانگنا طاقت بہن زینبؑ
رہائی پا کے جب آنا، جو فرصت رنج سے پانا
بنانا تم میری تُربت، بہن زینبؑ
چلے ریحان جب سرورؑ بہن سے الوادع کہہ کر
تو کہتے تھے بصد رقّت، بہن زینبؑ

......☆......☆......

سو گئے تمام تشنہ کام، کربلا میں شام ہوگئی

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

جل چکے حسینؑ کے خیام، کربلا میں شام ہوگئی
سو گئے تمام تشنہ کام، کربلا میں شام ہوگئی
لٹ چکا ہے فاطمہؑ کا گھر، فوج اب نہیں ہے نہر پر

قتل ہوگئے شہہؑ انام، کربلا میں شام ہوگئی

ہے فضا میں خون کی مہک، بے کفن ہے اک صغیر تک
رو رہا ہے وقت کا امام، کربلا میں شام ہوگئی

اک علم ہے خون میں بھرا، مرگیا سکینہؑ کا چچا
شیر ہوگئی ہے فوجِ شام، کربلا میں شام ہوگئی

برچھی اک جوان کھا چکا، وقت تھا یہ جسکے بیاہ کا
خاک حسرتیں ہوئیں تمام، کربلا میں شام ہوگئی

دشت سب لہو لہو ہوا، فاطمہؑ کی آتی ہے صدا
دیکھ اے خدائے خاص و عام، کربلا میں شام ہوگئی

آگ، خون، تشنگی، دھواں، خاک سر پہ ڈالے بیاباں
گرد اشقیاء کا اژدھام، کربلا میں شام ہوگئی

ٹکڑے ٹکڑے ایک گلبدن، بیوہ ایک شب کی ہے دلہن
سخت ہے یہ کس قدر مقام، کربلا میں شام ہوگئی

قتل ابن مرتضیٰؑ ہوا، زندہ دینِ مصطفیٰؐ ہوا
شہہؑ بچا گئے خدا کا نام، کربلا میں شام ہوگئی

کہہ رہے ہیں ہنس کے اشقیاء، گھر رسولؐ کا اُجڑ گیا
بدر کا لیا ہے انتقام، کربلا میں شام ہوگئی

اک بہن کے لب پہ ہیں یہ بین ہائے میرے غریب اے حسینؑ
دفن کا نہیں ہے انتظام، کربلا میں شام ہوگئی

کیا لکھوں ریحانؔ اعظمی، ہے قلم کی آنکھ میں نمی
دل پہ درد کی چلی حُسام، کربلا میں شام ہوگئی

......☆......☆......

تربت اصغرؑ بے شیر بناتے ہیں حسینؑ

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

تربتِ اصغرِ بے شیر بناتے ہیں حسینؑ
اپنی دولت کو تہہ خاک چھپاتے ہیں حسینؑ

دونوں ہاتھوں سے جگر تھامے ہوئے چلتے ہیں
ماں سمجھتی ہے کہ بے شیر کو لاتے ہیں حسینؑ

تیر کھا کر تو تبسم ہے لبِ اصغرؑ پر
گرم ریتی پر مگر اشک بہاتے ہیں حسینؑ

ایک ایک لاش اُٹھا لائے بڑی ہمت سے
لاشِ اصغرؑ ہے کہ خیبر کو اُٹھاتے ہیں حسینؑ

مرگِ اصغرؑ کی خبر بانو کو کس طرح سے دیں
آگے بڑھتے میں کبھی لوٹ کے آتے ہیں حسینؑ

خونِ اصغرؑ سے کیا ریش مبارک پر خضاب
خونِ معصوم کی توقیر بتاتے ہیں حسینؑ

پانی تو اصغرِؑ معصوم کو شہہؑ دے نہ سکے
خود بھی روتے ہیں فلک کو بھی رُلاتے ہیں حسینؑ

لاش اصغرؑ کی اُٹھائے نہیں اُٹھتی شہہؑ سے
کبھی اکبرؑ کبھی قاسمؑ کو بلاتے ہیں حسینؑ

بیٹھ جاتے ہیں جگر تھام کے اپنا شبیرؑ
اب جو نزدیک ذرا جھولے کے جاتے ہیں حسینؑ

نوکِ نیزہ پہ نظر آیا جو سر اصغرؑ کا
نوکِ نیزہ پر تڑپتے ہوئے جاتے ہیں حسینؑ

سوگ ، یہاں منائیں جو علی اصغرؑ کا
اُن کے مرحوموں کا خود سوگ مناتے ہیں حسینؑ

......☆......☆......

میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ

(انجمن غلامان حرؑ)

میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
ایک بچی سرِ زندانِ بلا کہتی تھی
شام کی قید میں دم توڑ رہی ہے بیٹی
جسم سے رُوح رہا ہوتی ہے میں قید میں ہوں
چاہتی ہوں کہ تمہیں میں دمِ رخصت دیکھوں
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
بیٹیاں باپ پہ کرتی ہیں بہت ناز مگر
ناز میں کس پہ کروں کس سے کہوں دردِ جگر
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
کان جو شامِ غریباں میں ہوئے تھے زخمی
خون اُن زخموں سے جاری ہے مسلسل اب بھی
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
وہ اندھیرا ہے اجل کو نہیں ملتا رستہ
نیند آتی ہے تو ظالم نہیں سونے دیتا
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
ساتھ رہتے ہوئے اماں سے ملاقات نہیں

جو تڑپتے نہ گزرتی ہو کوئی رات نہیں
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
ہاتھ بھائی کے بھی زنجیر سے آزاد نہیں
اس لئے ان سے بھی میں کرتی ہوں فریاد نہیں
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
اپنا غم بابا پھوپھی سے بھی نہیں کہہ سکتی
آپ کے غم میں بہت غیر ہے حالت اُن کی
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
بابا یاد آتا ہے گھر صغراؐ بھی یاد آتی ہے
اُس پہ یہ آپ کی فُرقت مجھے تڑپاتی ہے
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
آپ کا سینہ میسّر نہیں جب سے بابا
خاک زِنداں کی ہے اُس روز سے بستر میرا
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
ایسا لگتا ہے کہ واپس نہیں جانا ہوگا
بعد مرنے کے بھی زنداں میں ٹھکانہ ہوگا
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ
شب کی تنہائی میں ریحان ابھی تک بخدا
ایسا لگتا ہے کوئی بچی یہ دیتی ہے صدا
میرے بابا آؤ، میرے بابا آؤ

......☆......☆......

السلام ! اے بادشاہِ انس و جاں

(انجمن نوجوانانِ حسینی)

السلام ! اے دینِ حق کے پاسباں
السلام ! اے بادشاہِ انس و جاں
اے حسینؑ! اے وقار دیں
تجھ سا کوئی دہر میں نہیں
کہتے ہیں زمین و آسماں

صبر کی مثال بن گئے، دین کا جمال بن گئے
فوجِ اشقیا کے درمیاں، تھا رگوں میں خونِ حیدریؑ
لشکرِ خدا کے عسکری، اشرف النساء ہے تیری ماں

مرضیٔ خدا خرید لی، زیرِ تیغ کر کے بندگی
اے عبادتوں کے قدرداں، کربلا میں گھر لٹا دیا
دین کا شجر ہرا کیا، اے نبی کے دیں کے باغباں

قتل ہوگیا جواں پسر، ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جگر
پھر بھی دی ہے شکر کی اذاں، خون جب بہا صغیر کا
زخم جب لگا تھا تیر کا، دل پہ چل گئی تھیں برچھیاں

دخترِ علی تری بہن، بازوؤں میں جس کے تھی رسن
لے گئے عدو کشاں کشاں، عابدِ حزیں وہ نوحہ گر
بعد تیرے دین کی سپر، اُس کے پاؤں میں تھیں بیڑیاں

وہ سکینہؑ تیری لاڈلی، جس کی قبر قید میں بنی
چھن گئی تھیں جسکی بالیاں، اے ریحان روک لے قلم
اب تو آنکھ ہوگئی ہے نم، ہوگیا ثمر بھی نوحہ خواں

بے پردہ ہیں پردے دار، عابدؑ روتے ہیں

(انجمن نوجوانان حسینی)

بے پردہ ہیں پردے دار، عابدؑ روتے ہیں
مجمع ہے اور بازار، عابدؑ روتے ہیں

زنجیر ہے طوقِ خاراں، ہے تاریک فضا ہے زنداں ہے
سینے میں ہے ماتم بپا، نہ کوئی غذا نہ کوئی دوا
جاری ہے لہو کی دھار، عابدؑ روتے ہیں

نیزوں پہ شہیدوں کے سر ہیں، کوٹھوں سے برستے پتھر ہیں
زخمی ہیں سر زخمی جگر، اہل حرم جائیں کدھر
ہے زخم نیا ہر بار، عابدؑ روتے ہیں

ناموسِ محمدؐ قید ہوئی، روتے ہیں علیؑ، روتے ہیں نبیؐ
چُپ ہے ہوا چُپ ہے فضا، ہر دل میں ہے کرب و بلا
ہے اشکوں کی بوچھار، عابدؑ روتے ہیں

سینے میں بہتر (۷۲) کا غم ہے، ہر سانس بجائے ماتم ہے
ہر اک قدم تازہ ستم سہتے رہے، اہل حرم
ہر سانس بنی تلوار، عابدؑ روتے ہیں

کہتی ہے سکینہؑ رو رو کر مر جاؤں گی میں تو گھُٹ گھُٹ کر
بابا نہیں عمّوں نہیں، حد ہوگئی اصغرؑ نہیں
سن کر یہ صدا ناچار، عابدؑ روتے ہیں

دربارِ یزیدی ہے بنت علیؑ کہتی ہے تڑپ کر شہزادی
مارا گیا بھائی مرا پردیس میں، گھر بھی لٹا
اب جینا ہے دشوار، عابدؑ روتے ہیں

کس طرح بہن جائیگی وطن، ہے بھائی پڑا بے گور و کفن
روئے فلک روئے زمیں، ہے سوگ میں عرشِ بریں
روتے ہیں در و دیوار، عابدؑ روتے ہیں

ریحانؔ قلم کا پُرسا ہے، نوحہ جو ثمر یہ پڑھتا ہے
ماتم کرو اہلِ عزا، قیدی بنے زینؑ العبا
اور شام کا ہے بازار، عابدؑ روتے ہیں

......☆......☆......

حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

(انجمن نوجوانان حسینی)

تو نفس پیمبرؐ ہے، تو فاتح خیبر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

تو دستِ خدا مولا، تو عینِ خدا مولا
ہے تیرے ہی ہاتھوں میں، دنیا کی بقا مولا
تو دین کا رہبر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

کعبہ ترا مسکن ہے، قبلہ ترا آنگن ہے
مہکا ہوا تجھ سے ہی، اسلام کا گلشن ہے
دامادِ پیمبرؐ ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

تو شاہِ ولایت ہے، ترا ذکر عبادت ہے
چہرے پہ ترے لکھی، قرآن کی آیت ہے
صفدر ہے دلاور ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

اونچا ہے علَم ترا، بالا ہے حَشم ترا
تھا مُہرِ نبوت پر، اس طرح قدم ترا
جیسے کہ گل تر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

تلوار ملی رب سے، اے شاہِ نجف جب سے
اسلام بہت خوش ہے، یا مولا علیؑ تب سے
ہمّت کا سمندر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

تو عِلم کا دروازہ، کونین کا تو آقا
ہر جنگ میں دیکھا ہے، اونچا تھا علم تیرا
بہتر (۷۲) سے بھی بہتر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

کعبے میں ولادت تھی، مسجد میں شہادت تھی
ہر ایک عملِ تیرا، بس شانِ امامت تھی
تو قاتل عنتر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

سجدے میں ہوئے زخمی، روتے تھے نمازی بھی
جبرئیلؑ کا نوحہ تھا، دیوارِ حرم ٹوٹی
ماتم ترا گھر گھر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

زینبؑ کا یہ نوحہ تھا، بابا کا اُٹھا سایہ
اک کوہِ الم سر پر، حسنینؑ کے بھی ٹوٹا
نعرہ یہ برابر ہے، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

ریحانؔ میرا مولا، جب دہر سے جاتا تھا
روتی تھیں اذانیں بھی، مسجد کو بھی سکتہ تھا
نوحہ میرے لب پر، حیدرؑ ہے تو حیدرؑ ہے

......☆......☆......

کچھ بیبیاں ہیں ننگے سر، بازار شام ہے

(انجمن نوجوانان حسینی)

کچھ بیبیاں ہیں ننگے سر، بازار شام ہے
کچھ طفل ساتھ نوحہ گر، بازار شام ہے

چہروں پہ گردِ راہ ہے، کپڑے پھٹے ہوئے
بے بھائی کوئی بے پدر، بازار شام ہے

بازو بندھے کسی کے، کسی کا گلا بندھا
سیدانیاں ہیں در بدر، بازار شام ہے

بیمار ایک طوق و سلاسل کا ہے، اسیر
پوشاک آنسوؤں سے تر، بازار شام ہے

کچھ مائیں خالی گود لیئے، کررہی ہیں بین
آتا نہیں کوئی نظر، بازار شام ہے

رستے سجائے جاتے ہیں ہے، جشن کا سماں
آل نبی برہنہ سر، بازار شام ہے

نیزوں پہ سر شہیدوں کے، روتے ہیں زار زار
کُنبے کو روتا دیکھ کر، بازار شام ہے

زخمی ہیں کان بچی کے، دامن جلا ہوا
بولی چچا کو دو خبر، بازار شام ہے

وہ ظُلم ہے بتولؑ کی، بیٹی پہ الاماں
روتی ہے سر کو پیٹ کر، بازار شام ہے

دربار ایک دیکھا تھا، خاتونِ محشر نے
زینبؑ کے سامنے مگر، بازار شام ہے

اک بھیڑ ہے لعینوں کی، اور بنتِ سیدہؑ
ٹکڑے علیؑ کا ہے جگر، بازار شام ہے

ریحان ہے یہ صبر کا، زینبؑ کے امتحاں
زینبؑ کے غم میں نوحہ گر، بازار شام ہے

......☆......☆......

ہائے نانا ہے دھائی، میرے بابا نہیں آئے

(انجمن نوجوانان حسینی)

گھر کی دہلیز پہ بیٹھی ہوئی بیمار حزیں
فاطمہؑ صغرا یہ کرتی تھی بیاں رو رو کر
چھ مہینے ہوئے، بابا کی خبر تک نہ ملی
جلد آؤنگا، یہ فرما کے گئے تھے سرورؑ

ہائے نانا ہے دھائی، میرے بابا نہیں آئے
موت نزدیک ہے آئی، میرے بابا نہیں آئے

چاک غم سے ہے کلیجہ نہیں رکتے آنسو
آگ پانی نے لگائی میرے بابا نہیں آئے

ایسی تنہائی تو مرقد کے اندھیرے میں نہیں
نہ بہن پاس نہ بھائی میرے بابا نہیں آئے

ایسے بچھڑے کہ کوئی خط بھی نہ بھیجا مجھ کو
یہ قیامت کی جدائی میرے بابا نہیں آئے

جو تھے اپنے اُنہیں ہمراہ سفر میں رکھا
ایک بس میں تھی پرائی میرے بابا نہیں آئے

وہ نقاہت ہے کہ اب شام کو اُٹھ کر میں نے
گھر میں شمع نہ جلائی میرے بابا نہیں آئے

بیتا شعبان بھی رمضان بھی روتے روتے
عید بھی دیس میں آئی میرے بابا نہیں آئے

جتنی شرطیں ہیں مسافر کے پلٹ آنے کی
میں نے ہر شرط نبھائی مرے بابا نہیں آئے

سر کو ٹکراتی ہوں دیواروں سے تنہائی میں
مُردنی چہرے پہ چھائی میرے بابا نہیں آئے

نامہ بر ملتا نہیں خط لکھے اتنے میں نے
دکھتی ہے میری کلائی میرے بابا نہیں آئے

بابا اب اھلِ مدینہ کو میرے رونے سے
بس یہ دیتا ہے سنائی میرے بابا نہیں آئے

ان سے ملنا ہے تو اب جاں سے گزر جا صغراؑ
موت پیغام یہ لائی میرے بابا نہیں آئے

تھک کے ریحانؔ یہ صغراؑ نے کہا نانی سے
نہر اشکوں کی بہائی میرے بابا نہیں آئے

......☆......☆......

زینبؑ نے کہا، ہائے علمدار کہاں ہو

(انجمن نوجوانان حسینیؑ)

زینبؑ نے کہا، ہائے علمدار کہاں ہو
چلتی ہے شہہؑ والا پہ تلوار کہاں ہو
تم سوتے ہو دریا پہ یہاں جلتے ہیں خیمے
جلتے ہوئے خیموں میں جھلس جائیں نہ بچے
اے ابنِ علیؑ کُل کے مددگار کہاں ہو

اس شامِ غریباں میں نظر کچھ نہیں آتا
ہر سمت دھواں ہے یہاں پھیلا ہوا بھیا
گر جائے نہ اب صبر کی دیوار کہاں ہو

وہ دیکھو جلا اصغرؑ معصوم کا جھولا
ہے دشتِ بیابان میں بانوؑ کا یہ نالہ
اے آلِ محمدؐ کے وفا دار کہاں ہو

رخسار سکینہؑ کے طمانچوں سے ہیں زخمی
بہنے لگا رخساروں پہ کانوں کا لہو بھی
اب جینا سکینہؑ کا ہے دشوار کہاں ہو

پامال نہ ہوجائے میرے بھائی کا لاشہ
روندا گیا جس طرح سے قاسمؑ کا جنازہ
اے بازوے شبیرؑ، علمدارؑ کہاں ہو

اب چادریں لٹنے کا قریب آ گیا لمحہ
یہ سوچ کے اے بھائی جگر پھٹتا ہے میرا
اے میرے جَری بھائی حیادار کہاں ہو

کس طرح سے دیکھو گے رسن بستہ بہن کو
میں کہتی ہوں اے بھائی ذرا نیند سے جاگو
پردیس میں ہوتی ہوں گرفتار کہاں ہو

ریحان ثمر پایا ہے مولا کی عزا سے
مشہور ہوں میں فاطمہ زہراؑ کی دعا سے
سب کہتے ہیں مولا کے عزادار کہاں ہو

......☆......☆......

ابنِ زہراؑ ابنِ حیدرؑ، حجّتِ پروردگار

(انجمن نوجوانانِ حسینی)

ابنِ زہراؑ ابنِ حیدرؑ، حجّتِ پروردگار
ہورہا ہے کتنی صدیوں سے تمہارا انتظار

منتظر عدل و عدالت، منتظر سب اہلِ غم
منتظر عیسیٰؑ کی امت، منتظر مولا ہیں ہم
مسجدوں میں ہیں دعائیں مجلسوں میں ہے پکار

ہر برس شمعیں جلا کر، چودہویں ۱۴ شعبان کو
لکھ کے کاغذ پر عریضے، وارثِ قران کو
نامہ بر موجوں کو کر کے بھیجتے ہیں خط ہزار

از محمدؐ تا محمدؐ کی، سند رکھتے ہیں آپ
غیب میں رہ کر، محبّوں کی مدد کرتے ہیں آپ
کیوں نہ پھر ہر دل صدا دے العجل کی بار بار

مرحلہ باقی ابھی ہے، انتقام شاہ کا
آپ کے نقشِ قدم کو، ڈھونڈتی ہے کربلا
آپ کے ہمراہ آنا چاہتی ہے ذوالفقار

اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ، اور علی اصغرؑ کا غم
آپ کے دل سے یقیناً، ہوسکا ہوگا نہ کم
آیئے ماتم کریں گے مل کے سارے پُرسہ دار

زخم تازہ ہوگا، سینے میں ابھی شبیرؑ کا
خوں رُلاتا ہوگا، لٹنا چادر تطہیر کا
آپ کے قلب حزیں کو بھی نہیں ہوگا قرار

وہ جو اک بچی کی تُربت، شام کے زندان میں
آج تک ہے خوں رُلاتی، عالم امکان میں
اُس کی تُربت پر بہائیں گے لہو ماتم گُسار

اس صدی میں آپ کی، آمد کی مولا دھوم ہے
آپ کا نوکر ہوں مولا، آپ کو معلوم ہے
نوکری ریحان کی قائم رہے پروردگار

......☆......☆......

اب اُٹھنے لگا خیموں سے دھواں

(انجمن نوجوانانِ حسینی)

۱

اب اُٹھنے لگا خیموں سے دھواں، ہے شامِ غریباں نوحہ کناں
عمّوں آجاؤ، میرے عمّوں آجاؤ
میدان میں بے سر ہیں لاشے، سب تشنہ دہن سب ہی پیاسے
ہے سب کے بدن پر زخمِ سناں، عمّوں آجاؤ، میرے عمّوں آجاؤ
میں کس سے یہاں فریاد کروں، کس کس کو تڑپ کر یاد کروں
نہ کوئی جواں نہ غنچہ دہاں، عمّوں آجاؤ میرے عمّوں آجاؤ
دامن میں لگی ہے آگ مرے، ہیں نیل پڑے رخساروں پہ
کانوں سے مرے ہے خون رواں، عمّوں آجاؤ میرے عمّوں آجاؤ
پانی کا گِلہ اب کیا کرنا، منظور نہیں اب تو جینا
بس اتنا بتادو تم ہو کہاں، عمّوں آجاؤ، میرے عمّوں آجاؤ
کیوں خوں میں بھرا پرچم آیا، کیوں زخمی ہوا ہے مشکیزا
کیوں گونجتی ہے دادی کی فغاں، عمّوں آجاؤ میرے عمّوں آجاؤ

سب خیمے جل کر خاک ہوئے، لو قلب و جگر سب چاک ہوئے
باقی نہ رہا خیموں کا نشاں، عموں آ جاؤ میرے عموں آ جاؤ

روتی ہیں پھوپھی چادر نہ رہی، آئی نہ خبر کچھ بابا کی
آئی ہے لبوں پر اب تو جاں، عموں آ جاؤ میرے عموں آ جاؤ

زندانِ ستم میں جانا ہے، رسی میں بندھا ہر شانہ ہے
کوئی بھی نہیں میرا پُرساں، عموں آ جاؤ، میرے عموں آ جاؤ

مر جاؤنگی گُھٹ کے زنداں میں، روتی ہیں لہو میری آنکھیں
مجھ کو بھی بلا لو تم ہو جہاں، عموں آ جاؤ میرے عموں آ جاؤ

کیا مر کے رہائی پاؤں گی، کیا اب میں وطن نہ جاؤنگی
کیا میری لحد ہوگا زنداں، عموں آ جاؤ میرے عموں آ جاؤ

ریحانؔ لرزتا تھا زنداں، جب بالی سکینہؑ کر کے فغاں
کہتی تھی ہوں لمحوں کی مہماں، عموں آ جاؤ، میرے عموں آ جاؤ

......☆......☆......

دھوپ کڑی ہے دشتِ بلا میں

(انجمن نوجوانانِ حسینی)

لوری دے کر کہتی تھی بانو
جھولا چھوڑ کے نہ جا اصغرؑ
دھوپ کڑی ہے دشتِ بلا میں
سائے میں میرے آجا اصغرؑ

کمسن ہے اور تشنہ دھن ہے
بھائی ترا بے گور و کفن ہے

تیرے چچا کے کٹ گئے بازو
بن میں پڑا ہے لاشہ اصغرؑ

گرم ہوا ہے گرم زمیں ہے
دور تلک سایہ بھی نہیں ہے
چھپ جا میرے آنچل میں تو
موت کا ہے یہ صحرا اصغرؑ

ماں قربان ترے ہونٹوں پر
ہو نہ سکے سہہِ روز سے جو تر
آنکھ میں آنسو خشک ہوئے ہیں
سوکھ گیا ہے دریا اصغرؑ

جنگ میں بچے کب لڑتے ہیں
تیرے ارادے یہ کہتے ہیں

ھل من پر بے چینی تیری
نصرت کا ہے جذبہ اصغرؑ

تیر زباں کا لب ہیں کمانیں
ہونے لگیں مقتل میں اذانیں
تیغ تبسم لے کے چلا ہے
سر پہ علیؑ کا سایہ اصغرؑ

رات کو جنگل میں ہے سونا
خاکِ بلا ہے تیرا بچھونا
تاریکی سے ڈر نہیں جانا
دل ڈرتا ہے میرا اصغرؑ

رات کو جب تم پاس نہ ہوگے
قلب مرا بے چین کرو گے

سو نہ سکو گے تم بھی اکیلے
مان لے ماں کا کہنا اصغرؑ

ہم تو کل زندان میں ہوں گے
مرنے کے ارمان میں ہوں گے

چھوڑ کے تجھ کو کیسے جائے
ماں کو یہ بتلا جا اصغرؑ

نوحے کا ریحاںؔ ثمر ہے
خلد بریں میں میرا گھر ہے

مادرِ اصغرؑ کی ہیں دعائیں
تیری عطا کا سایہ اصغرؑ

......☆......☆......

بیٹیاں زہرؑا کی سر ننگے گئیں درباروں میں

(انجمن نوجوانانِ حسینی)

آج یہ ماتم بپا ہے اس لئے بازاروں میں
بیٹیاں زہرؑا کی سر ننگے گئیں درباروں میں

کربلا سے شام تک اہل حرم کیسے چلے
ہم وہ منظر کھینچتے ہیں چل کے اب انگاروں میں

بھیج کر بچوں کو اپنے رن میں مرنے کے لئے
زینبؑ دلگیر نے دل رکھ دیا تلواروں میں

چودہ (۱۴) صدیاں ہوگئیں تیری شہادت کو حسینؑ
آج تک ماتم بپا ہے تیرے ماتم داروں میں

سنگ برساتے تھے کلمہ گو درد دیوار سے
جب نبیؐ کی بیٹیاں لائی گئیں بازاروں میں

رُو کے کہتی تھی سکینہؑ شام کے زندان میں
روتے روتے زخم بابا ہوگئے رخساروں میں

پیاسے بچوں کے لئے گھر گھر لگاتے ہیں سبیل
رسم صدیوں سے ہے جاری شاہ کے غم خواروں میں

اے علی اصغرؑ تیری تشنہ لبی کا تذکرہ
ہے زمین و آسماں میں دشت میں کہساروں میں

طوق گردن میں پڑا تھا بیڑیاں تھی پاؤں میں
چل رہے تھے پھر بھی عابدؑ پتھروں میں خاروں میں

آنکھ بھر آتی ہے سن کر عرش پر جبریلؑ کی
سوز ہے ریحان اتنا آپ کے اشعاروں میں

کہا صغراؑ نے یہ رو کر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

کہا صغراؑ نے یہ رو کر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ
بتاؤ آؤ گے کب گھر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

مجھے جینے نہیں دیتا اب اپنے گھر کا سناٹا
سمجھتی ہوں کہ تم آئے ہوا کا آئے گر جھونکا
پہنچ جاتی ہوں میں در پر، علیؑ اکبرؑ علی اصغرؑ

غذا کیا ہے دوا کیا ہے مجھے تو غم سے مطلب ہے
خبر کوئی نہیں دیتا تمہاری واپسی کب ہے
میں ہاری خط بھی لکھ لکھ کر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

تمہیں معلوم ہے بیمار میں ہوں کس قدر بھائی
نقاہت کے سبب اُٹھتا نہیں بستر سے سر بھائی
ہے دل میں درد کا نشتر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

پھپھی نے ماں نے بابا نے بھلا کیوں مجھ سے منہ موڑا
لیا ہمراہ سب کو اور مجھے روتا ہوا چھوڑا
جیوں اس حال میں کیونکر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

سکینہؑ کی جدائی میں تڑپ کر جان دے دوں گی
لحد میں بھی میں اسکا نام ہی لے لے کے تڑپونگی
پلٹ آؤ خدارا گھر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

ہوئے چھ ماہ جب گھر سے گئے تھے کربلا بھیا
میں تجھ سے پوچھتی ہوں کیا ہوا وعدہ تیرا بھیا
ہیں نظریں آج بھی در پر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

نجانے کیوں میرے دل میں برابر ہوک اُٹھتی ہے
نظر رہ رہ کے میری کیوں نجانے بھیگ جاتی ہے
پڑے نہ نظرِ بد تم پر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

قیامت ایک دن ریحان گزری قلبِ صغراؑ پر
خبر غم کی لئے آیا مدینے میں جو نامہ بر
ہوئے رن میں تہہ خنجر، علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

☆☆

گھر حوالے ہے زینبؑ تمہارے

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

زیرِ خنجر شہہؑ دیں پکارے
میرے بچے خدا کے حوالے

گھر حوالے ہے زینبؑ تمہارے
میرے بچے خدا کے حوالے

تھک گیا ہوں میں لاشے اُٹھا کے
چین پاؤں گا مرقد میں جا کے

تشنہ لب ہوں میں دریا کنارے
میرے بچے خدا کے حوالے

زخم دل میں ہیں تن سے زیادہ
کرچکا ہوں یہ نانا سے وعدہ
دیں بچاؤں گا سر کو کٹاکے

میں نے تُربت بنائی پسر کی
لاش اُٹھائی ہے نورِ نظر کی
اب جیوں گا میں کس کے سہارے

کٹ گئے ہاتھ جب با وفا کے
میں علم اس کا لایا اُٹھا کے
میرے ساتھی ہوئے قتل سارے
کیسے سوئے گی بالی سکینہؑ
جب نہ پائی گی وہ میرا سینہ
کوئی ظالم تماچے نہ مارے
میرا اکبرؑ جو نورِ نظر تھا
اُس کا برچھی نے چھیدا کلیجہ
چُھپ گئے دشت میں سب ستارے
اک نشانی تھی بھائی حسنؑ کی
اس کے ہاتھوں میں ہے خوں کی مہندی
چوٹ یہ بھی ہے دل پہ ہمارے
فکر مرقد کی ہے نہ کفن کی
فکر ہے مجھ کو اپنی بہن کی
کوئی چادر نہ اس کی اُتارے
سر ہے سجدے میں گردن پہ خنجر
میری بالیں پہ ہے میری مادر
خاک اُڑاتے ہیں بابا ہمارے
خون ریحانؔ روتی تھی زینبؑ
عصر کے وقت خنجر تلے جب
دشتِ خونی میں سرورؑ پکارے
میرے بچے خدا کے حوالے

......☆......☆......

بھائی کے لاشے پہ آکر یہ پکاری زینبؑ

(سیّد محمد نقی، انجمن الذوالفقار)

بھائی کے لاشے پہ آکر یہ پکاری زینبؑ
بے ردا آئی ہے میّت پر تمہاری زینبؑ

ہائے بے گور و کفن کتنا زخمی ہے بدن
ایک چادر کے لئے ہوگئی محتاج بہن
سُوئے زنداں ہے چلی درد کی ماری زینبؑ

ہاتھ رسی میں بندھے قید سجادؑ ہوئے
ہائے کس حال میں ہم جانبِ شام چلے
موت سے ہاری نہیں جینے سے ہاری زینبؑ

اب تو اکبرؑ بھی نہیں قاسمؑ و عباسؑ نہیں
تیری یادوں کے سوا کچھ بھی میرے پاس نہیں
زخم سینے پہ لیئے جاتی ہے کاری زینبؑ

ایک بیمار بھتیجا ہے غموں سے ہے نڈھال
ہر قدم کرتا ہے ہر اک سے چادر کا سوال
دیکھ کر روتی ہے بے پردہ عماری زینبؑ

آئی شبیرؑ کے لاشے سے یہ پُر درد صدا
حشر میں جائے گا کس طرح سے وہ پیشِ خدا
جس نے چادر سرِ اطہر سے اُتاری زینبؑ

سن کے بھائی کی صدا ثانیِ زہراؑ نے کہا
میں نے دیکھا ہے تہہِ تیغ ترا پیاسا گلا
تیری مظلومی پہ کیونکر نہ ہو واری زینبؑ

آئی یہ حلق بُریدہ سے صدا سرورؑ کی
قرض ہے دین پہ قربانی تیری چادر کی
تیرا احسان ہے اسلام پہ بھاری زینبؑ
بھائی کو چھوڑ کے بے گوروکفن شام گئی
سر بلند کرتی ہوئی پرچم اسلام گئی
راہ میں کرتی رہی سجدہ گزاری زینبؑ
یہ عقیدہ ہے میرا مجلسِ سرورؑ ہو بپا
اور ریحان کا پڑھتا ہے نقی جب نوحہ
خِلد میں غم کی فضا ہوتی ہے طاری زینبؑ

......☆......☆......

کعبۂ اہلِ ولا جب ہے پدر زینبؑ کا

سلام: کاشف زیدی

کعبۂ اہلِ ولا جب ہے پدر زینبؑ کا
کیوں نہ ہو قبلۂ ایماں بھرا گھر زینبؑ کا
باپ کا لہجہ ہے، سب طور ہیں زہراؑ جیسے
مثلِ حسنینؑ ہے اندازِ نظر زینبؑ کا
عالمہ ایسی معلّم کی ضرورت ہی نہیں
صرف قرآن معلّم ہے مگر زینبؑ کا
دو پسر دونوں ہی حیدرؑ کی شجاعت کے امیں
عکسِ اجداد تھا اک ایک پسر زینبؑ کا
خون سجادؑ کی آنکھوں سے نہیں رکتا تھا
یاد جب گھر میں بھی آجاتا سفر زینبؑ کا

بارشِ سنگ سے خونبار ہوا جاتا تھا
بے رِدا شام کی راہوں میں تھا سر زینبؑ کا

سر تو کیا روح بھی تعظیم میں جھک جاتی ہے
نام آجائے مرے لب پہ اگر زینبؑ کا

تیغ دربار میں خطبوں کی چلی تھی ریحان
آج تک نسلِ یزیدی کو ہے ڈر زینبؑ کا

......☆......☆......

تڑپا کیا جو پیاس سے بے شیر دیر تک

سلام: کاشف زیدی

تڑپا کیا جو پیاس سے بے شیر دیر تک
روتی رہی ہے مادرِ دلگیر دیر تک

یوں موت بھی ٹھہر گئی اکبرؑ کے سامنے
نظروں میں تھی رسولؐ کی تصویر دیر تک

کہتے رہے حسینؑ بھی نا دیر یا علیؑ
چلتی رہی جو حلق پہ شمشیر دیر تک

عابدؑ جو راہِ شام میں غش کھا کے گر گئے
روتی رہی ہے پاؤں کی زنجیر دیر تک

رکھنا کفن میں خاکِ شفا صورتِ چراغ
گر چاہتے ہو قبر میں تنویر دیر تک

رن کو چلے حسینؑ تو زینبؑ سے یہ کہا
دیکھو سکینہؑ روئے نہ ہمشیر دیر تک

ہتھیار باندھ کر علی اکبرؑ جو آ گئے
بیٹے کو دیکھتے رہے شبیرؑ دیر تک

اصغرؑ تو ایک تیرِ ستم کھا کے سو گئے
دل پر چلے حسینؑ کے کچھ تیر دیر تک

ریحان مر تو جاؤں گا میں صورتِ انیسؔ
زندہ رہے گی یہ میری تحریر دیر تک

......☆......☆......

عجب شجاعتِ حیدرؑ دکھا گئے عباسؑ

سلام: کاشفؔ زیدی

وفا کا ذکر چلا یاد آ گئے عباسؑ
وفا کے لفظ پہ سکّہ جما گئے عباسؑ

اُٹھایا مشک میں خیبر سمجھ کے دریا کو
عجب شجاعتِ حیدرؑ دکھا گئے عباسؑ

زمینِ کرب و بلا پر طواف کر اے دل
لہو کی دھار سے کعبہ بنا گئے عباسؑ

یہ اور بات کہ بازو قلم ہوئے لیکن
چراغ جراُت حیدر جلا گئے عباسؑ

ہزار تشنہ لبی میں بھی اتنی قوت تھی
علم فرات کے دل پر لگا گئے عباسؑ

علم کے ساتھ میں لازم ہوا ہے مشکیزہ
چچا بھتیجی کا رشتہ بتا گئے عباسؑ

کہا کہ لاش بھی خیمے میں اب نہ جائے میری
لہو میں اپنے ہی جسدم نہا گئے عباسؑ
علم کے سائے میں بیٹھو تو پھر کرو محسوس
یہ سایہ دار شجر کیوں لگا گئے عباسؑ
سکینہؑ کہتی تھی اماں میرے چچا ہیں کہاں،
ترائی بھائی کہ دریا کو بھا گئے عباسؑ

لبِ فرات قلم کرکے اپنے ہاتھوں کو
قلم کی حُرمت و عزت سکھا گئے عباسؑ
قلم اُٹھایا تھا میں نے ابھی لکھوں نوحہ
ریحان میرے تخیل پہ چھا گئے عباسؑ

......☆......☆......

نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

جا رہا ہوں، جارہا ہوں، جارہا ہوں
کربلا! کربلا! کربلا!
جارہا ہوں کربلا، میں جارہا ہوں کربلا
مومنوں مل کر چلو، یہ ہے حسینی قافلہ
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یا حسینؑ! حسینؑ! یا حسینؑ!
فرض ہے گنج شہیداں کی زیارت، اس طرح
فرض قراں کی تلاوت اور عبادت، جس طرح
کربلا غم کا مدینہ، کربلا کعبہ نما

نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!

وہ زمیں جو مول لی تھی، سیّد ابرارؐ نے
اُس زمیں پر شہہؑ کو مارا، شمر بد اطوار نے
اُس زمیں کی خاک کو شہہؑ نے، کیا خاک شفا
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!

کربلا کیا ہے، مصلّیٰ آدمؑ و عیسیٰؑ کا ہے
کربلا دارالخلافہ، خُم کے اس مولاؑ کا ہے
جو کہ ہے نفسِ پیمبرؐ، جو کہ ہے دستِ خداؑ
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!

یہ زمیں وہ ہے، جہاں سوتا ہے زہراؑ کا پسر
انبیاؑ کرتے ہیں، سجدہ اب بھی اس کی خاک پر
اپنے بچوں کے لئے، محو فغاں ہیں سیّدہ
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!

گردن شبیرؑ پر، خنجر چلا تھا جس جگہ
سینۂ اکبرؑ میں نیزہ تھا، جہاں ٹوٹا ہوا
گلشنِ زہراؑ کے گل بوٹے، جہاں ہیں جا بجا
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!

ہائے وہ شامِ غریباں، جس میں زینبؑ لُٹ گئی
باپ سے بالی سکینہؑ، بیٹوں سے ماں چُھٹ گئی
اصغرؑ معصوم کا جس دشت میں جھولا جلا

نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!

مرقدِ شبیرؑ پر، ریحانؔ ہوجاتا اگر
کربلا کی خاک پر، ایسے جھکاتا اپنا سر
واحسیناؑ واحسیناؑ، کی رہے لب پر صدا
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم
حسینؑ! یاحسینؑ! حسینؑ! یاحسینؑ!
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو
نوحہ پڑھو ماتم کرو، نوحہ پڑھو ماتم کرو

......☆......☆......

اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

اَلسَّلَام! اَلسَّلَام! اَلسَّلَام! اَلسَّلَام!
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!
اَلسَّلَام غازی میرے اَلسَّلَام
جان و دل قربان تجھ پر، جان حیدرؑ اَلسَّلَام
با روئے سبط پیمبر، جان حیدرؑ اَلسَّلَام

دستِ حیدرؑ عکسِ حیدرؑ، مرضیٔ شبیرؑ ہے
قلبِ زہراؑ کی دعا ہے، عزمِ خیبر گیر ہے
ہے اکیلا مثل لشکر، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

تیرے بازو، ذوالفقار حیدریؑ سے کم نہیں
غیض میں آئے، تو ضربِ حیدریؑ سے کم نہیں
ثانی زہراؑ کی چادر، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

تو ہے قرانِ وفا، تفسیر ہے ایثار کی
موج کے سینے پہ تو نے، داستاں تحریر کی
مشک میں بھر کے سمندر، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

تیرا پرچم، پرچم اسلام بن کر رہ گیا
تیرا بازو، بازوئے ایمان بن کر رہ گیا
ابن مولائے ابوذر، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

تیرا چہرہ تیری آنکھیں، تیرے لب سینہ تیرا
ہو بہو مُشکل کشا کے، رنگ میں ایسا ڈھلا
حیدریؑ ہیں تیرے تیور، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

ہے دعائے زینبؑ سے، تو علمدارِ وفا
اپنا بیٹا مانتی ہیں، خود جناب سیدہؑ
واہ رے تیرا مقدر، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

حشر تک دریا پہ قبضہ کربلا جاگیر ہے
تو حسینیؑ عزم کے قران کی تفسیر ہے
تیرا دشمن ہوگا ابتر جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

ہوگئے بازو قلم، جب مشک زخمی ہوگئی

جانبِ خیمہ، تیری جانے کی ہمت نہ رہی
ہائے عباسؑ دلاور، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

تیری ہیبت، تیری جرات اور یہ تیرا علم
کوئی کھا سکتا نہیں، اب بھی تیری جھوٹی قسم
اے بہادر اور صفدر جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!

نوحہ گر عباسؑ کا ریحانؔ، جو بھی ہو گیا
خوف اُس کو حشر تک فرحان پھر کس کا رہا
شک نہیں ذرہ برابر، جانِ حیدرؑ اَلسَّلَام
اَلسَّلَام غازیؑ! میرے اَلسَّلَام!
اَلسَّلَام اَلسَّلَام اَلسَّلَام اَلسَّلَام

......☆......☆......

جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زندان ہے

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

بابا کے لئے قید میں روتی تھی سکینہؑ
یہ کون ہے کیا نام ہے حاکم نے یہ پوچھا
دربان نے حاکم کو یہ تب جا کے بتایا
اِک بچی ہے رسّی سے گلا دُکھتا ہے جس کا
میں اُس کو جدا کرتا ہوں جب بھائی سے اس کے
وہ خوف زدہ ہو کے یہی کرتی ہے نالے

جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زندان ہے
ارے ظالمو! ستم نہ کرو، لبوں پر رُکی میری جان ہے

بہن کہتی تھی یہ سجادؑ کی، سفارش کرو لعیں سے مری
یہ تم سے مجھے جُدا نہ کرے، میرے حال پر مجھے چھوڑ دے
یہاں تم رہو وہاں میں رہوں، تو بس موت ہی کا امکان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زنداں ہے

پدر اور چچا کے سر ہیں جُدا، میرا بھائی بھی تو مارا گیا
یہ بیمار جو میرا بھائی ہے، یہاں اس کو بھی قضا لائی ہے
جدا ہو کے ہم نہ جی پائیں گے، سزا یہ نہ دو تو احسان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زنداں ہے

اُجالوں میں، میں ہمیشہ رہی، نہ بھائی مجھے کبھی تیرگی
یہ تنہائیاں یہ تاریکیاں، میری عمر سے بڑی سختیاں

میں زخمی بدن میں تشنہ دہن، میری موت کا یہ سامان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زنداں ہے

چلو اب کبھی نہیں روؤں گی، اذیت میں ہوں مگر سوؤں گی
چلو اب رہو گے تُم چین سے، نہ جاگو گے تم میرے بَین سے
مجھے ہے خبر میں روئی اگر تو، ظلم و ستم کا طوفان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زِنداں ہے

طمانچے لگے میں چُپ ہی رہی، گہر چھن گئے میں چُپ ہی رہی
گری اونٹ سے راہِ شام میں، طمانچے ملے ہیں انعام میں
مجھے رونے دو ارے ظالمو! میرا دل بہت پریشان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زِنداں ہے

خدا کیلئے ستم یہ نہ کر، کسی سے نہیں خدا سے تو ڈر
نبیؐ کا اگر تو ہے اُمتی، یہ بے حُرمتی سرِ شاہ کی

خُدارا نہ کر، ارے بدنظر، یہ دین ہے یہ قران ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زِنداں ہے
مجھے ہے خبر نہ جی پاؤنگی، یہاں سے نہ اب میں گھر جاؤنگی
کرے گا نہ اب کوئی بھی مدد، اسی قید میں بنے گی لحد
میرا پیراہن بنے گا کفن، کہ مسکن میرا زِندان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زِنداں ہے
ہے زِنداں وہی، وہی شام ہے، وہاں رات دن، جو کہرام ہے
عزا دار سب ہیں، نوحہ بلب، ہے گریہ کُناں زمینِ عرب
بپا ہر گھڑی ریحانؔ اعظمی، فضا ماتمی بصد شان ہے
جدا نہ کرو مجھے بھائی سے، اندھیرا بہت یہ زِنداں ہے

......☆......☆......

جلتی ہے یہ زمین تُو ننھا سا پھول ہے

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغرؑ تیرے لہو کا ٹھکانا کہیں نہیں
میدان میں گرمی ہے مٹی ہے دھول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین تو ننھا سا پھول ہے
اصغرؑ کی قبر کھود کے روتے رہے حسینؑ
کہتے تھے ہائے لختِ جگر میرے دل کے چین
تیرے لئے حسینؑ بہت دل ملول ہے

گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تو ننھا سا پھول ہے

خیمے کی سمت کس طرح جاؤں میرے پسر
کس طرح تیرے مرگ کی بانوؑ کو دوں خبر
اس کو تیرے بغیر تو مرنا قبول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تو ننھا سا پھول ہے

زخمی ترا گلا ہے لہو پھول سا بدن
خیمے کے در پہ بالی سکینہؑ تری بہن
کہتی ہے تیرے بعد غموں کا نزول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تو ننھا سا پھول ہے

لاشہ ہے اُس کے ہاتھ پہ خوں میں بھرا ہوا
جس کو لبِ فرات بھی پانی نہ مل سکا
جس کے لئے رسولؐ کے سجدے کو طول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تو ننھا سا پھول ہے

اب ہم بھی مرنے جاتے ہیں اے لال الوداع
لاشہ ہمارا ہونا ہے پامال الوداع
بچ جائے دین نانا کا محنت وصول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تو ننھا سا پھول ہے

جھولا جھلانے والی کو کیسے بتاؤں گا
بانوؑ سے اس خبر کو میں کیسے چھپاؤں گا
زینبؑ بھی منتظر ہے جو بنت بتولؑ ہے

گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تُو ننھا سا پھول ہے

اے فوج کبریاؐ کے مجاہد تجھے سلام
کیا شانِ بے زبانی سے تو نے کیا کلام
تاریخِ گفتگو کا انوکھا اصول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تُو ننھا سا پھول ہے

ریحانؔ نوحہ گوئی نے فرحانؔ کردیا
مضبوط اور بھی میرا ایمان کردیا
مٹ جائے ذکر شاہؑ یہ اعدا کی بھول ہے
گویا پسر کی لاش سے سبطِ رسولؐ ہے
جلتی ہے یہ زمین، تُو ننھا سا پھول ہے

......☆......☆......

الوداع! الوداع! الوداع! الوداع!

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

الوداع! الوداع! الوداع! الوداع!
بابا کیسے کہوں، الوداع! الوداع!

آپ جاتے نہیں جان جانے لگی
زندگی مجھ سے دامن چھڑانے لگی
سانس سینے میں رُک رُک کے آنے لگی
اب میرے ساتھ ہیں آہ اور ہچکیاں

کیوں پیوں میں دوا ہوچکی بس شفا
چھوڑ کر مجھ کو میرا مسیحا چلا
ایسا لگتا ہے مجھ سے ہوئے تم خفا
میری ہمجولیاں اب ہیں تنہائیاں

کیسے بہلاؤں دل کچھ تو بولو پدر
قبر سے کم نہیں ہائے اب میرا گھر
موت ہے اب میری آپ کا یہ سفر
بولتی ہے نظر چُپ ہے میری زباں

بھائی اکبؑر چلے اور اصغؑر چلے
مجھ میں اور موت میں کم ہوئے فاصلے
میری جانب بڑھے درد کے قافلے
آخری بار اکبؑر سنا وو اذاں

کون جاتا ہے بیمار کو چھوڑ کر
ہاتھ رکھتے ہیں بیمار کی نبض پر
اُس کی دل جوئی کرتے ہیں شام و سحر
رکھتے ہیں ٹھنڈے پانی کی بھی پٹیاں

کم سے کم ننھے اصغؑر کو یہاں چھوڑ دیں
سانس کی ٹوٹتی ڈوریاں جوڑ دیں
موت کا رخ میری سمت سے موڑ دیں
اور کچھ روز جی لوں گی میں ناتواں

لو مرے گھر سے رخصت اُجالا ہوا
جاتا ہے بھائی نازوں کا پالا ہوا
رنج اس بات سے ہے وو بالا ہوا
تم رہو گے وہاں میں رہوں گی یہاں

ہائے بابا مرے دن یہ گری کے ہیں

ساتھ بچوں کا ہے یہ سفر نہ کریں
یا تو پھر ساتھ مجھ کو بھی لے کے چلیں
کہہ رہا ہے یہی اب تو اشک رواں

دن تو کٹ جائے گا شب نہ کٹ پائے گی
آپ کے ہجر میں نیند کب آئے گی
نیند آئی تو وہ موت بن جائے گی
روئے گا میری غربت پہ اب آسماں

آپ کی بابا گھر سے سواری چلی
دم کروں آپ پر بابا نادِ علیؑ
میں دعائے سفر بھی پڑھوں گی ابھی
میرا کیا ہے خدا ہے میرا مہرباں

نوحہ فرحانؔ صغراؑ کے لب پہ یہ تھا
منہ کو آنے لگا ہے کلیجہ میرا
ہوگیا خالی کیسا بھرا گھر جو تھا
ہائے ریحان میں بھی ہوں نوحہ کناں

الوداع الوداع الوداع ۔ الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

......☆......☆......

ہائے علی اکبرؑ! ہائے علی اکبرؑ! ہائے علی اکبرؑ!

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

ہائے علی اکبرؑ! ہائے علی اکبرؑ! ہائے علی اکبرؑ!

جانِ پدر کشتۂ تلوار، علی اکبرؑ
ہائے علی اکبرؑ! ہائے علی اکبرؑ
ماہِ منم شیر جگر دار، علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ!

حُسن رُخت ماہِ فلک، سیم تنت رشک ملک
لعل لبت خندۂ گل، اے گل گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

دولت بیدار مَن است، اندک بسیار مَن است
داروٴ آزار مَن است، اے گل گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

داغم تو نالۂ کُشم، از پئے تو گریہ کنم
اے پسرم اے پسرم، اے گل گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

آہ پسر رَفت کُجا، گم زِ نظر رفت کُجا
زور کَم رفت کُجا، اے گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

بندۂ راضی بہ رَضا، شُد ہدفِ جَور و جَفا
قتل عُدو گرو تو را، اے گل گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

گریۂ لیلیٰؑ پۓ تو، اشکِ سکینہؑ پۓ تو
نوحہ صُغراؑ پۓ تو، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

تو سروسامانِ مَن است، تو پسرم جانِ مَن است
حسرت وارمان مَن است، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

تیرہ جہاں در نظرم، زخم زدہ در جگرم
آہ چہ شُد اے پسرم، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

کُن سُخن آواز بے کُن، از بست آواز بے کُن
قتل دلم باز بے کُن، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

اے کہ تو لختِ جگرم، اے کہ تو رشکِ قمرم
اے کہ تو نورِ نظرم، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

حیف در آں دشتِ بلا، شکلِ رسولؐ دُوسرا
کُشتہ شُد از جَور وجفا، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علیؑ اکبرم، ہائے علیؑ اکبرم، ہائے علی اکبرؑ

نوحۂ حرمانِ کُند، گریۂ طُغیان کُند
آہ چہ ریحان کُند، اے گُلِ گلزار علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

ماہ منم، شیر جگر دار، علی اکبرؑ

ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ

امّاں میں آئی ہوں، امّاں میں آئی ہوں

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

امّاں میں آئی ہوں، امّاں میں آئی ہوں
امّاں میں آئی ہوں، امّاں میں آئی ہوں
تیری قبر پہ امّاں دردِ جگر سُناؤں، یہ خوں بھرا کرتا کیسے تجھے دکھاؤں

امّاں یہ ایک کُرتا سامان میں بچا ہے
امّاں میرے اُخی کا کُرتا لہو بھرا ہے
مرقد میں اس کو رکھ لو سوغات شام سمجھو
تم اس کو پیار کرلو آنکھوں سے میں لگاؤں

امّاں لباس کُہنہ مانگا تھا جب اخی نے
امّاں مجھے تھا مارا اُس وقت زندگی نے
میں تو سمجھ گئی تھی مرنے چلا ہے بھائی
وہ داستاں سُنا کر میں خود ہی مر نہ جاؤں

امّاں تمہارا گُلشن کرب و بلا میں اجڑا
امّاں تمہارا کُنبہ سہہ روز رہا پیاسا
خیمے جلے ہیں امّاں لوٹی گئیں ردائیں
میں داستاں سفر کی کیا کیا تمھیں بتاؤں

امّاں میری ردا کا ضامن جو اِک جریؑ تھا
امّاں وہ میرا بھیّا جو عکسِ حیدریؑ تھا
بازو قلم تھا اُس کا غم کو بھی تھا غم کا اُس کا
اُس خوں بھرے علم کو پلکوں سے میں اُٹھاؤں

امّاں وہ شام والے نانا کے اُمتّی وہ

امّاں قسم خدا کی تھے اس قدر شقی وہ
بچوں پہ ظلم کرکے خوشیاں منا رہے تھے
راہوں میں مرنے والے بچے کہاں سے لاؤں

امّاں تمہاری بیٹی وہ کام کر کے آئی
امّاں وہاں بھی میں نے فرش عزا بچھائی
کہتے ہیں جس کو زِنداں اُس کی زمیں تھی حیراں
خود کہہ رہا تھا زِنداں فرش عزا بچھاؤں

امّاں میں تھک گئی ہوں سینے سے اب لگا لو
امّاں مجھے خُدارا پہلو میں تم سُلا لو
ٹکڑے جگر ہے میرا کیسا سفر ہے میرا
تم ہی بتاؤ امّاں کب تک میں چلتی جاؤں

امّاں سے بنتِ حیدرؑ رو رو کے کہہ رہی تھی
امّاں سنو وہ منظر جب قیدی میں بنی تھی
ریحانِ قبرِ زہراؑ کرنے لگی تھی نوحہ
فرحان کس طرح سے وہ نوحہ میں سُناؤں

......☆......☆......

وطن میں لوٹ کے آتے ہیں سیّدِ ابرارؑ

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

کسی نے آ کے مدینے میں عام کی یہ خبر
سفر سے آتے ہیں ابن بتولؑ لوٹ کے گھر
ہیں ساتھ اکبرؑ و عباسؑ قاسمؑ و اصغرؑ
سوار شان سے ہیں بی بیاں بھی اُونٹوں پر
خوشی مناؤ مدینے میں آرہی ہے بہار
وطن میں لوٹ کے آتے ہیں سیّدِ ابرارؑ

گھروں کو اپنے سجاؤ حسینؑ آتے ہیں
سبیلیں آج لگاؤ حسینؑ آتے ہیں
چراغ گھر میں جلاؤ حسینؑ آتے ہیں
خبر یہ سب کو سناؤ حسینؑ آتے ہیں
وہ آرہے ہیں وہ تجھے بھی ساتھ لائیں گے
وہ سب سے پہلے مزارِ نبیؐ پہ جائیں گے

یہ سُن کے گھر سے نکل آئے مرد و زن سارے
کہ آرہے ہیں خداؑ اور رسولؐ کے پیارے
وطن میں آتے ہیں زہراؑ کی آنکھ کے تارے
کتابِ حق کے مدینے میں آتے ہیں سارے
سہیلیوں نے خبر دی یہ جا کے صغراؑ کو
چل اُٹھ کے دیکھ لے صغراؑ تو اپنے بھیا کو

پکاری صغراؑ کہ دن عید کا نصیب ہوا

لو میری سمت بھی مائل میرا طبیب ہُوا
خوشی کا کوئی تو لمحہ میرے قریب ہوا
مگر یہ سانحہ صغراؑ پہ کیا عجیب ہوا
بشیر خاک اُڑا کر صدا یہ دیتا تھا
حسینؑ مارے گئے سیدہؑ کا گھر اُجڑا

مدینے والو ! مدینے پہ چھا گئی ہے خزاں
گھروں میں چین سے بیٹھے ہوئے ہو آج کہاں
زمین کرتی ہے ماتم فلک ہے محوِ فغاں
رسولؐ گریہ کناں، فاطمہؑ ہیں اَشک فشاں
محلّۂ بنی ہاشم میں سوگ طاری ہے
لبوں پہ ہائے حسینا کا ورد جاری ہے

پکاری صغراؑ یہ کس طرح آئی ہو امّاں
کہاں ہیں بھائی ہمارے کہاں ہیں بابا جاں
پھوپھی کے شانوں پہ کیوں ہیں رسن کے داغ عیاں
کہاں ہے اصغرؑ بے شیر اور سکینہؑ کہاں
چچا کے ہوتے ہوئے کس طرح یہ حال ہوا
شہید، کرب و بلا میں علیؑ کا لال ہوا

ضعیف کون ہے امّاں جو ساتھ چلتا ہے
کبھی وہ گرتا ہے گر کر کبھی سنبھلتا ہے
بتاؤ جلد کہ سینے سے دم نکلتا ہے
مجھے خبر نہ تھی کہ وقت یوں بدلتا ہے
نبیؐ کے لال کو امّت نے قتل کر ڈالا
قصور کیا تھا کہ مارا گیا میرا کنبہ

پکاری بانوؑ یہ بوڑھا ہے سیّد سجادؑ
ہوئی ہے اس پہ بھی بعدِ حسینؑ وہ بیداد

یہ رو رہا ہے اُنہی منظروں کو کر کے یاد
کوئی نہیں تھا جو سُنتا غریب کی فریاد
دوا کے بدلے اسے تازیانے لگتے تھے
جو نیند آتی تو اَعدا جگانے لگتے تھے

سناں کلیجے پہ کھا کر گزر گئے اکبرؑ
ستم کے تیر سے مارے گئے علیؑ اصغرؑ
گلوئے سبطِ پیغمبرؐ پہ چل گیا خنجر
پھوپھی کے سر سے اُتاری لعین نے چادر
شہید ہوگئے عباسؑ ہم اسیر ہوئے
امیر باپ کے بچے سبھی فقیر ہوئے

ریحان صغراؑ کو غش آگیا سنبھل نہ سکی
نبیؐ کے روضے سے فرحان یہ صدا گونجی
لحد سے نکلی ہے لوگوں رسولؐ کی بیٹی
چلی مزارِ پدر پر یہی وہ کہتی ہوئی
بتولؑ پُرسے کو مرقد پہ آئی ہے بابا
اُجڑ گیا میرا کنبہ دُہائی ہے بابا

دُہائی ہے بابا، دُہائی ہے بابا، دُہائی ہے، بابا دُہائی ہے بابا

......☆......☆......

آئے ہیں اگر آپ تو رُک جایئے بابا

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

ہئے شام غریباں! ہئے شام غریباں!
ہئے شام غریباں! ہئے شام غریباں!
آئے ہیں اگر آپ تو رُک جایئے بابا
گھر جل گیا میں کیا کروں فرمایئے بابا

اب آئے ہیں جب فوج خُدا سو گئی رن میں
جب خوں بھرا پرچم ہے علمدارؑ کا بن میں
سینے سے علم غازیؑ کا لپٹایئے بابا

میدان میں لاشہ ہے میرے بھائی کا عُریاں
پوشاک میرے بھائی کی ہے خون میں غلطاں
للّٰہ کفن بھائی کو پہنایئے بابا

عابدؑ کو بچا لائی ہوں جلتے ہوئے گھر سے
گو شمر لعیں لے گیا چادر میری سر سے
سر پہ میرے عمامے کو پھیلایئے بابا

بابا مجھے جانا ہے ابھی قید ستم میں
ہونا ہے اضافہ ابھی کچھ اور بھی غم میں
دم نادِ علیؑ بازو پہ کر جایئے بابا

بابا میں بہت تڑپی ہوں شبیرؑ کے غم میں
دل ٹکڑے ہے بابا میرا غازیؑ کے الم میں
ماتم کروں یہ ریسماں کھلوایئے بابا

بابا میں رسن بستہ سوئے شام چلی ہوں
لگتا ہی نہیں مجھ کو کہ میں بنتِ علیؑ ہوں
ہمراہ نجف اب مجھے لے جایئے بابا
کرتے ہیں سوالات فرشتے جو لحد میں
اب دیر نہ لللہ کریں آپ مدد میں
ریحان کی تُربت میں چلے جایئے بابا
رک جایئے بابا نہ جایئے بابا
رُک جایئے بابا نہ جایئے بابا

......☆......☆......

اے علقمہ کی موجوں خاموش کیوں ہو بولو

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

علقمہ! علقمہ! علقمہ! علقمہ!
اے علقمہ کی موجوں خاموش کیوں ہو بولو
کیا رازِ تشنگی تھا کچھ تو زبان کھولو
جس کا جوان بھائی مارا گیا ہو بَن میں
بے گور و بے کفن ہوں بچے بھی جس کے رن میں
زندہ وہ کس طرح ہے اُس کے ہی دل سے پوچھو
غازیؑ کے غم میں بچے رو رو کے سو چکے ہیں
آنکھوں میں میری آنسو سب خشک ہو چکے ہیں
عباسؑ کے علم سے تم ہی لپٹ کے رُو لو
کوزے زمیں پہ رکھ کر بے آس ہوگئی ہے

یعنی سکینہؑ اب تو پانی سے ڈر رہی ہے
پانی کے نام سے بھی ڈرتی ہے اب وہ دیکھو

بازو قلم ہوئے ہیں دریا پہ جس جری کے
سیدانیاں جمع ہیں اُس کے علم کے نیچے
مشکِ سکینہؑ کوئی اُس کے علم سے کھولو

دو نیم ہوگئی ہے غم سے کمر ہماری
کہتے تھے شاہِ والا غازی میں تجھ پہ واری
حسرت ہے یہ ہماری اِک بار بھائی کہہ دو

زینبؑ پکارتی ہیں میری ردا کا ضامن
دریا پہ سوگیا ہے گزریں گے کس طرح دن
اے بیبیوں اب اپنی چادر سے ہاتھ دھولو

ہر موج کہہ رہی تھی ساحل پہ کرکے ماتم
تر ہوگیا لہو سے عباسؑ تیرا پرچم
اے آسماں کے تارو دامن کو تم بھگو لو

ہر سُو بپا ہے ماتم ہر دل تڑپ رہا ہے
اِک شیر علقمہ کی گودی میں سو رہا ہے
سویا ہوا ہے تھک کر آہستگی سے بولو

کہتا تھا فضل رو کر اے میرے بابا جاں
رہنے نہ دوں گا لاشہ اعدا کے درمیاں
میں آرہا ہوں بابا للّٰہ تم نہ روکو

غازیؑ کے بعد شہہؑ کے بچوں کا حال کیا تھا
کوئی بلک رہا تھا کوئی تڑپ رہا تھا
غازیؑ کے یہ مصائب ریحان تم بھی لکھو

......☆......☆......

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

جب آخری رخصت کو چلے سید والاؑ
ہمشیرؑ کو دخترؑ کو بھی اللہ کو سونپا
پھر روتے ہوئے اسپ وفادار سے بولے
آ تو بھی وِدا بے کس و مظلومؑ سے ہو لے

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

مانا کہ بہت زخم ہیں تیرے بھی بدن پر
اصغرؑ کی طرح پیاسا ہے میری طرح مضطر
یہ آخری خدمت ہے ادا کر پئے حیدرؑ
گردن پہ میری شمر کی چلنے کو ہے تلوار

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

تو تو میرے ناناؐ کی سواری میں رہا ہے
اب تجھ سے بچھڑنے کا مجھے رنج بڑا ہے
پر کیا کروں محضر میں میرا نام لکھا ہے
راکب تیرا مرنے کو چلا ہے میرے رہوار

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

جب گرنے لگوں زین سے مقتل کی زمیں پر
جب مجھ پہ برسنے لگیں ہر سمت سے پتھر
اور شمر لعیں تن سے جدا کرنے لگے سر
زینبؑ نہ کہیں دیکھ لے بن جائیو دیوار

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

جب بعد میرے پوچھے اگر مجھ کو سکینہؑ
اے اسپ وفادار تسلی اسے دینا
بیٹیؑ سے میرے قتل کا احوال نہ کہنا
کہنا کہ بہت تھک کے وہیں سو گئے سرکار

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

عابدؑ ہے میرا غش میں اسے جا کے جگانا
کہنا کہ تمہیں بار امامت ہے اٹھانا
زنجیر پہن کر تمہیں تا شام ہے جانا
آقاؑ نے بنایا ہے تمہیں قافلہ سالارؑ

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

لاشہ میرا پامال کریں گے یہ ستمگر
مارے گا کوئی تیر کوئی پھیرے گا خنجر
رہنے نہیں دیں گے میرا ملبوس بدن پر
تڑپے گا سر نہر میرا بھائی علمدارؑ

اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

یہ سن کے تڑپنے لگا کہنے لگا روکر
بہتر ہے کہ جاں دے دوں میں کفار سے لڑکر
اے کاش کے چل جائے میرے حلق پہ خنجر
میں آپؑ پہ جاں دینے کو تیار ہوں سو بار

اے سید ابرارؑ، اے سید ابرارؑ

کس منہ سے مدینے کی طرف جاؤں گا آقاؑ
باباؑ ہیں کہاں پوچھے گی جب فاطمہ صغراؑ
سر شرم سے جھک جائے گا اس وقت تو میرا
ہوجاؤں گا عباسؑ کی مادرؑ سے شرم سار

اے سید ابرارؑ، اے سید ابرارؑ

دیں حکم تو اس فوج ستمگر کو کچل دوں
نقشہ میں ذرا دیر میں مقتل کا بدل دوں
ہر ایک ستمگار کو پیغام اجل دوں
اے ابن علیؑ حکم ہے بس آپؑ کا درکار
اے سید ابرارؑ، اے سید ابرارؑ

یہ سن کے ہوئیں تر میرے مولاؑ کی نگاہیں
گردن میں بڑے پیار سے پھر ڈال دیں باہیں
اور اسپ وفادار بھی بھرنے لگا آہیں
مولاؑ نے کہا جا تیرا اللہ مدد گار
اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

ہاں دیکھ میرے بعد اگر خیمے میں جانا
یہ چھینٹے لہو کے میری زینبؑ سے چھپانا
کہہ دینا ہرا زخم ہوا کوئی پرانا
زینبؑ ادھر آئے تو نہ لانا اسے زنہار
اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

اب حشر میں ہم تجھ سے ملاقات کریں گے
مقتل میں بسر آج سے دن رات کریں گے
ہم خلد ناناؐ سے تیری بات کریں گے
روئیں گے تجھے دیکھ کے سب میرے عزا دار
اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

ریحان نظر آتی ہے جب شہؑ کی سواری
آنکھوں سے عزا داروں کے خوں ہوتا ہے جاری
کہتے ہیں کہ قربان ہوجاں تجھ پہ ہماری
دیکھا نہیں تجھ جیسا کوئی شاہؑ کا غمخوار
اے اسپ وفادار، اے اسپ وفادار

آیئے مولاؑ، آیئے مولاؑ، لشکر حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

گھڑیاں انتظار کی تمام ہوچکیں
ظلم وجور کی فضائیں عام ہوچکیں
آپؑ کے ظہور کی جو تھیں نشانیاں
رونما وہ سب ہر ایک گام ہوچکیں
دیر ہو چکی صاحب الزماںؑ، لشکر حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

دے رہے ہیں کب سے العجل کی ہم صدا
بھیجتے ہیں ہر برس عریضے اور دعا
موج کو بنالیا ہے اپنا نامہ بر
جانتی ہے موج ہی تو آپؑ کا پتہ
آپؑ کے لئے ہم تڑپتے ہیں، لشکر حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

مسجدیں پکارتی ہیں ہر نماز میں
بارگاہیں ڈھونڈتی ہیں ہر گھڑی تمہیں
مجلسوں میں پڑھتے ہیں دعائے ناحیہ
آرزو ہے اس صدی میں تم کو دیکھ لیں
دور ختم ہو اب یہ غیب کا، لشکر حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

انتظار عدل ہے عدالتوں کو بھی
آپؑ آخری امامؑ بارہویں علیؑ
آپؑ آیئے تو دل کو چین آئے گا
آپؑ ہی کے انتظار میں ہے زندگی
تیغ حیدری آپؑ لائیں گے، لشکر حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

ہیں لباس دین میں مخالف عزا
بیچنے لگے خطیب ذکر کربلا
پارا پارا کردیا ہے اتحاد کو
مجلسوں سے ہے نماز کا مقابلہ
وارثِ عزا دیر نہ لگا، لشکرِ حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

پڑھتے ہیں نماز شہہؑ کے سارے ماتمی
ذکر ہے نماز کا تو مجلسوں میں بھی
سجدۂ حسینؑ کا جسے خیال ہے
جانتا ہے منزلت کو وہ نماز کی
اس تفرقے کو مٹایئے، لشکرِ حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

پاش پاش آپؑ کا بھی دل ہے یا امام
یاد آپؑ کو بھی ہے وہ کربلا کی شام
جب رِدائیں بیبیوں کے سر سے چھن گئیں
جل رہے تھے جس گھڑی حسینؑ کے خیام
پُرسا لیجئے ہر شہیدؑ کا، لشکرِ حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

رِس رہا ہے خون اب بھی جس کے کان سے
وہ سکینہؑ قید سے نہ آئی لوٹ کے
قید شام میں لحد ہے اسؑ کی آج بھی
آتی ہے صدا یہ آج اسؑ کی قبر سے
ظالموں سے اب انتقام لیں، لشکرِ حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

انتقام شاہؑ کربلا کا لیں گے آپؑ
مجلسوں میں ذکر کربلا کریں گے آپؑ
ماتم حسینؑ کے عروج کے لئے
اپنے جدؑ کے حال کا نوحہ پڑھیں گے آپؑ
غازیؑ کا علم ہوگا ہاتھ میں، لشکرِ حسینؑ بن کے آیئے مولاؑ

استغاثہ ہے ریحان اعظمی میرا
بارگاہ آخر الزماںؑ میں اے خدا
لشکر امامؑ میں ہوں سارے ماتمی
فرحان مجلس حسینؑ میں کرے دعا
جلد آیئے وارثؑ عزا، لشکر حسین بن کے آیئے مولاؑ
کرم ہے مولاؑ

......☆......☆......
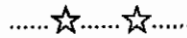
ہئے شام کی گلیاں آئیں ہیں

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

شام، ہائے شام، ہائے شام، ہائے شام
شام، ہائے شام، ہائے شام، ہائے شام
ہئے شام کی گلیاں آئیں ہیں
ہئے شام کی گلیاں آئیں ہیں
نیزوں پہ شہیدوں کے سر ہیں، بیمار بھی چلتا جاتا ہے
ہئے شام کی گلیاں آئیں ہیں
ہئے شام کی گلیاں آئیں ہیں
زنجیر الجھ کر پیروں سے، کہتی ہے یہ غم کے ماروں سے
کچھ دیر میں پتھر برسیں گے
اس شہر کے بالا خانوں سے سجادؑ کا دل گھبراتا ہے
بے گھر ہیں مسافرؑ بے چادر، ہے کتنی اذیت کا یہ سفر

بازو ہیں بندھے ماںؑ بہنوںؑ کے
سر باپؑ چچاؑ کے خون میں تر بیمارؑ بہت شرماتا ہے
اک رسی ہے اور بارہ گلے، یہ قافلہ آخر کیسے چلے
جلتی ہے زمیں کانٹوں سے بھری
رونے لگے پیروں کے چھالے خوں زخموں سے رستا جاتا ہے
کوٹھوں پہ تماشائی ہیں کھڑے، اور شام کے بام و دَر ہیں سجے
امت ہے نبیؐ کی چار طرف
پڑھتی ہے نبیؐ زادیؑ خطبے اور اشک فلک برساتا ہے
دربار کا دَر نزدیک آیا، بازار ستم اب ختم ہوا
کچھ دیر اسیروںؑ کو روکو
یہ حکم یزیدی ہے آیا دربار سجایا جاتا ہے
دربار ستم کی آرائش اور تخت لعیں کی زیبائش
جب ہوچکی پوری تب جاکر
بدکار نے کی یہ فرمائش، منایا جاتا ہے
باپردہ کنیزیں بیٹھی ہیں، سیدانیاںؑ ساری روتی ہیں
فضہؑ کو بناکر جب پردہ
زہراؑ کی بیٹیاںؑ چھپتی ہیں سجادؑ کو غش آجاتا ہے
ظالم نے عجب یہ کام کیا، زینبؑ کا اچانک نام لیا
گھبرا کے علیؑ کی بیٹیؑ نے
ہاتھوں سے جگر کو تھام لیا عابدؑ کو جلال آجاتا ہے
زنجیر چٹخ کر ٹوٹ گئی، بیمارؑ نے اک انگڑائی جو لی
دربار ستم میں شور اٹھا
کیا آج نجف سے آئے علیؑ یا وقت قیامت آتا ہے
دربار سے جب زنداں میں گئے، سجادؑ پھپھیؑ سے کہنے لگے

یہ کیسا اندھیرا زِنداں ہے
یاں زندہ رہیں گے ہمؑ کیسے دل میرا ڈوبا ہوتا ہے
زنداں میں سکینہؑ نے پوچھا، گھر جائیں گے ہم کس دن بھیاؑ
یا اور کوئی باقی ہے ستم
گھٹتا ہے یہاں تو دم میرا اب سانس اکھڑتا جاتا ہے
ریحان فغاں تھی عابدؑ کی، دیکھے نہ مصیبت ایسی کوئی
جو ہمؑ نے مصیبت دیکھی ہے
دیکھی نہ مصیبت نے بھی کبھی وہ وقت مجھے تڑپاتا ہے
کرم ہے مولاؑ

......☆......☆......
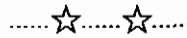
ہائے کمر توڑ گئے، بھائی کمر توڑ گئے

(فرحان علی رضوی، انجمن ضرب حیدری)

ہائے کمر توڑ گئے
بھائی کمر توڑ گئے
تنہا ہمیں دشت میں کیسے بھلا چھوڑ گئے
ہائے کمر توڑ گئے، بھائی کمر توڑ گئے
دے گئے ہو اتنے غم، جی سکیں گے کیسے ہم
ہوگیا کیسا ستم غم سے کمر ہے یہ خم
گزری میرے دل پہ، کیا کیسے بتاؤں تجھے
دے گئے ہو اتنے غم، جی سکیں گے کیسے ہم
ہوگیا کیسا ستم، غم سے کمر ہے یہ خم
گزری میرے دل پہ کیا، کیسے بتاؤں تجھے
تم تو علمدار تھے، بھائیؑ کے غمخوار تھے

کتنے وفادار تھے فوج کے سالار تھے
اب یہ علم فوج کا ہمؑ بھلادیں گے کیسے

دوں میںؑ کسے اب صدا رن میں ہوں تنہا کھڑا
وقت اجل آگیا، خشک ہے میرا گلا
چلنے کو تلوار ہے، خشک گلے پر مرے

بعد میرے ہوگا کیا، یہ نہیں تجھ کو پتہ
سبؑ کے سروں سے ردا، لوٹیں گے یہ اشقیا
فوج ستم باندھے گی، اہل حرمؑ کے گلے

آنکھ میں خوں ہے بھرا تیر ہے ایسا لگا
ہوگئے بازو جُدا سر بھی دوپارا ہوا
بھائی یہ حالت تری جینے نہ دے گی مجھے

تیغ تلے شاہؑ دیں سجدے میں رکھ کر جبیں
کہتے تھے سن اے زمیں اب میرا کوئی نہیں
وہؑ جو تھے بازو میرے نہر پہ کاٹے گئے

تیرے سہارے بہنؑ چھوڑ کے آئی وطن
بھر گیا لاشوں سے بن لاشیں ہیں سب بے کفن
کس کو پکارے بہنؑ سر سے جو چادر چھنے

بالی سکینہؑ میری جو ہے تیری لاڈلی
مشک تجھے دے چکی در پہ ہے اب بھی کھڑی
نہر کو تکتی ہے وہ ہاتھ میں کوزا لیے

جی کے کروں کیا میںؑ اب ہوگیا ایسا غضب
جیتے تھے جس کے سبب جانے ملیں گے وہ کب
قتل کریں گے عدو تنہا ہمیں دیکھ کے

نوحہ ریحان میں لہجہ فرحان میں
درد کے عنوان میں اشکوں کے طوفان میں
سنتے ہیں اہل عزا نالے یہ شبیرؑ کے

دستِ خدا لسانِ خدا عینِ کبریا

سلام: کاشف زیدی

کوفے پہ ہر اک سمت گھٹا غم کی چھائی ہے
جنّت کی راہ عشقِ علیؑ نے دکھائی ہے
لیکن غمِ حسینؑ کی رہنمائی ہے

دستِ خدا لسانِ خدا عینِ کبریا
جز مرتضٰی سند یہ بھلا کس نے پائی ہے
وہ مظہرِ خدا بھی ہیں نفسِ رسولؐ بھی
مولائے کائنات ہیں اُن کی خدائی ہے
اتری انہی کے واسطے میداں میں ذوالفقار
ہر منکرِ خدا سے انہی کی لڑائی ہے
مسجد میں روزہ دار پہ شمشیر چل گئی
کوفے پہ ہر اک سمت گھٹا غم کی چھائی ہے
جبرئیل رو رہے ہیں فلک اشکبار ہے
ضربت علیؑ نے مسجدِ کوفہ میں کھائی ہے
آتا نہیں ہے زینبؑ و کلثومؑ کو قرار
لب پر حسنؑ حسینؑ کے یارب دہائی ہے
مرقد میں خاک اُڑاتے ہیں زہراؑ و مصطفٰیؐ
غم میں علیؑ کے نوحہ کناں زہرا جائی ہے
عباسؑ کہہ رہے ہیں یہ صدمہ اُٹھے گا کیوں
زخمی علیؑ ہوئے کہ اجل مجھ کو آئی ہے
کہتے ہیں بابِ علمِ خدا اور نبیؐ جسے
ریحان نے جبیں اُسی در پہ جھکائی ہے

جس کے نصیب میں بھی درِ بوترابؑ ہے

سلام: کاشف زیدی

جس کے نصیب میں بھی درِ بوتراب ہے
اُس کے لئے دعائے رسالت مآب ہے

نہج البلاغہ دیکھ کے نصیری نے یہ کہا
قران کے جیسی میرے خدا کی کتاب ہے

آیا شباب جس گھڑی اکبرؑ پہ بولی ماں
یہ ہو بہو رسولؐ خدا کا شباب ہے

جس کی دعا میں واسطہ ابنِ علیؑ کا ہو
وہ بارگاہِ رب میں دعا مُستجاب ہے

خنجر تلے حسینؑ کو پانی تو دے لعین
پانی پلانا یوں بھی تو کارِ ثواب ہے

عباسؑ کے علم کو سلامی دیا کرو
سب پرچموں میں رب کا یہی انتخاب ہے

باغِ بتولؑ کا ہے ہر اک پھول منفرد
ان میں مگر حسینؑ تو مثلِ گلاب ہے

میں لڑکھڑا گیا بھی تو جنّت میں جاؤں گا
میری رگوں میں حُبِّ علیؑ کی شراب ہے

عباسؑ بولے اذاں وغا مل گیا اگر
پھر لشکر یزید کا یوم حساب ہے

اصغرؑ کی بے زبانی نے ایسا رجز پڑھا
خوش بے زباں کے عزم سے اُم ربابؑ ہے

دریا کنارے جل گئے خیمے حسینؑ کے
نہرِ فرات شرم سے خود آب آب ہے
ریحانؔ دیکھتا ہوں کہ تعبیر کیا ملے
آنکھوں میں کربلا کی زیارت کا خواب ہے

......☆......☆......

شورِ ماتم ہے بپا، شہؑ کے عزاداروں میں

سلام: کاشف زیدیؔ

شورِ ماتم ہے بپا، شہؑ کے عزاداروں میں
عرش اور فرش بھی شامل ہوئے غم خواروں میں
فاطمہؑ آ گئیں پُرسے کی طلب میں دیکھو
فرشِ مجلس پہ نبیؐ خود ہیں طلب گاروں میں
ماں نے اکبرؑ کو روانہ کیا سوئے مقتل
دل تو دیکھو کہ جگر رکھ دیا تلواروں میں
سُرخ ہوتی ہی رہی شام کی ساری دھرتی
خون روتے رہے سجادؑ جو بازاروں میں
ایسا لگتا تھا کہ شمشیرِ علیؑ چلتی ہے
خطبہ زینبؑ نے دیا اس طرح درباروں میں
قید ہو کر جو چلی مادرِ اکبرؑ تو کہا
تجھ کو میں چھوڑ دوں کس طرح ستم گاروں میں
دھوپ میں لاشۂ شبیرؑ تھا ماں کہتی تھی
عمر بھر تڑپے گی ماں درد کے انگاروں میں

واسطہ اُس کا اگر دیں تو شفا ملتی ہے
مثلِ عابدؑ کوئی بیمار ہے بیماروں میں
ہے قلم جس کا امانت درِ حیدرؑ کی فقط
تو بھی ریحان ہے اُن چند قلم کاروں میں

......☆......☆......

جس کی نظروں میں غمِ کرب و بلا رہتا ہے

سلام: کاشف زیدی

جس کی نظروں میں غمِ کرب و بلا رہتا ہے
سر پہ اس کے علمِ شیرِ خدا رہتا ہے
ذکرِ شبیرؑ کی تاثیر تو دیکھے دنیا
شاملِ ذکر سرِ عرشِ خدا رہتا ہے
شام کا نام سرِ شام نہ لو عابدؑ سے
صبح تک زخم کلیجے کا ہرا رہتا ہے
ہند کہتی تھی بتاؤ کہ یہ بیمار ہے کون
جس کا سر شرم سے ہر وقت جھکا رہتا ہے
آؤ شبیرؑ کی مجلس میں خود آکر دیکھو
رونے والوں پہ درِ خُلد کھلا رہتا ہے
ساری بستی کی حفاظت کے لئے کافی
اک علم یہ جو مرے گھر پہ سجا رہتا ہے
کیا کریمی ہے کہ سر کٹ کے سرِ نیزہ بھی
امّتِ جَد کے لئے محوِ دعا رہتا ہے

آنکھ روتی ہے تو دُھل جاتے ہیں داغِ عصیاں
معجزہ یہ بھی سرِ فرشِ عزا رہتا ہے
پانی کو دیکھ کے کہتی تھی سکینہؑ ٹھہرو
یہیں نزدیک کہیں میرا چچا رہتا ہے
ذکر شبّیرؑ کا یہ فیض ہے کیسا ریحان
ذکر تیرا بھی سرِ فرشِ عزا رہتا ہے

......☆......☆......

بے کفن بھائی کا چہلم کرنے آئی ہے بہن

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

بے کفن بھائی کا چہلم کرنے آئی ہے بہن
پھول اشکوں کے کفن چادر کا لائی ہے بہن
دیکھ اے مظلوم بھائی اے میرے بے سر حسینؑ
سر تیرا قید ستم سے ساتھ لائی ہے بہن
تیری مجلس کی بنا میں ڈال آئی شام میں
تجھ پہ رونے کے لئے زِنداں سے آئی ہے بہن
کہتی تھی عباسؑ کے لاشے پہ آ کے نوحہ گر
بھائی تیرے بعد تو خوں میں نہائی ہے بہن
میں نے ترے حلق پہ چلتی ہوئی دیکھی تھی تیغ
دل جگر زخمی ہیں سب غم کی ستائی ہے بہن
لاشۂ شبیرؑ سے آتی تھی یہ پیہم صدا
یوں نہ رو تیرے لئے مغموم بھائی ہے بہن

کربلا سے شام تک میں ساتھ تھا تیرے بہن
چوٹ جو تیرے لگی وہ میں نے کھائی ہے بہن

لاشۂ عباسؑ تڑپا دیکھ کر یہ حالِ زار
نیل شانوں پر لئے جس وقت آئی ہے بہن

بھائی سے کہتی تھی تیرے عابدؑ بیمار کو
تیرا لاشہ دفن کرنے ساتھ لائی ہے بہن

لاشۂ شبیرؑ سے آواز آتی تھی ریحان
اماں میری لاش پہ رونے کو آئی ہے بہن

......☆......☆......

عابدؑ نے ایسے طوق گراں بار کاٹ دی

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

عابدؑ نے ایسے طوق گراں بار کاٹ دی
سائے نے جیسے دھوپ کی دیوار کاٹ دی

دیکھا بوقت عصر یہ سورج نے معجزہ
پیاسے گلے نے شمر کی تلوار کاٹ دی

بیعت کا اک سوال تھا جس کے جواب میں
نعلینِ شہہؑ نے کفر کی دستار کاٹ دی

ابن ابوترابؑ نے لے کر علیؑ کا نام
صبر و سکوں سے جادۂ پُر خار کاٹ دی

گردن میں جب بھی دین کے باندھی گئی رسن
نسل ابوتراب نے ہر بار کاٹ دی

اک تیر آرہا تھا جو شبیرؑ کی طرف
اصغرؑ نے بڑھ کے تیر کی رفتار کاٹ دی

اک بے ادب نے نام جو زینبؑ کا لے لیا
زینبؑ نے اس کی قوتِ گفتار کاٹ دی

اے کلمہ گو رسولؐ کے، اکبرؑ کو مار کے
تو نے شبیہِ احمدِؐ مختار کاٹ دی

تو منکرِ حسینؑ جیا بھی تو کیا جیا
تو نے تمام عمر تو بیکار کاٹ دی

یلغار کرنے آئی تھی پیاسوں پہ فوجِ شام
غازی نے فوجِ شام کی یلغار کاٹ دی

رُک رُک کے حلقِ شاہ پر خنجر چلا تھا کیوں
سوکھی رگوں نے کٹتے ہوئے دھار کاٹ دی

اک وعدۂ ظہور پہ ریحانؔ اعظمی
میں نے طویل حسرتِ دیدار کاٹ دی

......☆......☆......

وفا کے باب میں فضہؑ نے ایسا کام کیا

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

وفا کے باب میں فضہؑ نے ایسا کام کیا
وفائے حضرتِ عباسؑ نے سلام کیا

صلہ وفاؤں کا اِن کو ملا یہ زہراؑ سے
حسنؑ حسینؑ نے جھک کر صدا کلام کیا

رسولؐ ان کی وفاؤں پہ ناز کرتے تھے
وفا نے ان کی انہیں یوں فلک مقام کیا
یہ شاہ زادی تھیں لیکن کنیز بن کے رہیں
جنابِ زہراؑ کا اس درجہ احترام کیا
حسنؑ حسینؑ بھی ان کو پکارتے تھے ماں
انہوں نے اپنی وفاؤں کو ان کے نام کیا
میان کرب و بلا یہ بھی خون روئی ہیں
یزیدی فوج نے جس وقت قتل عام کیا
خدا سے لے کے نبیؐ نے طویل عمر جو دی
اُسے انہوں نے غمِ شہہؑ میں اختتام کیا
حبش کی خاک کو چاندی بنا گئیں زہراؑ
انہیں کے ساتھ صدا فاقہ و طعام کیا
اسیر ہو کے گئیں یہ بھی ساتھ زینبؑ کے
ستم لعینوں نے ان پہ بھی گام گام کیا

یہ شاہ زادی تھی شہزادیِٔ جناں کی کنیز
نثار زہراؑ پہ سب تزک و احتشام کیا
انھی پہ شام کے دربار میں شقاوت سے
یزیدِ نحس نے تیغوں کو بے نیام کیا
انہوں نے ثانیِ زہراؑ کے ساتھ مل جل کر
جو بجھ رہا تھا وہ روشن چراغِ شام کیا
مجھے جو لکھنا تھا ریحان نوحۂ شبیرؑ
جنابِ فضّہ نے لفظوں کا انتظام کیا

......☆......☆......

نوحہ تھا یہ زینبؑ کا، عباسؑ چلے آؤ عباسؑ چلے آؤ

(انجمن غلامانِ حُر)

نوحہ تھا یہ زینبؑ کا، عباسؑ چلے آؤ، عباسؑ چلے آؤ

دن ڈھل گیا شام آ گئی، سر سے میرے چادر چھنی
خیمے جلے گھر لُٹ گیا، تم کو صدا دیتی رہی
کیوں نہ سنی تم نے صدا، کیا ہو گئے ہم سے خفا
کرتی ہوں میں آہ و بکا، عباسؑ چلے آؤ

تیرے لہو سے ہو کے نم، تیرے بنا آیا علم
سینے میں دل تھمتا نہیں، کیسے سہیں گے ترا غم
تم تو ہماری آس تھے، جب تک ہمارے پاس تھے
سر پہ ہمارے تھی ردا، عباسؑ چلے آؤ

بچے ہیں اب بھی منتظر، کب آؤ گے عباسؑ گھر
اک العطش کا شور ہے، دریا پہ ہے سب کی نظر
شام غریباں آ گئی، ہر سُو اداسی چھا گئی
میداں لہو سے بھر گیا، عباسؑ چلے آؤ

بھائی تیری جاگیر میں، پانی نہیں تقدیر میں
کیا خواب ان آنکھوں میں تھے، پایا ہے کیا تعبیر میں
مارا گیا اکبر میرا، کاٹا گیا شہہؑ کا گلا
ڈسنے لگی ہے کربلا، عباسؑ چلے آؤ

تنہا تیری ہمشیر ہے، اور بستۂ زنجیر ہے
پہلے ردا چھینی گئی، اب قید ہی تقدیر ہے
جاؤں گی کیسے ننگے سر، طے کس طرح ہو گا سفر
بن جاؤ تم میری ردا، عباسؑ چلے آؤ

سجادؑ اور طوق گراں، پیروں میں پہنے بیڑیاں
بیمار رو سکتا نہیں، لیتا ہے گھٹ کر ہچکیاں
بالی سکینہؑ کا گلا، رسی میں یوں باندھا گیا
دم گھٹتا ہے معصومؑ کا، عباسؑ چلے آؤ

اک اک قدم یاد آؤ گے، زینبؑ کا دل تڑپاؤ گے
ہم نے تو بس سوچا تھا یہ، واپس وطن تک جاؤ گے
تنہا وطن جاؤں گی میں، تم کو کہاں پاؤں گی میں
ڈھونڈے گا تم کو دل مرا، عباسؑ چلے آؤ

بنت علیؑ نے جب کہا، اے کربلا، اے کربلا
عباسؑ کی ہمشیر ہوں، بابا میرا مُشکل کشاؑ،
ریحان اس آواز پر، اک لاش تڑپی نہر پر
زینبؑ نے پھر رو کر کہا، عباسؑ چلے آؤ

......☆......☆......

الوداع مولا حسینؑ، الوداع مولا حسینؑ

سیّد محمد نقی: انجمن الذوالفقار

الوداع مولا حسینؑ، الوداع مولا حسینؑ
سیدِ والا حسینؑ، بے کس و تنہا حسینؑ
الوداع مولا حسینؑ، الوداع مولا حسینؑ

لاشۂ بے سر تیرا جلتی ہوئی خاک پر
مادرِ مُضطر تیری اشک فشاں نوحہ گر
کیوں نہ ہو گریہ کناں ثانیِ زہراؑ حسینؑ

تازیہ خانوں میں اب کون کرے گا بُکا
ختم ہوئیں مجلسیں ہوچکا ماتم بپا
سید سجادؑ ہیں اور تیرا نوحہ حسینؑ

اکبرؑ گلگوں قبا خاک پہ اب سوچکا
زخم سِناں سے لہو خاک پہ سب بہہ گیا
بے رِدا ہوکر چلا سب تیرا کنبہ حسینؑ

قاسمؑ نوِ شاہ کا ٹکڑے بدن ہوگیا
خون کی مہندی لگی خاک میں سہرا ملا
گھوڑوں سے پامال سب ہوگیا لاشہ حسینؑ

عونؑ و محمدؑ فدا کر گئے یوں جان و تن
قبر میسر نہیں لاش بھی ہے بے کفن
پیاس پہ اُن دونوں کی روتا ہے دریا حسینؑ

بارہ (۱۲) گلے اِک رسن قید ہوئی ہے بہن
قید سے ہوکر رہا جائیں گی جسدم وطن
ہے میرا بابا کہاں پوچھے گی صغراؑ حسینؑ

برسرِ نوکِ سناں کس نے رکھا تیرا سر
رہ گیا تیرا بدن جلتی ہوئی خاک پر
زینبِؑ مُضطر کے ٹکڑے کلیجہ حسینؑ

تیری سکینہؑ پہ ہے ظلم کی یہ انتہا
کانوں سے گوہر چھینے آگ سے دامن جلا
ڈھونڈتی ہے دشت میں وہ تیرا سینہ حسینؑ

یوں تو بہت روئے ہم حق نہ ادا ہوسکا
حسرتِ ماتم رہی ماہِ محرم گیا
دے نہ سکے ہم تیرے بچوں کا پُرسہ حسینؑ

اگلے برس پھر تیری مجلس غم ہو بپا
جا کے عزا خانوں میں کرتے ہیں بس یہ دُعا
ہم کریں ماتم ترا خوش رہیں زہراؑ حسینؑ

دے گا اگر زندگی تیری دُعاؤں سے رب
اگلے برس فرشِ غم پھر سے بچھائیں گے جب
آئے گا ماتم کُناں ماتمی حلقہ حسینؑ

پھٹتا ہے غم سے جگر اشک فشاں ہے نظر
روئیں گے ہم جو نقیؔ تا بہ قیامت اگر
بہتا رہے گا سدا اشک کا دریا حسینؑ

کس طرح ریحان سے ہو سکے نوحہ رقم
الوداع لکھتے ہوئے رونے لگا ہے قلم
کہتے ہیں اہل عزا پیٹ کے سینہ حسینؑ

......☆......☆......

خدا ہے ایک خدا، لا الٰہ اللہ

سیّد محمد نقی: انجمن الذوالفقار

خدا ہے ایک خدا، لا الٰہ اللہ
یہی رہے گا صدا لا الٰہ اللہ

ازل کو جس نے لباس ابد میں ڈھال دیا
شعور عشق کو سینوں میں جس نے پال دیا
وہ جس نے خاک کو افلاک سا کمال دیا
وہ جس نے ذہن کو پہلی دفعہ سوال دیا
وہ ہی تھی ایک نوا، لا الٰہ اللہ

نہ پھول تھے نہ شجر تھے نہ روز و شب کا قیام
نہ آب و خاک نہ خوشبو نہ تھے چراغ نہ شام
بس ایک لوح و قلم اور پنجتنؑ کا تھا نام
یہی وہ نام تھے واجب ہوا تھا جن پہ سلام
اور ان کے ساتھ میں تھا، لا الہٰ اللہ

نہ انبیاء نہ ملائک نہ بادل و برسات
بس ایک ہُو کی صدا تھی نہ موت تھی نہ حیات
ابھی تو حرف نہیں تھے تو ہوتی کیسے بات
تھے پانچ نام فقط دھر میں برائے نجات
دُرود بن کے اُٹھا، لا الہٰ اللہ

یہ پانچ نام جو مقصودِ لا الہٰ اللہ ٹھہرے
کہیں اثر، کہیں رہبر، کہیں دُعا ٹھہرے
خدا کے حکم سے یہ مرضیِ خدا ٹھہرے
اُنہیں کے حکم سے دریا، کہیں ہوا ٹھہرے
انہوں نے خوں سے لکھا لا الہٰ اللہ

خدا تھا مخفی خزانہ تو یہ شناخت بنے
یہ کائنات میں مُولائے کائنات بنے
خدا کا نام علی، یہ علیؑ کا ہاتھ بنے
انہیں کے فیض سے قطرے کئی فرات بنے
انہیں کے دم سے بچا، لا الہٰ اللہ

یہ کائنات میں مُشکل کو ٹالنے والے
خُدا کے دین کی نبضیں سنبھالنے والے
یہ لا الہٰ اللہ کو خوں دے کے پالنے والے
نماز کو یہ بھنور سے نکالنے والے
ہمیں اِنہیں سے مِلا، لا الہٰ اللہ

میانِ کرب و بلا تشنگی کے عالم میں
تھے ہم کلام خدا سے خوشی کے عالم میں
لبوں پہ پیاس وہ دریا دلی کے عالم میں
شہادتوں کی طلب بندگی کے عالم میں
نظر میں صرف رہا، لا الٰہ اللہ

سِناں کسی کے جگر میں کسی کے حلق میں تیر
کوئی تھا بازو بُریدہ کوئی تہہِ شمشیر
کسی کی لاش کے ٹکڑوں پہ تھا کوئی دل گیر
درِ قیام پہ نالاں کُناں کوئی ہمشیر
کوئی یہ کہہ کے گرا، لا الٰہ اللہ

کسی کے کانوں سے خُوں بہہ رہا ہے دامن تک
لگی وہ آگ جلا ہے نبیؐ کا گلشن تک
یہ آگ پہنچی ہے خلدِ بریں کے آنگن تک
سُلگ اُٹھا ہے فلک کانپنے لگا بَن تک
چراغ بن کے جلا، لا الٰہ اللہ

ردائیں چھِننی گئیں جل گئے خیام تمام
میانِ کربِ و بلا آ گئی غموں کی شام
اور اب تو سیّد سجادؑ ہیں جہاں کے امام
جنابِ حضرتِ زینبؑ ہیں اور حسینی پیام
یزیدیت کی فنا، لا الٰہ اللہ

نقیؔ وہ عصر کا ہنگام برسرِ مقتل
لرز رہی تھی سرہانے حسینؑ کے جو اجل
فُراتِ رُوتی تھی ماتم کناں تھے دشت و جبل
ریحان پڑتی نہ تھی قلبِ کائنات میں کَل
حسینؑ کی تھی صدا، لا الٰہ اللہ، یہی رہے گا صدا، لا الٰہ اللہ

بس علیؑ کے لال نے گھر لٹا دیا

سیّد محمد نقیؔ : انجمن الذوالفقار

دیں بچا لیا گھر لٹا دیا
ایک بے مثال نے شہیدِ لازوال نے
بس علیؑ کے لال نے گھر لٹا دیا

حیاتِ دینِ مصطفیٰؐ جو مشکلوں میں گھر گئی
خدائے پاک کی نظر حسینؑ پر ٹھہر گئی
رگِ دلِ رسولؐ نے، چراغِ با اُصول نے
ریاضتِ بتولؑ نے کفن سجالیا

لجامِ فرس پر اگر کسی نے ہاتھ رکھ دیا
نگاہِ حق شناس نے اُسے معاف کردیا
اُسے بھی دیں پناہ نے، جہانِ غم کے شاہ نے
حسینؑ کی نگاہ نے حُر بنادیا

خدا بنا ہوا تھا جب یزید اپنے زُعم میں
تمیز مٹ رہی تھی جب حلال اور حرام میں
چلا وطن سے ایک جری، تھی آستیں چڑھی ہوئی
پکارتا ہوا علیؑ وہ کربلا گیا

لہو سے تیغِ ظلم کو شکست دیں یہ عزم تھا
قلیل سایہ قافلہ رواں جو سوئے رزم تھا
بہا کے خونِ پاک کو، سیا، نہ دل کے چاک کو
زمینِ غم کی خاک کو شفا بنادیا

کھلے ہوئے عَلَم چلے رسولؐ کے حرم چلے
فنا کو مات ہوگئی، حیات کے قدم چلے

نہ خوف نہ ہراس میں، رسولؐ کے لباس میں
بلا کی بھوک پیاس میں قدم بڑھا دیا
سحر ہوئی تو کربلا میں اِک اذاں بلند تھی
یہ وہ اذاں تھی جو حسینؑ کو بہت پسند تھی
اذاں وہ گونجتی رہی، صفِ نماز بچھ گئی
ہوائے جنگ چل گئی پکاری کربلا

اُدھر سے تیر اس طرف سے کم سن و جواں چلے
کفن بدوش آخرش امامِ اِنس و جاں چلے
زمیں سے آسماں تلک، تڑپ کے رہ گئے ملک
پُکارے ساکنِ فلک علیؑ کے مہ لقا

سناں کسی جوان کے جو دل کے پار ہوگئی
بلند آسماں تلک لہو کی دھار ہوگئی
حسینؑ کے جوان نے، علیؑ کی آن بان نے
نبیؐ کے خاندان نے وہ معجزہ کیا

جلے خیام، چادر ہر بی بی کی لٹ گئی
سوائے عابدِ حزیں کوئی بھی جب بچا نہیں
علیؑ کی لاڈلی چلی، یزیدیت لرز گئی
بتولؑ کی صدا یہ تھی او میری غم زدہ

حسینؑ کا گل بدن چلا اجل بھی کانپنے لگی
حنا لہو کی ہاتھ میں بدن پہ جامۂ علیؑ
بدن فگار ہوگیا، زمین پر وہ یوں گرا
حسینؑ نے یہ دی صدا یہ دیکھ اے خدا

تھی یہ غم کی داستاں ریحانؔ نے جو کی بیاں
زمین فرشِ غم بنی، فلک سے اُٹھیں آندھیاں
ہر اک صدی پکار اُٹھی یہی ہے عینِ بندگی
حسین نے ادا جو کی، بول اُٹھا خدا

رضا بہ قضائے، راضی بہ رضا

سیّد محمد نقی: انجمن الذوالفقار

عصر عاشور ہے، اور ہے کربلا
اور تنہا ہے زہراؑ کا اب لاڈلا
جلتی زمیں ہے اور سلگتی ہوئی ہوا
سجدے میں سر کو رکھ کے شبیرؑ نے کہا
یارب بزرگی کی تیری قسم

تری رضا مجھ کو درکار ہے
سب سے بڑی تیری سرکار ہے
تو ہی ہمارا مددگار ہے
کیا ہے جو گردن پہ تلوار ہے
تیری ہی جانب اُٹھیں گے قدم

وعدہ کیا تھا جو روزِ ازل
نہ آج بھولا نہ بھولا تھا کل
سُن لے صدائے خیر العمل
آجائیں غم کے دشت و جبل
کیا غم ہے تیرا رہے جو کرم

ماں کی لحد، مرقدِ مصطفیٰ
تیری رضا کے سبب چھوٹ گیا
لے کر چلا تھا جو میں قافلہ
کرب و بلا میں وہ لوٹا گیا
ثابت قدم ہوں میں تیری قسم

لاشوں پہ لاشے اُٹھاتا ہوں میں
لے دیکھ کب لڑ کھڑاتا ہوں میں
گھر کے دیئے کو بجھاتا ہوں میں
بس لو تجھی سے لگاتا ہوں میں
رہ جائے میری وفا کا بھرم

پانی کو ترسے، ہیں بچے میرے
کرتا نہیں ہوں میں شکوے گلے
سجدوں پہ سجدے کئے شکر کے
مقصود تھا کرنا راضی تجھے
پیاسے ہیں سہہ روز سے دیکھ ہم

اہل حرم پہ یہ ہوگی جفا
گھر بھی جلے گا چھنے کی رِدا
مقتل میں روئے گی مادر سیّدہ
ہوں گی پیمبرؐ کی آنکھیں بھی نم
چھ ماہ والا یہ میرا پسر

تیرِ ستم کھائے گا حلق پر
صد لخت ہو جائے گا میرا جگر
ثابت قدم میں رہوں گا مگر
تو خوش رہے مجھ کو منظور غم

سینے پہ سوتی ہے جو لاڈلی
وہ لاڈلی زندگی ہے میری
کھا کر طمانچے اگر روئے گی
تڑپے گی اِس غم میں اس کی پھوپھی
تھرائیں گے غم سے مشک و الم

جب تو کہے گا حسینؑ ارجعی

اے مطمئن نفس والے جری
قربانی تیری قبول ہوگئی
کر ایک سجدہ بس اب آخری
میں بھی صدا دوں گا یہ دم بدم

وہ عصر عاشور وہ تشنگی
کیسے بیاں ہو ریحان و نقی
جب حلقِ سرورؑ پہ شمشیر تھی
زینبؑ جو ہاتھوں کو ملتی رہی
عابدؑ پہ ٹوٹا تھا کوہِ الم

......☆......☆......

علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

سیّد محمد نقی :انجمن الذوالفقار

صبح علیؑ شام علیؑ، محسن اسلام علیؑ
دین کا پیغام علیؑ، رب کا ہے اک نام علیؑ
مومنوں اک کام کرو
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

دستِ خدا نفسِ نبیؐ، تیغِ خدا تیغ علیؑ
کہیں خفی کہیں جلی، کہیں وصی کہیں ولی
بولے شجاعان عرب، بعدِ خدا تیرا ادب
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

کوئی نہ تھا علم کا در، آپ نہیں ہوتے اگر
ختم تھا دنیا کا سفر، کہتے ہیں سب شمس و قمر
اے ابو طالبؑ کے پسر، کیوں نہ کہیں شام و سحر
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

یاد ہے معراجِ نبیؐ، بات چھپائے نہ چھپی
بوئے علیؑ عرش پہ تھی، بات زمیں تک یہ گئی
لہجہ حیدرؑ میں خدا، آج کی شب بول اُٹھا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

حُنین و صِفین و جَمل، نام علیؑ خیر عمل
نعرہِ حیدرؑ کا بدل، آج ملا اور نہ کل
گاڑا جو پتھر پہ علم، بولے شہنشاہ اُمم
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

وہ جو علم لے کے چلے، عرش و زمیں جھوم اُٹھے
نعرہِ حیدرؑ جو لگے، کِس کے یہ پَر کانپ گئے
کُفر کے سر پہ ہے قضا، آئی یہ خندق سے صدا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

خانہ کعبہ کا مکیں، مالکِ افلاک و زمیں
تیرے سوا کوئی نہیں، تو ہے امیرِ مومنیں
ڈوبتا سورج بھی کہے، پلٹوں اگر حکم جو دے
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

ایک خدا ایک علیؑ، دونوں کے اوصاف وہی
نور ہو یا تیرہ شبی، دونوں کو امداد ملی
رب کو صدا جس نے بھی دی، اُسکی مدد آپ نے کی
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

نوحؑ کی کشتی کی بقا، طُور پہ موسیٰؑ کا عصاء
عیسیٰؑ کا اندازِ شِفاء، کون بنا تیرے سواء
کرتا ہے نبیوں کو عطا، وہی مدد دستِ خدا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

تاج ولایت کی قسم، تجھ سے ہے دلیوں کا بھرم
کوثر و تسنیم و اِرم، کیا ہیں فقط تیرے قدم
خِلد کو حاصل ہے شرف، خِلد تو ہے شہرِ نجف
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

بولتا قران ہے تو، اصل میں ایمان ہے تو
دین کی پہچان ہے تو، دلبرِ عمران ہے تو
مرضیِ رَب تیری رضا، لوحِ فلک پر ہے لکھا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

مسجد کوفہ کی سحر، کاٹ گئی قلب و جگر
سجدۂ خالق میں اِدھر، تیغ چلی اور اُدھر
کعبہ سیاہ پوش ہوا، دیتے تھے جبرئیلؑ صدا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

خوں میں علیؑ ڈوب گئے، سجدے لہو رنگ ہوئے
کون یہ زینبؑ سے کہے، سوگ میں رہنا ہے تجھے
باپ کا سایہ نہ رہا، کہہ کے یہی سوگ منا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

روتے ہیں عباسؑ جری، تیغ نہ کیوں مجھ پہ چلی
آپ تو ڈھارس تھے میری، آس میری ٹوٹ گئی
کیسے اُٹھاؤں یہ الم، موت سے بڑھ کر ہے یہ غم
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

چاک گریبان ہوں تقی، سانس یہ کیوں رُک نہ گئی
مولاؑ پہ جب تیغ چلی، زخمی ہیں سجدے میں علیؑ
کہتا ہے ریحان عزاؑ، یوں نہ ہوا حشر بپا
ہم بھی کہیں تم بھی کہو، علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

......☆......☆......

سہرے کی جگہ نوحہ، شادی میں پڑھا جائے

(انجمن تنظیم جعفر طیار)

سہرے کی جگہ نوحہ، شادی میں پڑھا جائے
اللہ کسی ماں کو یہ وقت نہ دکھلائے

مہندی ہو لہو والی کنگنا ہو شہادت کا
بارات سے باراتی روتا ہوا گھر جائے
جلتی ہوئی مٹی پر کیا سیج سجائی ہے
پھولوں کی جگہ کانٹے تقدیر نے پھیلائے
صندل کی جگہ سر پر کیوں خاک ہے مقتل کی
قاسمؑ تری دلہن ہے اور درد کے ہیں سائے
کیا نیگ ملا دیکھو صغراؑ کو سکینہؑ کو
جب رنگ حنا دیکھیں دل درد سے بھر آئے
پامال ہوا لاشہ پوشاک بھری خوں میں
تو ابن حسنؑ پھر بھی دولھا ہی نظر آئے
ارمان تھا مادر کو قاسمؑ تری شادی کا

ارمان ہوئے زخمی تو قتل ہوا ہائے
اک رات کی بیاہی کو اتنا تو بتا جاتے
کیا کہہ کے تجھے روئے جب یاد تیری آئے
سجتا ہے ترا سہرا ہر ایک علَم پر اب
چہرہ ترا پرچم کے پنجے میں نظر آئے
شبیرؑ کی آنکھوں سے تھمتے ہی نہیں آنسو
زینبؑ ترے صدمے میں جاں سے نہ گزر جائے
مصروفِ بُکا حیدرؑ مصروف فغاں زہراؑ
خود قلبِ حسنؑ ٹکڑے اس غم میں ہوا جائے
ماں کہتی تھی قاسمؑ کی ریحانؔ یہی رو کر
کوئی مرے بچے کو مقتل سے اٹھا لائے

......☆......☆......

السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ

(دستۂ عونؑ و محمدؑ)

السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ
السلام! ہائے بے کفن حسینؑ
السلام! دین حق کے پاسبان السلام
السلام! کربلا کے مہمان السلام
سر کٹا کے تو نے سر جھکا دیا غرور کا
گھر لٹا کے تو نے گھر بچالیا حضورؐ کا
السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ السلام

السلام ! گلشن نبیؐ کے پھول السلام
السلام ! صبر و ضبط کے رسولؐ السلام
برسر سناں کلام کبریا سنا دیا
سیدہِ کے لال تو نے معجزہ دکھا دیا
السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ السلام

السلام ! زیر تیغ لا الٰہ السلام
السلام ! دین اور دین پناہ السلام
بیعت یزید تری ٹھوکروں میں رہ گئی
تیری پیاس جب بڑھی تو علقمہ بھی کہہ گئی
السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ السلام

السلام ! انبیاء کے ورثہ دار السلام
السلام اے شہہؑ فلک وقار السلام
کھینچ کر کلیجۂ پسر سے ظلم کی سناں
تو نے دل کو تھام کے کہی تھی صبر کی اذاں
السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ السلام

السلام! روحِ انقلابِ، عصر السلام
السلام! روحِ آفتابِ، صبر السلام
بندگی کو تری طرز بندگی پہ ناز ہے
موت کو حسینؑ تیری زندگی پہ ناز ہے
السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ السلام

السلام! سر بلند و سرفراز السلام
السلام! اے محافظِ نماز السلام
زیرِ تیغ سجدۂ خدا میں یوں جھکی جَبیں
جس کا قرض آج تک ادا نہ کرسکی زمیں
السلام! اے شہہؑ زمن حسینؑ السلام

السلام! بے وطن جگر فگار السلام
السلام! بے دیار و بے قرار السلام
اے ریحان اعظمی سلام کر، حسینؑ کو
مرتضیٰؑ کے قلب و جاں کو، فاطمہؑ کے چین کو
السلام! اے شہہِ زمن حسینؑ السلام

......☆......☆......

اے غریب الغربا، میرے امامِ رضاؑ

(دستۂ عونؑ و محمدؑ)

اے غریب الغربا، میرے امامِ رضاؑ
اے قتیل جفا، میرے امام رضاؑ
مثلِ شبرؑ تمہیں مسموم کیا، اے ابنِ مرتضیٰ
نالہ کناں ہے فضا، ہائے امام رضاؑ
قیدتم صورت سجادؑ ہوئے، حق پرستی کے لئے
زہر کا جام پیا، میرے امامِ رضاؑ
ظلم کے سرکو جھکایا تم نے، دیں بچایا تم نے
دین کے مشکلکشا، میرے امام رضا
مثل زینبؑ جو نہ رونے پائی، آپ کی ماں جائی
نام معصومہؑ قم ہے انکا، میرے امامِ رضاؑ
آپ کے روضۂ اقدس پہ اگر، ایک شب کرلے بسر
پائے بیمار شفا، میرے امام رضاؑ
ماتم حضرتِ شبیرؑ کے وارث مولا، کہتے ہیں اہلِ عزا
وارثِ فرشِ عزا، میرے امامِ رضاؑ

میں بھی مشہد میں رہا ہوں مہمان، ایک شب اے ریحان
اور نوحہ یہ پڑھا، میرے امامِ رضاؑ

......☆......☆......

ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

(دستہ عونؑ ومحمدؑ)

ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ
گھر جلے تو جلے سر کٹے تو کٹے
ہم تیرے ہی رہیں گے علیؑ یا علیؑ

بُت شکن اور خیبر شکن کون ہے
ساری غزاوات میں صف شکن کون ہے
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

کربلا کس کی تعلیم کا ہے اثر
نوکِ نیزہ پہ تھا لب کشا کس کا سر
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

کس کے کنبے کی گردن پہ خنجر چلا
کون اسلام کی آبرو بن گیا
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

بیٹیاں کس کی قیدی بنائی گئیں
بُغض میں کس کے بے جا ستائی گئیں
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

کس کے بچوں کو پانی دیا نہ گیا
کس کا گھر تھا جو دشت بلا میں جلا
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

آندھیاں ظلم کی جس قدر بھی چلیں
بجلیاں ہم پہ گرتی ہیں گرتی رہیں
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

دونوں عالم کا مُشکلکشا کون ہے
عینِ حق، دستِ حق لافتیٰ کون ہے
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

کون ہجرت کی شب چین سے سوگیا
مرتضیٰؑ تھا مگر مصطفیٰؐ ہوگیا
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

رب نے تلوار، احمدؐ نے بخشا عَلَم
کس کی ضربت کی کھائی گئی ہے قسم
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

کُلِّ ایمان کی کس نے پائی سند
دین د اسلام کی کس نے کی ہے مدد
ہم کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

پڑھ کے نادِ علیؑ کس کو دی تھی صدا
لشکرِ دین پر جب بُرا وقت تھا
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

انما ھل اتیٰ کس کے بارے میں ہے
لافتیٰ کی صدا کس کے بارے میں ہے
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

دولتِ علم ریحانؔ کیسے ملی
کس کے صدقے میں پائی ہے یہ زندگی
ہم تو کہتے رہیں گے علیؑ یا علیؑ

......☆......☆......

نہ ایسا علَم اور نہ علمدارؑ ہے ایسا

(دستۂ عونؑ و محمدؑ)

نہ ایسا علم اور نہ علمدار ہے ایسا
عباسؑ زمانے میں وفادار ہے ایسا

اس کی بھی رگوں میں ابوطالبؑ کا لہو ہے
عباسؑ وفاؤں کی نمازوں کا وضو ہے
ہے عکسِ علیؑ جس میں یہ کردار ہے ایسا

ہے اس کا علم لشکرِ اسلام کا پرچم
تھا خیبر و خندق میں یہی کام کا پرچم
خوددار کے ہاتھوں میں ہے خوددار ہے ایسا

یہ شیر ہے اُس شیر کا جو شیرِ خدا ہے
حیدرؑ کی طرح یہ بھی شجاعت میں ڈھلا ہے
سر جس کا نہیں جھکتا یہ سردار ہے ایسا

چلتا ہے تو دھرتی کا لرز جاتا ہے سینہ
رک جائے تو پتھر کو بھی آتا ہے پسینہ
بے تیغ بھی لڑتا ہے جگر دار ہے ایسا

صِفّین میں حیدرؑ کا نمائندہ رہا ہے
جو سامنے آیا وہ کہاں زندہ رہا ہے
بس اس کے سوا حیدرِ کرارؑ ہے ایسا

پتھر پہ علَم گاڑ کے حیدرؑ نے دکھایا
سینے پہ علَم پانی کے اس نے ہے لگایا
دنیا میں کوئی اور بھی سالار ہے ایسا

اک مشک میں دریا کو اُٹھا سکتا تھا غازی
پیروں پہ فلک اپنے جھکا سکتا تھا غازی
پر حکمِ امامت میں گرفتار ہے ایسا
بازو کے قلم ہونے سے گھبراتا نہیں ہے
جب بہہ گیا پانی تو یہ گھر جاتا نہیں ہے
بس بالی سکینہؑ سے شرمسار ہے ایسا
بند آنکھیں کئے سوتا ہے یوں خاک کے اوپر
بے پردہ نظر آئے نہ شبیرؑ کی خواہر
بھائی کوئی دنیا میں حیا دار ہے ایسا
مولا کی زیارت جو دمِ مرگ ملی ہے
عباسؑ نے بس آخری ہچکی وہیں لی ہے
شبیرؑ جسے روئیں وفادار ہے ایسا
عباسؑ علمدار سے وابستہ قلم ہے
زہراؑ کی عنایت ہے یہ حیدرؑ کا کرم ہے
ریحان زمانے میں قلم کار ہے ایسا

......☆......☆......

ہائے بے جرم وخطا، ہائے پامال جفا

ہائے بے جرم و خطا، ہائے پامال جفا
روتے ہیں اہل حرم، روتی ہے کرب وبلا
لاشیں اک دن میں بھرے گھر کی اٹھانے والے
دین و ایمان کو، قراں کو بچانے والے
تجھ کو پانی نہ ملا، کٹ گیا سوکھا گلا

تربتِ اصغرؑ بے شیر بنائی تو نے
لاش عباسؑ کی، اکبرؑ کی اُٹھائی تو نے
جھک گئی تری کمر، اے شہہؑ جن و بشر

قاسمؑ ابنِ حسنؑ جس کا ٹکڑے تھا بدن
لاش کے ٹکڑے چنے جب بصد رنج و محن
غم سے سنبھلا نہ گیا، بس جگر تھام لیا

لب دریا بھی تجھے پانی کسی نے نہ دیا
حد تو یہ ہے ترا معصوم پسر پیاسا رہا
تیر سے قتل ہوا، جب ترا ماہ لقا

عصرِ عاشور ترے سجدۂ آخر کی قسم
تیری مجلس کی قسم، تیرے ماتم کی قسم
اشک تھم سکتے نہیں، اے شہہؑ عرش و زمیں

ہائے وہ جلتی زمیں، اُف ترا خشک گلا
زخمی سینے پہ ترے، ظلم کا تیر چلا
بہہ گیا تیرا لہو، ہائے کیونکر لبِ جو

زد پہ پامالی کی جب جسم تھا رَن میں تیرا
خیمے کے در پہ بہن کرتی تھی آہ و بکا
اے مرے پیارے اخی، کیوں بہن مر نہ گئی

نوک نیزا پہ وہ سر مثل قران تھا جب
رن میں ریحان، کوئی کہتا تھا ہائے غضب
میرے بچے پہ ستم، چشم افلاک ہے نم

......☆......☆......

لوٹ کے آجا گھر کو اصغرؑ، جھولا تیرا خالی ہے

(دستۂ عونؑ و محمدؑ)

رو رو پکارے بانوئے مضطر، جھولا تیرا خالی ہے
لوٹ کے آجا گھر کو اصغرؑ، جھولا تیرا خالی ہے

تجھ بن ہے گھر میں سناٹا، آجا آجا اصغرؑ آجا
چین ملے گا ماں کو کیونکر، جھولا تیرا خالی ہے

گھر سے گئے تھے پینے پانی، بھا گئی کیا دریا کی روانی
در پہ کھڑی ہے تیری مادر، جھولا تیرا خالی ہے

دھوپ کا صحرا، آگ کی بستی، پانی مہنگا، موت ہے سستی
آجا تجھ پہ ڈال دوں چادر، جھولا تیرا خالی ہے

ڈھونڈ رہی ہے تجھ کو سکینہؑ، غم سے جلا جاتا ہے سینہ
کھو گئے کیا میدان میں جا کر، جھولا تیرا خالی ہے

دل کو میرے آرام نہیں ہے، تو جو میرے گلفام نہیں ہے
چلتے ہیں میرے قلب پہ خنجر، جھولا تیرا خالی ہے

تیروں کا ہے شور فضا میں، ڈر جاؤ گے اس صحرا میں
آ کے لپٹ جا مجھ سے دلبر، جھولا تیرا خالی ہے

کمسن ہے اور تشنہ دھن ہے، دور بہت اے لال وطن ہے
روتی ہوں تو دیکھ لے آ کر، جھولا تیرا خالی ہے

میداں میں گھمسان کا رن ہے، لال میرے یہ موت کا بن ہے
تیر ہیں تیرے قد کے برابر، جھولا تیرا خالی ہے

شام ہوئی گھر لوٹ کے آؤ، ماں کو اپنی شکل دکھاؤ
دیکھا نہیں جاتا یہ منظر، جھولا تیرا خالی ہے

میں نے سنا ہے تیر ہے کھایا، باپ نے مقتل میں دفنایا
مرجاؤں گی یہ کہہ کہہ کر، جھولا تیرا خالی ہے
اصغرؑ تو ریحان نہ آئے، آ گئے سرورؑ سر کو جھکائے
کہتی رہی ماں یہ رو رو کر، جھولا تیرا خالی ہے

......☆......☆......

میں سکینہؑ ہوں ذرا آنکھیں تو کھولو باباؑ

(انجمن غلامان حُر)

باپ کی لاش پہ کہتی سکینہؑ رو کر
میں سکینہؑ ہوں ذرا آنکھیں تو کھولو بابا
نیند آتی نہیں سینے پہ سلالو بابا

جس گھڑی شامِ غریباں کا اندھیرا پھیلا
بیبیاں کرتی تھیں میدان میں جب واویلا
جب گِنا بچوں کو زینبؑ نے تو رو رو کے کہا
کھوگئی دشت میں ہے بالی سکینہؑ بھیا
ڈھونڈتی، ڈھونڈتی مقتل کی طرف جب آئی
اک صدا کانوں سے ناگاہ یہی ٹکرائی

ٹھوکریں کھاتی ہوئی آئی ہوں مقتل کی طرف
راستہ درد کا لے آیا ہے جنگل کی طرف
دے کے آواز مجھے پاس بلالو بابا
خون کانوں کا ٹپکتا ہے میرے دامن پر
دیکھئے بابا میرے بالوں میں ہے گردِ سفر
گر نہ جاؤں کہیں تم اُٹھ کے سنبھالو بابا

نیلے رخسار زباں خشک دکھانے آئی
ہوگئی شام اٹھو تم کو جگانے آئی
عموں روٹھے ہیں مرے ان کو منالو بابا

آپ کا لاشہ یہ تیروں پہ رکھا ہے کس نے
زخمی سینہ ہے ترا سوؤں گی اس پر کیسے
سینہ زخمی ہے تو پیروں پہ لٹالو بابا

بابا سب خیمے جلے اب تو دھواں باقی ہے
خشک آنکھیں ہوئیں رو رو کے فغاں باقی ہے
پیار کرکے مجھے سینے سے لگالو بابا

خون میں ڈوبا ہوا دیکھا ہے عموں کا علم
جب یہاں آتی تھی دو ہاتھ نظر آئے قلم
خاک سے عموں کے ہاتھوں کو اٹھالو بابا

حال دیکھا نہیں جاتا ہے پھوپھی کا مجھ سے
دل کی فریاد سنے کون سناؤں کیسے
غش میں بھائی ہے پڑا اُس کو جگالو بابا

دشتِ خونی میں تھی ریحانؔ سکینہؑ کی فغاں
بابا جانا ہے یہاں سے مجھے سوئے زنداں
آخری بار کلیجے سے لگالو بابا

......☆......☆......

زہراؑ کے پسر کو تیغ تلے ہمشیر کا پردہ یاد آیا

(انجمن غلامان حُر)

زہراؑ کے پسر کو تیغ تلے ہمشیر کا پردہ یاد آیا
خنجر کی روانی بھول گئے، زینبؑ کا بلکنا یاد آیا

جلتے ہوئے خیموں کا منظر سجادؑ بھلاتے تو کیسے
جلتے ہوئے خیموں کے اندر بے شیر کا جھولا یاد آیا

مرقد میں سکینہؑ گھبرا کر رکھ لیتی تھی منہ پر ہاتھوں کو
جب قبر میں بھی سوتے سوتے ظالم کا طمانچہ یاد آیا

یہ حال تھا مادرِ اکبرؑ کا اک ہاتھ کلیجے پر رہتا
یاد آتی رہی اکبرؑ کی سدا ٹوٹا ہوا نیزا یاد آیا

گھر آکے بھی زینبؑ بھائی کو اور اکبرؑ کو بھولی ہی نہیں
اکبرؑ کی اذاں یاد آتی رہی شبیرؑ کا سجدہ یاد آیا

بانو نے اندھیرے زنداں میں مرتے جو سکینہؑ کو دیکھا
عباسؑ کے بازو یاد آئے بہتا ہوا دریا یاد آیا

جب شام کی گلیوں سے گزری بے چادر شام کی شہزادی
کچھ ماں کی محبت یاد آئی بابا کا زمانہ یاد آیا

مرنے کے لئے جب مقتل کو شبیرؑ روانہ ہونے لگے
ماں نے جو دیا تھا مرتے دم ملبوس پرانا یاد آیا

جلتا رہا بستر عابدؑ کا اور چار قدم پر دریا تھا
اس وقت غلافِ کعبہ کو اُمت کا وطیرا یاد آیا

آنکھوں سے لہو صغراؑ کی بہا بے ہوش ہوئی روتے روتے
جب کرب و بلا سے آئی ہوا بیمار کو کنبہ یاد آیا

زینبؑ کی ردا جب سر سے چھنی دل تھام کے زینبؑ بیٹھ گئی
تاریکی شب میں تھا جو اٹھا امّاں کا جنازہ یاد آیا

کوٹھوں پر تماشائی تھے کھڑے بے پردا رسن بستہ تھی پھوپھی
سجادؑ کو شام کی گلیوں میں نانا کا مدینہ یاد آیا

جب لوٹ کے گھر آئی زینبؑ اور اجڑے ہوئے گھر کو دیکھا
ریحان میری شہزادی کو کیا جانیے کیا کیا یاد آیا

......☆......☆......

نمازِ شب میں کوئی باپ مانگتا ہے دعا...... اللہ، اللہ

شاہد بلتستانی: دستۂ انصار اکبریہ

نمازِ شب میں کوئی باپ مانگتا ہے دعا، اللہ، اللہ
دیا ہے صبر تو مجھ کو قرار بھی دے دے
مہک بتولؑ کی حیدرؑ کا پیار بھی دے دے
میں باغ باغ رہوں وہ مجھے کہے بابا، اللہ، اللہ

وہ میرے سینے پہ سوئے تو دھڑکنیں خوش ہوں
چلے وہ انگلی پکڑ کر تو آہٹیں خوش ہوں
وہ مانگے پانی تو ہاتھوں کو میں کروں کوزا، اللہ، اللہ

عبادتوں کا صلہ تجھ سے مانگتا ہوں میں
یہی تو ایک دعا تجھ سے مانگتا ہوں میں
چراغِ خیمہ بجھاؤں تو وہ ہو مثلِ دیا، اللہ، اللہ

سنا ہے بیٹی جنازے کی ہوتی ہے رونق
مجھے بھی چاہیئے قرانِ زندگی کا ورق
ملے جنازے کی رونق برائے کرب و بلا، اللہ، اللہ

خدا نے سُن لی دعائے حسینؑ ابن علیؑ
ملی وہ بیٹی جو بالکل شبیہِ زہراؑ تھی
سکون مل گیا شہہؑ کو سکینہؑ نام رکھا، اللہ، اللہ

مگر سکون یہ کرب و بلا میں جاتا رہا
ہوئی یتیم سکینہؑ بندھا رسن میں گلا
حسینؑ روتے تھے یہ کہہ کے برسرِ نیزا، اللہ، اللہ

پسِ حسینؑ سکینہؑ نے وہ ستم دیکھے
تڑپ کے کہتی تھی بچی پدر کے لاشے سے
چھپالو خوں بھرے دامن میں مجھ کو اے بابا، اللہ، اللہ

طمانچے کھاتی ہوں دامن سُلگ رہا ہے مرا
پلٹ کے نہر سے آئے نہیں ہمارے چچا
شہید ہوگیا دریا پہ میرا مشکیزہ، اللہ، اللہ

تمہارے سینے پہ مجھ کو تو نیند آتی تھی
کہاں پہ سوؤں کہ سینہ تو ہوگیا زخمی
تمہارے بعد سکینہؑ پہ ہورہی ہے جفا، اللہ، اللہ

سُنا ہے شام کا زنداں اندھیرا زنداں ہے
یہی تو سوچ کے بابا یہ دل پریشان ہے
نکل نہ جائے اندھیرے سے گھٹ کے دم میرا، اللہ، اللہ

سرِ حسینؑ سے آئی صدا سرِ میداں
نمازِ شب کی دعا کا اثر سکینہؑ جاں
کرے گا تیری حفاظت وہ نام ہے جس کا، اللہ، اللہ

ریحان اعظمی، کہتی تھی کربلا کی فضا
ہے باپ بیٹی کا یہ امتحان کیسا خدا
ہر ایک ظلم پہ دونوں کے لب پہ ہے یہ صدا
اللہ، اللہ، اللہ

......☆......☆......

المدد مولا رضاؑ، المدد مولا رضاؑ

شاہد بلتستانی: دستۂ انصار اکبریہ

المدد مولا رضاؑ، المدد مولا رضاؑ
نانا نبیؐ، دادا علیؑ، دادی تیری خیر النسآءؑ

تیرے ہی دستر خوان پر ہوتا ہے جنّت کا گماں
جنّ و ملک لیتے ہیں سب تیرے ہی در سے روٹیاں
مشہد مقدّس ہوگیا تو نے جو آ کر دی اذاں
نانا نبیؐ، دادا علیؑ، دادی تیری خیر النسآءؑ
المدد مولا رضاؑ، المدد مولا رضاؑ

معذور نے پائی شفا شانِ مسیحائی تیری
بے نور آنکھوں کو عطا تجھ سے ہی بینائی ہوئی
بحرِ عطا دار الشفا صَلِّ علیٰ، صَلِّ علیٰ
نانا نبیؐ، دادا علیؑ، دادی تیری خیر النسآءؑ
المدد مولاؑ رضا، المدد مولا رضاؑ

ہے ضامن آہو بھی تو ہے گُل بھی تو خوشبو بھی تو
ہے پونچھتا ہر آنکھ سے گرتے ہوئے آنسو بھی تو
تیری عطائیں دیکھ کر دشمن کو بھی کہنا پڑا

تیری کرامات نظر شب ہو کہ ہو وقتِ سحر
کہتا ہے ہر زائر تیرا روضے کی جالی چوم کر
تیرا لقب مثلِ علیؑ کیونکر نہ ہو مُشکلکشا

روضے سے تیرے دور ہیں ہم تو بہت مجبور ہیں
آنکھوں سے آنسو ہیں رواں دل بھی غموں سے چور ہیں
تجھ سے کہیں گے حالِ دل اذنِ زیارت کر عطا

اہلِ عزا کے حال پر دُکھتا تو ہوگا دل تیرا
عشقِ غمِ شبیرؑ میں مارے گئے جو بے خطا
ہے مونس و یاور تو ہی ابنِ شہیدِ کربلا

قیدِ ستم کی سختیاں سہتے رہے ہیں آپ بھی
لاشے پہ مولا آپ کے معصومۂ قم جب گئی
زینبؑ کی یاد آنے لگی، یاد آ گئے زین العباء

سترہ(۱۷) صفر آتی ہے جب لے کر شہادت کی خبر
مجلس تمہارے نام کی ہوتی ہے ہر مومن کے گھر
کہتے ہیں سارے ماتمی کرتے ہوئے آہ و بکا

مثلِ شہیدانِ وفا ماتم تمہارا ہے بپا
لگتا ہے اک دن کے لئے مشہد بھی ارضِ کربلا
آتے ہیں لینے کے لئے جنت سے سب پُرسا، ترا

ریحان مجھکو ہے یقیں مولا رضاؑ کی ذات سے
یہ کوزی شبیرؑ کی جائیگی اب نہ ہاتھ سے
نوحے لکھوں گا میں سدا کرتے رہیں گے وہ عطا

......☆......☆......

او کربل جانے والے اکبرؑ کی خبر تو لا دے

(شاہد بلتستانی: دستۂ انصار اکبریہ)

او کربل جانے والے اکبرؑ کی خبر تو لا دے
بھائی کو میرے تو جا کر بس یاد دلا دے وعدے

دن عید کا رو رو کاٹا یاد آ گیا جب تیرا وعدہ
بیمار بہن او بھائی ترے واسطے کب تک جاگے

پردیس گئے تم ایسے میری رُوح نکل گئی جیسے
اک بار وطن پھر آنا او یثرب کے شہزادے

آیا جو ہوا کا جھونکا میں سمجھی تو گھر آیا
اس آس پہ میں نے اکبرؑ سب کھول دیئے دروازے

پھر نیند نہ مجھ کو آئی کیا تجھ کو بتاؤں بھائی
ہو خیر میرے کنبے کی کل خواب میں دیکھے لاشے

اُٹھ سکتی نہیں بستر سے طاری ہے نقاہت ایسی
اتنی بھی نہیں اب طاقت کہ اُٹھ کے چراغ جلا دے

کیا بھول گئے تم وعدہ تم نے تو کہا تھا صغرا
میں لینے تجھے آؤں گا بیمار بہن تو دعا دے

ارمان تیری شادی کا سہرے کی تمنا تیری
بیٹھی ہوں چھپائے دل میں تو سہرا تو دکھلا دے

گھر قبر سا اب لگتا ہے سائے بھی ڈر لگتا ہے
تو آئے تو پھر آ جائیں جو روٹھ گئے ہیں اُجالے

مر جاؤں جو تیرے غم میں کون آئے گا پھر ماتم میں
دفنائے گا کون بہن کو تو اتنا مجھے سمجھا دے

ریحان وہ دن بھی آیا اک شخص خبر یہ لایا
اکبرؑ کو اجل آئی ہے تو فرشِ عزا کا بچھا دے

......☆......☆......

بچے تڑپ رہے ہیں، ہر بی بی رو رہی ہے عباسؑ جا رہے ہیں

(شاہد بلتستانی: دستۂ انصار اکبریہ)

بچے تڑپ رہے ہیں، ہر بی بی رو رہی ہے عباس جا رہے ہیں
اپنی ردا کو زینبؑ، حسرت سے دیکھتی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
سوکھے ہوئے لبوں پہ بچوں زبان نہ پھیر و مشک وعلم کو دیکھو
کچھ دیر میں یہاں تک خود نہر آ رہی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
افواج شام میں اک ہلچل مچی ہوئی ہے، سر پر اجل کھڑی ہے
ہر موج علقمہ کی دہشت سے کانپتی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
کیوں مشک تم نے دے دی غازیؑ کو شاہ زادی، اے رنج و غم کی عادی
خوش کیوں ہے اے سکینہؑ، کچھ دیر کی خوشی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
یہ علقمہ نہیں ہے خیبر ہے، تشنگی کا پنجہ علم کا بولا
لب پر حسینؑ کے یوں نادِ علیؑ نجی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
خیموں میں شور ماتم ہونے لگا ہے پیہم، ہر آنکھ ہوگئی نم
شامِ غریباں دامن پھیلاتی جا رہی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
جھکنے لگی کمر ہے، عباسؑ کا سفر ہے، شہہؑ مر نہ جائیں ڈر ہے
بجلی غم و الم کی سرورؑ پہ گر پڑی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
نو لاکھ کا ہے لشکر تنہا ہے، ابنِ حیدرؑ کیسا عجب ہے منظر
تلوار لے نہ جاؤ مرضی حسینؑ کی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں

اک شور العطش ہے پھیلا ہوا فضا میں، مصروف ہیں دعا میں
پیاسوں کی کربلا میں اُمید آخری ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
زینبؑ کے بازوں کو چوما تھا جب علیؑ، نے لمحات زندگی میں
بازو بندھیں گے میرے زینبؑ سمجھ گئی ہے، عباسؑ جا رہے ہیں
ریحانؔ اعظمی وہ منظر نہ لکھ سکوں گا، بس اتنا کہہ سکوں گا
کہتے تھے شاہ والا، کم میری زندگی ہے عباسؑ جا رہے ہیں

......☆......☆......

ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ ہے سکینہؑ

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

مر کے بھی جو زنداں سے رہا ہو نہ سکی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ ہے سکینہؑ
تنہائی کے زندان میں جو قیدی رہی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ سکینہؑ

وہ جس کو کفن خوں بھرے کرتے کا ملا ہے
زخمی علی اصغرؑ کی طرح جس کا گلا ہے
وہ جس نے طمانچوں کی اذیت بھی سہی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ ہاں وہ ہے سکینہؑ

وہ جس کی لحد پر بھی نہ چھڑکا گیا پانی
تاریخ میں ایسی نہ ملی تشنہ دھانی
چودہ (۱۴) سو برس ہوگئے اور پیاس وہی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ ہے سکینہؑ

ڈرتی تھی اندھیرے سے اندھیرے میں لحد ہے
تاریخ مظالم میں یہی ظلم کی حد ہے
شبیرؑ کی گودی میں جو نازوں سے پلی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ سکینہؑ

جن راہوں سے گزری ہے لہو دل کا بہاتی
نیزوں پہ جو سر تھے اُنہیں روداد سناتی
تا کرب و بلا شام تلک روتی گئی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ ہے سکینہؑ

پانی میں نظر آتا تھا بھائی کا جو چہرا
لب تک نہیں لاتی تھی گرا دیتی تھی کوزا
پیاسی تھی وہ پیاسی تھی وہ پیاسی ہی رہی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ ہے سکینہؑ

اب خاک کے بستر پہ وہ سو پائے گی کیسے
سوتی تھی جو شبیرؑ کے سینے سے لپٹ کے
اک شمع بھی مرقد پہ نہیں اس کے جلی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ سکینہؑ

کانوں سے لہو بہتا رہا آنکھ سے آنسو
چادر کی جگہ چہرے پہ بکھرے رہے گیسو
گردن اُسی معصومہ کی رسی میں بندھی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ سکینہؑ

نیند آتی نہ تھی آئی تو جاگی نہیں بچی
رو رو کے بلاتی رہی مادر بھی پھوپھی بھی
ماں کہتی رہی گھر چلو، ماں گھر کو چلی ہے
ہاں وہ ہے سکینہؑ، ہاں وہ سکینہؑ

ریحان اگر شام کے زندان میں جانا
نوحے میں یہ اک بات بھی رو رو کے سنانا
جو گلشنِ سادات کی معصوم کلی ہے
ہاں وہ ہے، سکینہؑ، ہاں وہ ہے سکینہؑ

......☆......☆......

حیدرؑ کی نمازوں کی دُعا، حضرتِ عباسؑ

(سیّد محمد نقی: انجمن الذوالفقار)

حیدرؑ کی نمازوں کی دُعا، حضرتِ عباسؑ
کیا صبر ہے کیا ضبط ہے یا حضرتِ عباسؑ

تم جیسا تو دنیا میں بہادر نہیں دیکھا
ہے سر تا قدم ہو بہو انداز علیؑ کا
تم سے ہوئی منسوب وفا، حضرتِ عباسؑ

حیدرؑ کی دعاؤں کا اثر ہے تری تخلیق
جبرئیلؑ کا استاد ہے تیرا بھی اطالیق
زہراؑ نے تمہیں بیٹا کہا، حضرتِ عباسؑ

یوں حرفِ وفا بن گیا جز نام کا تیرے
خوشبو کا تعلق ہو کسی پھول سے جیسے
پرچم تیرا زہراؑ کی دعا، حضرتِ عباسؑ

اک مشک بچانے میں قلم ہوگئے بازو
آنکھوں سے رواں صورتِ دریا ہوئے آنسو
آتی تھی سکینہؑ سے حیا، حضرتِ عباسؑ

گھوڑے سے گرے خاک پہ سرورؑ کو صدا دی
عباسؑ ترے غم نے کمر شہہؑ کی جھکا دی
تھے شاہِ نجف محوِ بکا، حضرتِ عباسؑ

کیا تم کو اجل آئی کہ پیاسہ کوئی بچہ
پانی کے لئے ہاتھ میں لیتا نہ تھا کوزا
چھینی گئی زینبؑ کی ردا، حضرتِ عباسؑ

سجادؑ تیرے بعد ہوئے بستۂ زنجیر
سر ننگے گئی شام کے دربار میں ہمشیر
ہر ایک قدم پر تھی جفا، حضرتِ عباسؑ

جب خوں میں بھرا آیا تھا عباسؑ کا پرچم
سیدانیاں کرنے لگیں سر پیٹ کے ماتم
زینبؑ نے کہا بھائی مرا، حضرتِ عباسؑ

ریحانؔ جو عباسؑ کی مل جائے غلامی
قدسی بھی ترے در پہ کریں آ کے سلامی
دیکھیں تری جانب جو ذرا، حضرتِ عباسؑ

......☆......☆......

یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

(سیّد محمد نقی: انجمن الذوالفقار)

یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے
میں اس پہ فدا یہ میرے بابا پہ فدا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

حیدرؑ کی تمناؤں نے برسوں جسے پالا
یہ فاطمہؑ زہرا کی دعاؤں کا حوالا
سقائیٔ اسے ساقیؐ کوثر سے ملی ہے
یہ مشک اُٹھائے جو سوئے نہر چلا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

اس کو دلِ شبیرؑ کا احساس پکارو
زینبؑ کے لبوں سے اِسے عباسؑ پکارو
کہتے ہیں اِسے حضرتِ شبیرؑ کا بازو
جو اِس کا علم ہے وہی زینبؑ کی ردا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

سایہ میرے بابا کا کوئی ہے تو یہی ہے
لہجہ میرے دادا کا کوئی ہے تو یہی ہے
نو لاکھ کے لشکر سے اکیلا ہی لڑے گا
یہ سارا عرب چھین لے یہ علقمہ کیا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

یہ مشک میں بھر لائیں گے دریا کی روانی
مجھ سے یہی کہتی ہے میری تشنہ دہانی
اک حملے میں دریا پہ پہنچ جائیں گے عباسؑ
ہاں ان کے لئے شرط مگر اذنِ وَغا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

یہ چاہیں تو رُک سکتی ہے دریا کی روانی
یہ خون بہادیں گے مگر لائیں گے پانی
معلوم نہیں لشکرِ کفار کو یہ بات
عباسؑ نے وعدہ یہ سکینہؑ سے کیا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

افسوس کہ قدرت کو تھا منظور ہی کچھ اور
عاشور کو لکھا گیا دستور ہی کچھ اور
دریا پہ قلم ہوگئے عباسؑ کے بازو
اب درد میں ڈوبی یہ سکینہؑ کی صدا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے
اللہ یہ کیا ظلم ہوا کرب و بلا میں
وہ شیر ترائی پہ گرا دشتِ بلا میں
کفّار یہ کہتے تھے سکینہؑ سے کہو اب
وہ جملہ کہے پھر جو ابھی اُس نے کہا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے
مقتل سے گزرتے تھے اسیرانِ ستم جب
اِک لاش کو دیکھا تو سکینہؑ نے کہا تب
رکیئے پھوپھی اماں میں نہیں جاؤں گی یاں سے
یہ لاشۂ بے دست جو ریتی پہ پڑا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے
وہ گیارہ محرم وہ نقیؔ قافلۂ غم
ریحان حرم گذرے جو کرتے ہوئے ماتم
اک لاش پکاری کہ خدا حافظ و ناصر
گھبرا کے سکینہؑ نے سرِ دشت کہا ہے
یہ ماہ بنی ہاشم، یہ میرا چچا ہے

......☆......☆......

تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے
بے سر ہیں پڑے لاشے جنگل ہے بیاباں ہے

کہتی ہے چلے آؤ دریا سے مرے بھائی
فوجیں بڑھی آتی ہیں ہمشیر پریشان ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

عابدؑ کا جلا بستر بے مقنع ہوئی خواہر
اس گھور اندھیرے میں اشکوں سے چراغاں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

رخسار ہوئے نیلے اعدا کے طمانچوں سے
اب بالی سکینہؑ ہے اور یادِ چچا جاں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

خاک اڑنے لگی بن میں لاشے ہیں پڑے رن میں
شبیرؑ کا لاشہ اب زیرِ سمِ اسپاں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

بے بازو ہوئے تم بھی بے آس ہوئے ہم بھی
سامان لٹا سارا بس موت کا ساماں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

کوئی نہیں پہرے پر تم نہر پہ سوتے ہو
ہے مجھ کو یقیں بھیا تقدیر میں زنداں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

جلتے ہوئے خیموں میں جھولا جلا اصغرؑ کا
خوں روتی ہوئی آنکھیں یا خوں بھرا میداں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

اس شامِ غریباں میں سر پر نہ رہی چادر
بھیا تری بہنا کا اللہ نگہباں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

ریحاںؔ قلم میرا لکھتے ہوئے یہ نوحہ
خوں روتا رہا پیہم قرطاس بھی گریاں ہے
تنہائی کا عالم ہے اور شامِ غریباں ہے

☆☆

برچھی کی انی سینۂ اکبرؑ میں اترنا

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

برچھی کی انی سینۂ اکبرؑ میں اترنا
وہ ایڑیاں ہم شکلِ پیمبر کا رگڑنا
شبیرؑ نہ بھولے

کس وقت میں پانی علی اکبرؑ نے تھا مانگا، روتے رہے مولا
دریا کی طرف دیکھ کے غازی کو بلانا
شبیرؑ نہ بھولے

لاشہ علی اکبرؑ کا جو مولا سے نہ اُٹھا، ایک حشر تھا برپا
زینبؑ کا درِ خیمہ سے باہر نکل آنا
شبیرؑ نہ بھولے

جاتے ہوئے مقتل کی طرف ترا، وہ اکبرؑ ہم شکلِ پیمبر، اے شبیہ پیمبر
مڑ مڑ کے شہہؑ والا کو وہ دیکھتے جانا
شبیرؑ نہ بھولے

اٹھارہ برس جس کو بڑے ناز سے پالا وہ گیسوؤں والا
اُس لال کی میت کو اکیلے ہی اٹھانا
شبیرؑ نہ بھولے

پانی علی اکبرؑ نے دمِ مرگ جو مانگا، یہ کیسا ستم تھا
مرتے ہوئے اُس لال کو پانی نہ پلانا
شبیرؑ نہ بھولے

ماں کہتی تھی بے سر ہوئے سہرا بھی نہ دیکھا، فریاد خدایا
لیلٰیؑ کا تڑپتے ہوئے نوحہ یہ سنانا
شبیرؑ نہ بھولے

خط قاصدِ صغراؑ لیے آیا سرِ مقتل، ہر سمت تھی ہلچل
زینبؑ کو اُسی خط کو کلیجے سے لگانا
شبیرؑ نہ بھولے

کہتی تھی سکینہؑ میرے بھیا علی اکبرؑ کب آؤ گے تم گھر
کیا رہ گیا قسمت میں میری اشک بہانا
شبیرؑ نہ بھولے

دنیا نے بھلایا ہے ہمیں اسلم و ریحانؔ، ہم کیوں ہوں پریشان
پر ہجرِ حدا بیت گیا کتنا زمانہ
شبیرؑ نہ بھولے

......☆......☆......

نانا تیری زینبؑ نے وہ درد اُٹھائے ہیں

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

نانا تیری زینبؑ نے وہ درد اُٹھائے ہیں
عباسؑ کے نیزے پر آنسو نکل آئے ہیں

پڑھتے تھے ترا کلمہ گھر میرا جلاتے تھے
بے پردہ ہمیں دیکھو بازار میں لائے ہیں

روئی ہوں سرِ مقتل بھائی کے جنازے پر
کیا تم سے کہوں نانا غم کتنے اُٹھائے ہیں

اکبرؑ کے کلیجے میں پھل برچھی کا دیکھا ہے
نانا تیری زینبؑ پر آلام کے سائے ہیں

عابدؑ کو سنبھالا ہے بچوں کو تسلی دی
اُن پر جو برستے تھے وہ سنگ بھی کھائے ہیں

لاشوں کی طرح دل بھی پامال ہوا میرا
کس طرح حُرم تیرے گھر لوٹ کے آئے ہیں

بازو کے نشاں دیکھو، سوغات سفر دیکھو
سر زخمی، جگر زخمی غم ساتھ میں لائے ہیں

اصغرؑ کو سرِ مقتل، زنداں میں سکینہؑ کو
مت پوچھ میرے نانا کیوں چھوڑ کے آئے ہیں

دل ڈوب گیا میرا جب شام غریباں میں
اشکوں کے دیئے میں نے آنکھوں میں جلائے ہیں

ریحانؔ کا یہ نوحہ اسلمؔ یوں بیان کرنا
سب اہل عزا کہہ دیں غازی یہاں آئے ہیں

میں زندہ رہوں کیسے، عباسؑ نہیں ہے

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

میں زندہ رہوں کیسے، عباسؑ نہیں ہے
جلتے ہیں یہاں خیمے، عباسؑ نہیں ہے

چادر کا کروں ماتم، یا تیرا مناؤں غم
دل پھٹنے لگا غم سے، عباسؑ نہیں ہے

زینبؑ نے کہا ہائے، سب مشک و علم آئے
دل کیسے نہ گھبرائے، عباسؑ نہیں ہے

لو شامِ الم آئی، زینبؑ پہ ہے تنہائی
بچے ہیں بہت پیاسے، عباسؑ نہیں ہے

دل رویا سکینہؑ کا، جب خالی علم آیا
یہ کہہ کے رکھے کوزے، عباسؑ نہیں ہے

جب چادریں چھنتی تھیں، تب بیبیاں کہتی تھیں
ظالم جو اِدھر آئے، عباسؑ نہیں ہے

زخمی ہے جگر میرا، مارا گیا سب کنبہ
سو(۱۰۰) ٹکڑے ہوئے دل کے، عباسؑ نہیں ہے

دربارِ ستم دیکھا، بازارِ الم دیکھا
غم کیسے اُٹھے مجھ سے، عباسؑ نہیں ہے

ریحانؔ ہوں یا اسلمؔ، کیونکر نہ کریں ماتم
زینبؑ جو کہیں روکے، عباسؑ نہیں ہے

......☆......☆......

ماں وطن جارہی ہے، سکینہؑ اُٹھو

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

ماں وطن جارہی ہے، سکینہؑ اُٹھو
اب رہائی ملی ہے، سکینہؑ اُٹھو

اُٹھ کے سینے سے لگ جاؤ اے لاڈلی
اب طمانچے نہ مارے گا تم کو کوئی
تم سے ماں کہہ رہی ہے، سکینہؑ اُٹھو

تم تو سوتی نہ تھیں خوف سے شمر کے
نیند زندان میں کیسے آئی تجھے
لو سحر ہوچکی ہے، سکینہؑ اُٹھو

خوں بھرا تیرا کرتا بدل دوں گی میں
اُٹھ کے بیٹھو کہ اب گود میں لوں گی میں
ریسمان کھل گئی ہے، سکینہؑ اُٹھو

زخمی کانوں پہ مرہم لگائے گی ماں
اپنے پہلو میں تجھ کو سُلائے گی ماں
گود خالی میری ہے، سکینہؑ اُٹھو

خط مدینے سے صغراؑ کا بھی آ گیا
کیا جواب اس کو لکھوں مجھے تو بتا
وہ تجھے پوچھتی ہے، سکینہؑ اُٹھو

تم سے ملنے کو آیا ہے بابا کا سر
تجھ پہ صدقے ہو ماں جاگ نورِ نظر
ماں صدا دے رہی ہے، سکینہؑ اُٹھو

تم تو کہتی تھیں یاں سے چلو گھر چلو
بستیٔ بے اماں سے چلو گھر چلو
وہ گھڑی آگئی ہے، سکینہؑ اُٹھو
ہائے ریحانؔ و اسلم وہ غم کا سماں
ماں کی فریاد سے رو دیا آسماں
لاش سے کہہ رہی ہے، سکینہؑ اُٹھو

......☆......☆......

اے میری پھوپھی جانی، میں کیسے پیوں پانی

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

اے میری پھوپھی جانی، میں کیسے پیوں پانی
پردیس ہے مقتل ہے تاریک یہ جنگل ہے
ہے بے سرو سامانی، میں کیسے پیوں پانی
بابا میرا پیاسا ہے، بھیا میرا پیاسا
ہے غم کی فراوانی میں، کیسے پیوں پانی
مہمان مسافر ہیں، کچھ کہنے سے قاصر ہیں
یہ کیسی ہے مہمانی، میں کیسے پیوں پانی
قبضہ ہے ترائی پر، کیوں عموں نہ آئے گھر
جاتی نہیں حیرانی، میں کیسے پیوں پانی
محروم رہا اصغرؑ، پیکاں لگا گردن پر
ہے خون کی ارزانی، میں کیسے پیوں پانی
مشک آئی علم آیا، آیا نہ چچا میرا
ہے دل کو پریشانی، میں کیسے پیوں پانی

جو آس تھی وہ ٹوٹی، تقدیر بھی اب روٹھی
ریتی پہ بہا پانی، میں کیسے پیوں پانی
غموں سے کوئی کہہ دے، دریا پہ ذرا جا کے
میں ہوتی ہوں زندانی، میں کیسے پیوں پانی
دریا کی ترائی نے، لمحوں کی جدائی نے
ہے چادر غم تانی، میں کیسے پیوں پانی
نوحہ تھا سکینہؑ کا، ریحان سرِ صحرا
جو مرضیِ ربانی میں، کیسے پیوں پانی

......☆......☆......

اصغرؑ کو سجا کر بھیجا مقتل کی طرف جب ماں نے

(رضا عباس شاہ)

اصغرؑ کو سجا کر بھیجا مقتل کی طرف جب ماں نے
تیروں کو پسینے آئے کفار لگے گھبرانے
ھل من کی صدا کو سن کر لبیک کہا اصغرؑ نے
وہ پیاسا چلا تھا گھر سے تیروں کی پیاس بجھانے
جھولے کو جھلا کر مادر بہلاتی تھی اپنے دل کو
شبیرؑ مگر کہتے تھے یہ تیر چلے ہیں کھانے
ہتھیار تبسم والا بے شیر جو لے کر آیا
کیا حال ہوا لشکر کا یہ بات خدا ہی جانے
اصغرؑ کا لہو چہرے پہ ملا زہراؑ کے پسر نے اتنا
رخصت کے لئے جب گھر آئے سجادؑ نہیں پہچانے

دم توڑ دیا جب ہاتھوں پر مولا نے کہا اے اصغرؑ
دادا کو صدا دو بیٹا وہ آئیں تجھے دفنانے
سائے میں نہیں پھر بیٹھی ماں اصغرؑ کی یہ دیکھا
زندہ نہ رہی پھر بانو جب حکم دیا مولا نے
عباسؔ رضا یہ نوحہ ریحانؔ نے کیسا لکھا
مجلس میں دعائیں دی ہیں رو رو کے اہل عزا نے

......☆......☆......

شبیرؑ کا سرتن سے جدا ہو گیا جس دم

(سیّد محمد نقی: انجمن الذوالفقار)

شبیرؑ کا سرتن سے جدا ہوگیا جس دم
تن خاک پہ سر نیزے پہ لے کر چلے اظلم
میدانِ بلا سوگ میں کرنے لگا ماتم
سیدانیاں سر پیٹ کے رونے لگیں پیہم
شبیرؑ کا سر نیزے پہ کہتا تھا بدن سے
اللہ تجھے ڈھانپ دے اے کاش کفن سے

القصہ یہ سَر، شام کے دربار میں پہنچا
قران سناتا ہوا، پڑھتا ہوا نوحہ
آنکھوں سے ٹپکتا تا، لہو برسرِ نیزہ
تھا رنج عیاں چہرے سے زینبؑ کی ردا کا
جب کرب و بلا قید سے یہ قافلہ آیا
پھر سے جسدو سَر، ملے وہ مرحلہ آیا

جس وقت نظر سر کی پڑی اپنے بدن پر
دیکھا کہ سجا زخموں سے ہے وہ تنِ اطہر
نہ گور میسّر نہ کفن کے لیے چادر
گویا ہوا تب اپنے بدن سے سرِ سرورؑ
کیا حال مرے بعد ہوا کچھ تو بتا دے
کیا گزری بدن تجھ پہ وہ احوال سنا دے

ناگاہ بدن پر ہوا اک لرزہ سا طاری
جو زخم تھے سب پھٹ گئے خوں ہوگیا جاری
کہنے لگا وہ سَر، سے بصد گریہ و زاری
اے سَر، بڑی پُر درد ہے تقدیر ہماری
تو نیزے پہ قران سناتا جو چلا تھا
گھوڑوں نے مجھے دشت میں پامال کیا تھا

پوشاک پرانی جو دم قتل تھی مجھ پر
وہ لُوٹ کے سب لے گئے آخر کو ستم گر
انگلی میں انگوٹھی تھی نشانیٔ پیمبرؐ
اُس کے لئے انگلی پہ چلایا گیا خنجر
اعضائے بدن خاک پہ یوں بکھرے تھے سارے
لگتا تھا کہ بکھرے ہیں یہ قران کے پارے

جلتی ہوئی ریتی نے مجھے ڈھانپنا چاہا
مجھ پر، پَر جبرئیل بھی کرنے لگے سایہ
سورج نے تمازت کو بہت اپنی گھٹایا
پر نانا کی اُمت نے کفن بھی نہ اوڑھایا
میں خاک پہ جلتا رہا روتی رہیں زہراؑ
صدقے میرے اس حال پہ ہوتی رہیں زہراؑ

تیروں پہ معلق تھا کہاں تھا میں زمیں پر
غربت پہ میری تڑپا بہت لاشۂ اکبر
پھر بعد میں وہ تیر ہوئے سینے سے باہر
اچھا ہوا اُس وقت نہ تھی سینے پہ دختر
سب تیر گزر جاتے سکینہؑ کے بدن سے
گر جاتا فلک فرش پہ اس رنج و محن سے

سب قافلہ رخصت ہوا میں رہ گیا تنہا
پھر جشنِ ظفر دشت میں کرنے لگے اعدا
عباسؑ کا لاشہ جو پڑا تھا لبِ دریا
وہ بھی میری مظلومی پہ خود نوحہ کناں تھا
مجھ پر تو اے سر بعد شہادت بھی جفا تھی
اے سر تو بتا شام کی جو آب و ہوا تھی

یہ سن کے سرِ شاہ سے خوں ہوگیا جاری
لب ہلنے لگے دشت پہ لرزہ ہوا طاری
سر، بولا نہ سن پائے گا روداد ہماری
وہ راہ مصیبت بڑی مشکل سے گزاری
وہ منظرِ غم ناک میری آنکھوں نے دیکھے
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے وہ لمحے

زینبؑ کے کھلے سر پہ برستے رہے پتھر
تھی زد پہ طمانچوں کے سکینہؑ میری دختر
سجادؑ پہ دُرّوں کی تھی برسات برابر
بڑھتا تھا ستم اور جو میں کہتا تھا روکر
اے ظالموں دیکھو میری بچی کو نہ مارو
کچھ دیر کو سجادؑ کے یہ طوق اتارو

کوٹھوں پہ تماشائی تھے اور اہلِ حرم تھے
جکڑے ہوئے زنجیروں میں عابدؑ کے قدم تھے
اے میرے بدن میرے یتیموں پہ ستم تھے
اک زینبؑ دل گیر تھی اور سینکڑوں غم تھے

میں نے وہ ستم دیکھے ہیں بالائے سناں سے
پُرسے کو ملک آگئے گھبرا کے جناں سے

رکھا گیا جس وقت مجھے طشتِ طلاء میں
سر ننگے حرم آئے تھے دربارِ جفا میں
کفار کی سب عورتیں بیٹھی تھیں رِدا میں
بے پردہ بہن میری تھی دربارِ بلا میں

دنداں پہ چھڑی مار کے ظالم یہ پکارا
آواز دو کیوں آتا نہیں شیر خدا کا

دم توڑتے میں نے تو سکینہؑ کو ہے دیکھا
زنداں میں مرقد میری بچی کا بنا تھا
کچھ غسل و کفن بھی نہیں ہو پایا تھا اُس کا
چپکا جو بدن سے تو اترتا نہ تھا کرتا

آنکھوں میں میری یہ جو لہو دیکھ رہا ہے
یہ حال سکینہؑ کے جنازے پہ ہوا ہے

یہ گفتگو سر اور بدن کی جو نقی تھی
کربل کی زمیں اور فضا کانپ رہی تھی
رودادِ ستم جسم پہ اور سر پہ لکھی تھی
گودی میں لئے سر جو کھڑی بنت علیؑ تھی

ریحان وہ لاشے جو سرِ دشت پڑے تھے
وہ فرطِ غم و رنج سے سب کانپ رہے تھے

......☆......☆......

کیوں شہرِ خراساں کی فضا سوگوار ہے

(انجمن عونؑ و محمدؑ)

کیوں شہرِ خراساں کی فضا سوگوار ہے
یہ کس کے غم میں خلقِ خدا سوگوار ہے

کالے لباس پہنے ہوئے ہیں یہ بام و در
مشہد کی ہر گلی میں ہوا سوگوار ہے

مثلِ حسنؑ شہید ہوا پھر علیؑ کا لعل
پھر آج روحِ شیرِ خدا سوگوار ہے

زہراؑ کے بین گونج رہے ہیں فضاؤں میں
مشہد میں تازہ کرب و بلا سوگوار ہے

تابوت اُٹھ رہا ہے امامِ غریبؑ کا
ہر اک مُحبِّ آلِ عبا سوگوار ہے

معصومہؑ قم کی آئی ہے بھائی کے سوگ میں
گرچہ نہیں رسن میں گلا سوگوار ہے

دفن و کفن میں باپ کے بیٹا شریک ہے
سجادؑ یاد آ گیا کیا سوگوار ہے

مولا رضاؑ شہید ہوئے وا مصیبتا
کرب و بلا میں خاکِ شفا سوگوار ہے

ظالم نے ظلم وجور سے اُن کو کیا شہید
عباسؑ با وفا کی وفا سوگوار ہے

اب کس کا نام لے کے دعائیں کرے کوئی
ہونٹوں پہ آ کے حرفِ دُعا سوگوار ہے

ریحان میرے خامہ و قرطاس ہیں اداس
نوحے میں میرے دل کی صدا سوگوار ہے

اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

(انجمن غلامانِ حُر)

کہتے تھے دمِ قتل یہی سیّدِ والا
ظالم نے ابھی تن سے میرا سر نہیں کاٹا
اے میری بہن اب ہے یہی حکم ہمارا
اس وقت میرے درد کی شدت نہ بڑھاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

زندہ ہے ابھی بھائی ابھی آنکھوں میں دم ہے
اب وقت میرے پاس زیادہ نہیں کم ہے
زینبؑ تمہیں اماں کی وصیّت کی قسم ہے
تم خاک نہ میرے لئے میداں میں اڑاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

کیوں چھوڑ کے بچوں کو نکل آئی ہو گھر سے
ڈھلکی ہوئی چادر ہے بہن کیوں ترے سر سے
ایسا نہ ہو خوں بہنے لگے میری نظر سے
سہمی ہے سکینہؑ میری تم اس کو سلاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

بیمار بھتیجے کا سہارا بھی تمہی ہو
وہ غش میں ہے جاؤ اُسے کچھ دیر سنبھالو
جانا ہے ابھی شام کے بازاروں میں تُم کو
تم خوں بھرے عباسؑ کے پرچم کو اُٹھاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

قاسمؑ کی دلہن کو بھی تسلی ذرا دے دو
تم مادر اصغرؑ کو کلیجے سے لگالو
بچے مرے پیاسے ہیں انہیں جاکے سنبھالو
تم سوگ علم دار کا، اکبرؑ کا مناؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

زخموں میں مرے جلتی ہوئی خاک ہے زینبؑ
تیروں سے بدن چھلنی جگر چاک ہے زینبؑ
مظلوم نہ مجھ سا تہہ افلاک ہے زینبؑ
خیمے سے نکل کر میرے دل کو نہ دُکھاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

تم دیکھ نہیں سکتی ہو پامالی کا منظر
دوڑیں گے ابھی گھوڑے میری لاش کے اُوپر
نیزے پہ نظر آئے گا کچھ دیر میں یہ سر
تم شامِ غریباں کی اذیت کو اُٹھاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

تم کو تو ابھی شام کو سر کرنا ہے بی بی
تم کو ابھی کانٹوں پہ سفر کرنا ہے بی بی
تا شام لہو اپنا جگر کرنا ہے بی بی
اماں ہیں سرہانے مرے آنسو نہ بہاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

تم شب کی نمازوں میں نہ بھائی کو بھلانا
جب پانی ملے اُس پہ میری نذر دلانا
تم فرشِ عزا میری زمانے میں بچھانا
اب صبر کو تم آج سے جاگیر بناؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

ریحان شہہؑ کرب و بلا سیدِ خوش خُو
کہتے تھے بہن ہوں گے رسن میں تیرے بازو
میں دیکھ نہیں سکتا ہوں زینبؑ تیرے آنسو
رو کر دمِ آخر مجھے زینبؑ نہ رلاؤ
اے میری بہن جاؤ، خیمے میں چلی جاؤ

......☆......☆......

سجادؑ کی آنکھوں میں کربل کی کہانی ہے

(انجمن غلامانِ حُر)

سجادؑ کی آنکھوں میں کربل کی کہانی ہے
مصروف ہیں ماتم میں اور اشک فشانی ہے
پیاسوں کی زبانوں پر ہے شورِ عطش جاری
جلتے ہوئے خیمے ہیں، نزدیک ہی پانی ہے
بے پردہ نبی زادی، بے گور نبی زادہ
روحِ ابو طالبؑ ہے اور مرثیہ خوانی ہے
ہے شامِ غریباں میں پھیلا ہوا سناٹا
سوئی ہوئی مقتل میں اکبرؑ کی جوانی ہے
فریاد وہ اک ماں کی اک جھولے کے جلنے پر
اصغرؑ کے لئے نوحہ اشکوں کی زبانی ہے
خاموش فضاؤں میں یہ نوحہ تھا دریا کا
ناموسِ پیمبرؐ ہے اور تشنہ دھانی ہے
آباد ہوا مقتل اب شام بسائیں گے
مہمانوں کی کربل سے اب نقلِ مکانی ہے

قاسمؑ کے جنازے کو ماں گود میں کیسے لے
قاسمؑ کے لہو سے تر پوشاک شاہانی ہے
بھائی میں ترا بدلہ لوں گی تیرے قاتل سے
زینبؑ نے سرِ مقتل منّت یہی مانی ہے
خونِ علی اصغر سے شہہؑ کر کے وضو بولے
جنّت میں یہی صورت نانا کو دکھانی ہے
صدقہ ہے یہ سب کاشفؔ اولاد پیمبرؐ کا
ریحان قلم میں جو کوثر کی روانی ہے

......☆......☆......

جاؤ اے بہن جاؤ تم کو شام جانا ہے

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

جاؤ اے بہن جاؤ تم کو شام جانا ہے
پر میری سکینہؑ کو ظلم سے بچانا ہے
سر ہمارا روئے گا، تیری بے ردائی پر
تم کو ظلم سہہ کر بھی، سر نہیں جھکانا ہے
تم ہی اک سہارا ہو، بے کسوں کا اے زینبؑ
ہر قدم پہ عابدؑ کا، حوصلہ بڑھانا ہے
قید میں سکینہؑ کو، جس گھڑی اجل آئے
نم زمین پر اُس کی، قبر کو بنانا ہے
ڈرتی ہے اندھیروں سے، میری لاڈلی بیٹی
اشک کا دیا اُس کی قبر پر جلانا ہے

راہِ شام میں تم سے، ملنے آئیں گی اماں
اُن کو میری غربت کی، داستاں سنانا ہے
ہم تو وعدۂ طفلی، خون سے نبھا بیٹھے
تم کو میرے وعدے کی، زندگی بڑھانا ہے
تم کو راہِ کوفہ میں، گھر ملے جو شیریں کا
کہنا اُس کا سر آیا، جس کو ملنے آنا ہے
گر کے اونٹ سے کوئی، گر شہید ہو بچہ
اُس کی قبر سائے میں، اے بہن بنانا ہے
پتھروں کی بارش میں، جب گزر تمہارا ہو
بد دعا نہیں دینا، صبر ہی دکھانا ہے
راہِ غم میں اے ریحان، بین تھے یہ مولا کے
پانی جب ملے میری، فاتحہ دلانا ہے

......☆......☆......

تجھ کو روؤں کہ علَم تیرا سنبھالوں غازیؑ

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

تجھ کو روؤں کہ علَم تیرا سنبھالوں غازیؑ
آنکھ سے تیر تیری کیسے نکالوں غازیؑ
تیرے مرنے نے کمر میری جھکا دی بھائی
خاک سے لاش تری کیسے اُٹھالوں غازیؑ
مجھ سے اُٹھتا نہیں اے بھائی جنازہ ترا
رک ذرا خیمے سے بچوں کو بلالوں غازیؑ

سہرا چہرا ہی سنادے گا کہانی ساری
ترے مرنے کی خبر کیسے چھپالوں غازیؑ
زخمی مشکیزہ سکینہؑ کو دکھاؤں کیوں کر
زخم اک اور کلیجے پہ لگالوں غازیؑ
خوں بھرا تیرا علم دیکھے گی زینبؑ کیسے
کیسے اس فکر کو میں ذہن سے ٹالوں غازیؑ
تم تو لشکر کے علم دار تھے تم ہی نہ رہے
کون ہے جس کو علم دار بنالوں غازیؑ
دین بھی، چادرِ زینبؑ بھی ہے لٹنے کے قریں
تو بتا چادریں یا دین بچالوں غازیؑ
ہم بھی ہیں اب تو کمر بستہ شہادت کے لئے
بس ذرا تُربت بے شیر بنالوں غازیؑ
مجھ کو ریحانؔ شفاعت کی سند مل جائے
تیرا نوحہ تیرے روضے پہ سنالوں غازیؑ

......☆......☆......

ہائے بابا کو نہ لے جا، میرے بابا کے ذوالجناح

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

ہائے بابا کو نہ لے جا، میرے بابا کے ذوالجناح
کیسا یہ غل مچا ہے ہائے ہائے، جانے کیا ہو رہا ہے ہائے ہائے
دیکھ پردیس میں بابا سے نہ کر ہم کو جدا
اتنی جلدی تو نہ کر، آخری ہے یہ سفر
بابا کے سینے پہ سو لینے دے، سر رکھ کے ذرا

زخمی بابا ہے مرا، عموں کو نہر سے لا
رسمِ رخصت وہ ادا کرلیں تو پھر شوق سے جا
بین کیونکر نہ کروں، کیسے خاموش رہوں
سوئے مقتل میرا بابا جو ہے مرنے کو چلا
دیکھ روتی ہیں پھوپھی، خیمے کے در پہ کھڑی
اک بہن سے تو نہ کر بھائی کو غربت میں جدا
خشک بابا کی زباں، اُس پہ یہ ریگِ تپاں
سہہ شب و روز کے پیاسے کے لئے پانی تو لا
تجھ کو زہراؑ کی قسم، روک لے اپنے قدم
یا میری لاش کو قدموں کے تلے روند کے جا
کیا ہوئی مجھ سے خطا، ذوالجناح کچھ تو بتا
باپ کے سائے کو پردیس میں سر سے نہ اُٹھا
دوں گی میں تجھ کو دعا، لے کے مقتل میں نہ جا
نہ میرا بھائی ہے موجود نہ موجود چچا
اب کہاں سوؤں گی میں، عمر بھر روؤں گی میں
شب کو سونے کے لئے شہہؑ کا جو سینہ نہ ملا
کون اب سر پہ رہا، میرے بابا کے سوا
بے کفن لاشوں سے آباد ہے سب کرب و بلا
میں بھی ریحان کہوں، دل ہوا جاتا ہے خوں
گونجتی ہے میرے کانوں میں سکینہؑ کی صدا

......☆......☆......

بازار سجا ہے، دربار سجا ہے

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

بازار سجا ہے، دربار سجا ہے
زخموں سے اُدھر عابدؑ بیمار سجا ہے

یہ کون سے قیدی ہیں جو قیدی نہیں لگتے
کیا غم ہے انہیں آنکھ سے آنسو نہیں رُکتے
زنجیروں میں کیوں قافلہ سالار سجا ہے

یہ کس کے تماشے کو تماشائی کھڑے ہیں
پتھر لئے ہاتھوں میں یہ کیوں چھوٹے بڑے ہیں
کیوں شام کا ہر اک درو دیوار سجا ہے

بچوں سے دعائیں بھی کراتے ہیں شفا کی
حد کم نہیں کرتے ہیں مگر جورو جفا کی
نیزے پہ سرِ سیدِ ابرارؑ سجا ہے

ہیں عورتیں پردوں میں ستم گاروں کی ساری
بے محمل و پردہ ہے اسیروں کی عماری
مسجد میں اذاں روتی ہے مینار سجا ہے

ہاتھوں میں رسن بالوں میں ہے گردِ مسافت
پنجوں پہ ہے اک بی بی کھڑی چھوٹی ہے قامت
کانوں کا لہو برسر رُخسار سجا ہے

کس راہ سے لائے ہیں اسیروں کو ستمگر
پیروں کی زمیں خون سے کیوں ہونے لگی تر
سجادؑ کے پیروں میں ہر اک خار سجا ہے

یہ کون ہوا گویا لرزنے لگا دربار
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں قیامت کے ہیں آثار
لہجہ یہ علیؑ کا سرِ دربار سجا ہے
فضہ کے مددگار ہیں دربار میں نانا
بے یارو مددگار مگر تیرا گھرانہ
دربار میں یہ منظرِ خونبار سجا ہے
ریحان پہ زینبؑ کی دعاؤں کا اثر ہے
مصروفِ فغاں شہہؑ پہ جو ہر ایک بشر ہے
ہر گھر پہ علم ترا علم دار سجا ہے

......☆......☆......

بیمار میرا سجادؑ، سالار بنا سجادؑ

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

بیمار میرا سجادؑ، سالار بنا سجادؑ
زنجیر تھی جس پہ نوحہ کناں، اور طوق گلے گا اشک فشاں
نازوں کا پلا سجادؑ، عاشور کے دن جب غش سے اُٹھا
سر نیزے پر تھا بابا کا، کچھ کر نہ سکا سجادؑ
کہتا تھا کہاں ہیں سرورِ دیں، کیوں سُرخ ہوئی کربل کی زمین
کیا تنہا ہوا سجادؑ، تھی شامِ غریباں سر پہ کھڑی
جب پیروں میں زنجیر پڑی، غش کھا کے گرا سجادؑ
جب اہلِ حرم زنداں کو چلے، بے چادر خاک اُڑاتے ہوئے
تھا محوِ بکا سجادؑ، اشکوں سے زمیں تر کرتا چلا

ہونٹوں پہ صدا تھی واویلا، کیوں مر نہ گیا سجادؑ
درّے کبھی برسے سنگ کبھی، تھی گرم زمیں اور تشنہ لبی
گر گر کے اُٹھا سجادؑ، بچہ جو کوئی کرتا تھا فغاں
اُٹھتا تھا دلِ عابدؑ سے دُھواں، جلتا ہی رہا سجادؑ
سر ننگے پھوپھی ہے مادر بھی، یارب نہ مجھے پہچانے کوئی
کرتا تھا دُعا سجادؑ، دربارِ ستم میں ایسے گیا
بے مقنع و چادر تھا کنبہ، پابندِ جفا سجادؑ
وہ ظلم اُٹھا کہ شام تلک، آنکھوں سے گری اک ایک پلک
خود اشک بنا سجادؑ، کس طرح لحد بچی کی بنی
ہاتھوں میں تو تھی زنجیر پڑی، تو خود ہی بتا سجادؑ
میں سوچتا ہوں ریحانؔ یہی، مولا نے اذیت اتنی سہی
کس طرح جیا سجادؑ

......☆......☆......

ہر عزا خانے میں جا کر تیرا ماتم کر لیا

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

ہر عزا خانے میں جا کر تیرا ماتم کر لیا
جب بھی تیری یاد آئی آنکھ کو نم کر لیا
ہر خوشی کی ترے غم سے ہم نے کی ہے ابتدا
شادیوں میں ترے قاسمؑ کے لئے نوحہ پڑھا
اس طرح ماحول کو مثلِ محرم کر لیا
مر گیا کوئی جواں تو روئے اکبرؑ کے لئے
گود کا بچہ مرا تو روئے اصغرؑ کے لئے

اپنے غم کو ترے غم میں اس طرح ضم کرلیا

جب ذرا سا گردشِ حالات نے گھیرا ہمیں
آنکھ بھر کر مشکلوں نے جب کبھی دیکھا ہمیں
سایۂ افگن اپنے سر پر ترا پرچم کرلیا

چودہ (۱۴) صدیاں ہوگئیں باندھے نہیں آنکھوں پہ بند
آہ و زاری ترے غم میں ہم کو ہے اتنی پسند
اپنے زخموں کے لئے اشکوں کو مرہم کرلیا

جب سنا کہ مشکلیں شب خون پر تیار ہیں
تیرے ماتم دار غافل کب ہیں سب ہوشیار ہیں
چین سے سوتے رہے نادِ علیؑ دم کرلیا

وہ تیری زینبؑ جسے ماتم نہیں کرنے دیا
شام کے زنداں میں اُس نے ایسی کی مجلس بپا
آج اک عالم کو جس نے محوِ ماتم کرلیا

لے گئے لکھ کے کفن پر قبر میں نادِ علیؑ
اور کچھ خاکِ شفا بھی اپنے چہرے پر ملی
سختیاں تھیں قبر کی جتنی اُنہیں کم کرلیا

خُلد کے سردار ہیں حسنینؑ ہم ان کے غلام
خُلد میں کیسے نہ جائیں گے عزادارِ امام
خُلد کا ہم نے ارادہ ہے مصمم کرلیا

شہد سے زیادہ ہو میٹھی موت بھی جس کے لئے
اس کا غم کیا ہے یہ اُس کے ماتمی سے پوچھیے
شہہؑ کے مُنکر زندگی کو تو نے کیوں سم کرلیا

نوکری دربانِ جنّت کی مجھے درکار تھی
بے سفارش فکر اے ریحان یہ بیکار تھی
عہدہ دربانی کا حُر سے مل کے محکم کرلیا

سر پیٹ کے بولے شہہؑ ابرار علم دار

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

سر پیٹ کے بولے شہہؑ ابرار علم دار
اب نیند سے جاگو مرے غم خوار علم دار

تنہائی مجھے لے چلی میدانِ وغا میں
اک جشن کا عالم ہے بپا فوجِ جفا میں
چلنے کو ہے شبیرؑ پہ تلوار علم دار

زخمی میرا رہوار ہے، زخمی میرا پیکر
جانے نہیں دیتی مجھے گھر سے میری دختر
ہوجاؤ ذرا نیند سے بیدار علم دار

دیکھو تو ذرا ثانیِ زہراؑ کا تڑپنا
لائی ہے مرے کہنے پہ ملبوس پرانا
خونبار ہے وہ بے کس و لاچار علم دار

دیکھا نہیں جاتا ہے سکینہؑ کا بلکنا
دامن کو پکڑنا کبھی پیروں سے لپٹنا
ہوجائے نہ مرنا میرا دشوار علم دار

بھائی ترے بازو میں اُٹھا لایا بصد غم
پرچم کو ترے دیکھ کے کرتا رہا ماتم
عابدؑ ہے ترے بعد علم دار، علم دار

دیکھو دم رخصت میری لاچاری کا عالم
رخصت کوئی کرتا نہیں کوئی نہیں ہمدم
گرجائے نہ اب صبر کی دیوار علمدار

اکبرؑ کی جدائی علی اصغرؑ کا بچھڑنا
میں بھولا نہیں ہوں ابھی قاسمؑ کا تڑپنا
میں کتنا ہو دل سوز و دل افگار علم دار

ہے خشک گلا، خون سے تر میری جبیں ہے
اے بھائی مجھے پیاس کی برداشت نہیں ہے
پانی کا نہیں پھر بھی طلب گار علم دار

تم سوتے ہو دریا پہ کمر میری جھکی ہے
تنہائی ہے مجبوری ہے اور تشنہ لبی ہے
جینے کے نہیں اب رہے آثار علم دار

ریحان روانہ ہوئے جس دم شہہؑ ابرار
خیموں میں قیامت کے نمایاں ہوئے آثار
شبیرؑ صدا دیتے تھے ہر بار علمدار

......☆......☆......

سنائی کس نے یہ زِنداں میں لوری، سکینہؑ سو رہی ہے

(میر حسن)

سنائی کس نے یہ زِنداں میں لوری، سکینہؑ سو رہی ہے
خدارا زور سے بولے نہ کوئی، سکینہؑ سو رہی ہے
کہا بانوؑ نے اُٹھو شاہ زادی
ہوئی کیا بات کیوں مادر سے روٹھی
اُٹھو بابا کا سر آیا ہے بی بی
مگر زنداں کی ہر دیوار بولی، سکینہؑ سو رہی ہے

تمہارے گوشوارے مل گئے ہیں
در زندان سارے کُھل گئے ہیں
رہائی مل گئی جاتی ہوں گھر کو
مگر سجادؑ کی آواز آئی، سکینہؑ سو رہی ہے

رِدا چھوٹی سی اک سر پر اُڑھادوں
چلو عباسؑ سے تم کو ملا دوں
تمہاری مشک ہے اور اُن کا سینہ
جو دیکھے آسماں کہتا ہے وہ بھی، سکینہؑ سو رہی ہے

رسن کا زخم اشکوں سے دُھلا دوں
تیرے بالوں سے یہ مٹی چھڑا دوں
تیرے تلوؤں کے چھالوں کی دوا دوں
اجل بولی کہ یہ کیسے چلے گی، سکینہؑ سو رہی ہے

نہ اب مارے گا کوئی بھی طمانچے
نہ ہوں گے پھر سے یہ رخسار نیلے
گلا باندھا نہ جائے گا رسن میں
جو آیا شمر تو اُس سے کہوں گی، سکینہؑ سو رہی ہے

ہوئے جب شام کے سائے بھی گہرے
پرندے چہچہاتے جارہے تھے
کہا بانو نے اے اڑتے پرندو
صدائیں روک لو کچھ دیر اپنی، سکینہؑ سو رہی ہے

بنانے قبر جب سجادؑ اُٹھے
تو وہ نادِ علیؑ پڑھنے لگے تھے
بندھے ہاتھوں سے چاہا قبر کھودیں
اچانک پاؤں کی زنجیر چھنکی، سکینہؑ سو رہی ہے

اندھیرا رویا سناٹے سے مل کر
فلک گرنے لگا دھرتی کے اُوپر
بلانے پر بھی جب بچی نہ جاگی
تو بولی یہ فضاؤں کی خموشی، سکینہؑ سو رہی ہے
ادب کی جا ہے یہ ریحان دیکھو
بلند آواز میں ہرگز نہ بولو
یہاں تو فاتحہ بھی دھیرے پڑھنا
یہاں آواز ہو جائے نہ اُونچی، سکینہؑ سو رہی ہے

......☆......☆......

اے شام غریباں میرا عباسؑ کہاں ہے

(انجمن غم خوارانِ عونؑ و محمدؑ)

جلتے ہوئے خیموں سے اُٹھا شور فغاں ہے
اے شام غریباں میرا عباسؑ کہاں ہے
خیموں کی طرف بڑھنے لگا لشکرِ کفار
دوں کس کو صدا کوئی نہیں یاور و غم خوار
بے ہوش ہے خیمے میں میرا عابدِؑ بیمار
لب پر ہے میری جاں میرا عباسؑ کہاں ہے
اے شامِ غریباں، میرا عباسؑ کہاں ہے
اعدا کے طمانچے ہیں سکینہؑ کے ہیں رخسار
کانوں سے لہو بہتا ہے اے سیدِ ابرارؑ
پردیس میں زینبؑ کا نہیں کوئی مددگار
زینبؑ ہے پریشاں میرا عباسؑ کہاں ہے
اے شامِ غریباں، میرا عباسؑ کہاں ہے

وہ شمر لعین آیا رِدا چھیننے میری
وہ کہتا ہے باندھوں گا میں ہاتھوں میں رسن بھی
اب خیر خدا ہی کرے ناموسِ نبی کی
وہ میرا نگہباں میرا عباسؑ کہاں ہے

مقتل سے گزرنا ہے رِدا سر پہ نہیں ہے
سایہ میرے مظلوم برادر پہ نہیں ہے
ملبوس بھی اب تو تنِ سرورؑ پہ نہیں ہے
ہے لاشئہ عریاں میرا عباسؑ کہاں ہے

زنجیر میں جکڑا ہوا بیمار چلا ہے
بازو میرے، رسی میں سکینہؑ کا گلا ہے
چادر کی جگہ سر پہ میرے خاکِ بلا ہے
ہوں بے سرو ساماں میرا عباسؑ کہاں ہے

پردا ہے نہ محمل نہ عماری نہ سواری
لے جاتی ہے زندان میں تقدیر ہماری
وہ بالی سکینہؑ وہ علم دار کی پیاری
ہوں لمحوں کی مہماں میرا عباسؑ کہاں ہے

کانٹوں پہ سفر، گرم زمیں، کوفے کا بازار
جُز ذاتِ خدا کون ہے زینبؑ کا مددگار
اس حال میں تو سانس بھی لینا ہوا دشوار
نزدیک ہے زنداں میرا عباسؑ کہاں ہے

قیدی ہوں اُسی شہر میں شہزادی تھی جس کی
بے پردہ کنیزیں بھی نہیں رہتی تھیں میری
آنے کو ہے رستے میں مسلمانوں کی بستی
میں عونؑ کی ہوں ماں میرا عباسؑ کہاں ہے

دُرّوں کے نشان پُشت پہ دل غم سے ہے بوجھل
ہے درد کا صحرا تو غم و رنج کا جنگل
سائے کی طرح سر پہ ہے آلام کا بادل
میں کیا کروں اماں میرا عباسؑ کہاں ہے

نوحہ یہ میثمؔ مرا دل کاٹ رہا ہے
ریحان نے اشکوں کی زبانی جو لکھا ہے
ہر آنکھ ہے گریاں میرا عباسؑ کہاں ہے

......☆......☆......

زہراؑ کا تصدّق مجھے بابا سے ملا دو

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

روضے پہ محمدؐ کے بکا کرتی تھی صغراؑ
خط اشکوں سے ہر روز لکھا کرتی تھی صغراؑ
دن رات یہی ایک دعا کرتی تھی صغراؑ
کنبہ میرا لوٹ آئے کہا کرتی تھی صغراؑ
یہ کب کہا میں نے مجھے جینے کی دعا دو، زہراؑ کا تصدّق مجھے بابا سے ملا دو

نانا مجھے ڈستا ہے یہ تنہائی کا عالم
قسمت میں میری اشک ہیں اور گریہ و ماتم
جاتا ہی نہیں اشک فشانی کا یہ موسم
نکلے تھے رجب میں مگر اب آیا محرم
تم کرب و بلا کا مجھے رستہ ہی بتا دو، زہراؑ کا تصدّق مجھے بابا سے ملا دو

بیماری میں بیمار کو ایذا نہیں دیتے

تنہائی کے خنجر سے دلاسا نہیں دیتے
مجبور کو مجبوری میں صدمہ نہیں دیتے
یہ مانا کہ سادات کو صدقہ نہیں دیتے
تم مجھ کو مرے بھائی کا صدقہ ہی دلا دو، زہراؑ، کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

اماں کی محبت نہ پدر کا رہا سایہ
اس سال مجھے عید نے کیا کیا نہ رُلایا
صغرا نے تو غمِ عید کو عیدی میں ہے پایا
حد ہوگئی بابا کا کوئی خط نہیں آیا
فرقت میں مری جاتی ہوں لللّٰہ جلا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

کرتی تھی پھوپھی پیار مجھے ماں سے زیادہ
ماں جیسی پھوپھی نے بھی مجھے آج بھلایا
اک تیر غم و رنج کا دل میں اُتر آیا
ہے رنج و الم نے مجھے سینے سے لگایا
بیمار ہوں بیمار کو بس ایک دوا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

وہ ضُعف و نقاہت ہے قدم اُٹھ نہیں سکتا
رستہ بھی تو معلوم نہیں کرب و بلا کا
اُس سمت کوئی قافلہ بھی تو نہیں جاتا
اِس حال میں بتلایئے اب کیا کرے صغراؑ
تم کرب و بلا کا مجھے رستہ ہی بتا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

اب گھر میں مرے شب کو دیا بھی نہیں جلتا
میں دل بھی جلاؤں تو اندھیرا نہیں جاتا
آتا ہے اچانک جو ہوا کا کوئی جھونکا
میں کہتی ہوں شاید میرا کنبہ پلٹ آیا
اس خواب کو تعبیر کا چہرا ہی دکھا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

لوٹ آؤں گا وعدہ علی اکبرؑ نے کیا تھا
پردیس میں کیا بھول گئے بات یہ بھیا
بیمار ہے لاچار ہے مجبور ہے صغراؑ
جز گریہ و ماتم کے کوئی بس نہیں چلتا
وعدہ علی اکبرؑ کو ذرا یاد دلا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

نانی سے وہ اک روز بصد آہ پکاری
اے نانی میرے ساتھ کرو گریہ و زاری
شیشے میں جو مٹی تھی لہو ہوگئی ساری
لو نانی خبر یہ ہے یتیمی کی ہماری
نانی نے کہا صغراؑ نہ رو رو کے صدا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

صغراؑ کے بلکنے سے لرزتا تھا مدینہ
بیمار کے جینے کا نہ تھا کوئی قرینہ
اشکوں کے تلاطم میں تھا بے کس کا سفینہ
ریحان پھٹا جاتا ہے غم سے میرا سینہ
کوئی مجھے بیمار کا وہ نوحہ سنا دو، زہراؑ کا تصدق مجھے بابا سے ملا دو

......☆......☆......

سیّدہ زینبؑ، سیّدہ زینبؑ

(میر حسن)

سیّدہ زینبؑ، سیّدہ زینبؑ، شام تک آئی، بے رِدا زینبؑ
سیّدہ زینبؑ، سیّدہ زینبؑ

سر زمینِ شام پر تو نے اُجالے کردیئے
چاند اپنے دشتِ ظلمت کے حوالے کردیئے
ثانی زہرا ہے تو، حیدریؑ چہرہ ہے تو، با خدا زینبؑ

طاقتِ قلبِ حسن ابن علیؑ، غازی کی جاں
تو پھوپھی اکبرؑ کی اور عونؑ و محمدؑ کی ہے ماں
لے کے رب کے نام کو، کربلا اور شام کو، سر کیا زینبؑ

تو پسِ شامِ غریباں لے کے غازیؑ کا علم
بن گئی تھی حضرتِ عباسؑ زہراؑ کی قسم
ریسماں ہاتھوں میں تھی، ہر گھڑی آنکھوں میں تھی، کربلا زینبؑ

سیّدِ سجادؑ کی سینہ سپر بن کر چلی
کربلا سے شام تک پڑھتی ہوئی نادِ علیؑ
یہ تھا ترا حوصلہ، دی فلک نے یہ صدا، مرحبا زینبؑ

پیاسے بچوں کو دلاسے ہر قدم دیتی رہی
بیبیوں کو حوصلے بھی دم بہ دم دیتی رہی
منظرِ غم ناک نے، کربلا کی خاک نے، خود کہا زینبؑ

بھائی کا سر نوکِ نیزا پر، ترا سر بے ردا
ہر گھڑی تازہ ستم تھا، ہر گھڑی تازہ جفا
صبر میں شبیرؑ تھی، عزم خیر گیر تھی، باحیا زینبؑ

لہجۂ حیدرؑ میں خطبہ شام کے دربار میں
ڈھل گیا تھا ترا لہجہ حیدری تلوار میں
ہر طرف کہرام تھا، زلزلہ ہر گام تھا، جابجا زینبؑ

یا علیؑ کہہ کر اُٹھی تو خود بھی حیدرؑ بن گئی
جب جلال آیا تو عباسِؑ دلاور بن گئی
کانپتے تھے اشقیاء، دم بخود تھی کربلا، چُپ ہوا زینبؑ

آنسوؤں سے داستانِ کربلا لکھتی گئی
یا علیؑ، یا ایلیا، یا مرتضٰی لکھتی گئی
قافلہ چلتا رہا، حوصلہ بڑھتا رہا، آپ کا زینبؑ

کردیا برباد تختِ شام کو اک آن میں
گفتگو بی بی نے کی جب لہجۂ قران میں
داد دیتے تھے علیؑ، مرحبا بولے نبیؐ، سیدہ زینبؑ
مشکلیں ریحانؔ میری مشکلوں میں پڑ گئیں
خوفِ دنیا، خوفِ برزخ، خوفِ محشر بھی نہیں
قبر روشن ہوگئی، موت بھی تھی زندگی، جب کہا زینبؑ

......☆......☆......

شبیرؑ کا ماتم ہوگا سدا، زنجیر کا ماتم ہوگا سدا

(انجمن غلامانِ حُر)

شبیرؑ کا ماتم ہوگا سدا، زنجیر کا ماتم ہوگا سدا
دلگیر تھیں زینبؑ کربل میں، دل گیر کا ماتم ہوگا سدا

سر رکھتے رہیں تلواروں پر
خنجر کی چمکتی دھاروں پر
ہے سب کے دل کی ایک صدا

یہ ماتم تو ایمان میں ہے، یہ ذہن میں ہے وجدان میں ہے
ماتم یہ بسا ہے نس نس میں، یہ خوں کی طرح شریان میں ہے
اس ماتم کے غم خوار نبیؐ، غم خوار کا ماتم ہوگا سدا

یہ ماتم ہے مظلوموں کا، یہ ماتم ہے معصوموں کا
یہ ماتم ہے ان پیاسوں کا، سہہ روز جنہیں پانی نہ ملا
ان مظلوموں کے پُرسے میں، تلوار کا ماتم ہوگا سدا

تصویرِ نبیؐ کا ماتم ہے، معصوم کلی کا ماتم ہے

یہ تشنہ دھن پر رونا ہے، یہ تشنہ لبی کا ماتم ہے
جو غش میں پڑا بیمار رہا، بیمار کا ماتم ہوگا سدا

وہ مشک و علم وہ ایک جری، تا مرگ تھی جس پہ تشنہ لبی
وہ جسکے ہوئے تھے ہاتھ قلم، جو آس تھا سارے لشکر کی
کردارؑ جو تھا حیدرؑ کی طرح، کرار کا ماتم ہوگا سدا

زنجیر کا ماتم کیوں ہے گراں، کیوں اُٹھتا ہے سینوں سے دھواں
زہراؑ کا گھرانہ قتل ہوا، مومن کا لہو ہے محوِ فغاں
جو پیار ہے ابنِ زہراؑ سے، اُس پیار کا ماتم ہوگا صدا

ماتم کے سبب ہم زندہ ہیں، جو اس سے الگ ہیں مردہ ہیں
زَہراؑ کی دعا ہے یہ ماتم، ہم لوگ دعائے زہراؑ ہیں
جو خشک گلوں پر وار ہوئے، اُس وار کا ماتم ہوگا سدا

زَہراؑ نے کیا ہے یہ ماتم، حیدرؑ نے کیا دل کھول کے غم
جبرئیلؑ نے سینہ کوبی کی، ماتم ہے مسلسل اور پیہم
گھر بار لٹا جو کربل میں، گھر بار کا ماتم ہوگا سدا

دربارِ ستم اور زنداں میں، مقتل میں، شامِ غریباں میں
زینبؑ کے بندھے ہاتھوں کی قسم، ماتم یہ ہوا ہر میداں میں
ماتم یہ کیا لاچاروں نے، لاچار کا ماتم ہوگا سدا

ریحان یہ ذمہ داری ہے، گر سانس ہماری جاری ہے
بتلادو ظہورِ مہدیؑ تک، شبیرؑ کی ماتم داری ہے
سردارِ جناں جو قتل ہوا، سردارِ کا ماتم ہوگا سدا

......☆......☆......

شام کا بازار عابدِ بیمار

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

شام کا بازار عابدِ بیمار
ایک قدم بھی چلنا ہے دشوار

آنکھوں سے لہو برسا، جب قید ہوا کنبہ
ناموسِ محمدؐ کے، بازو تھے رسن بستہ
کوئی نہ تھا غم خوار، شام کا بازار، عابد بیمار

ناگاہ رُکا نیزہ، جس پر سرِ سرورؑ تھا
فاقے سے سکینہؑ کے، گرنے کا ہوا چرچا
تڑپے شہہِؑ ابرار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار

مولاؑ پہ مصیبت کا، ہر لمحہ قیامت تھا
بے پردہ تھیں ماں بہنیں، یہ حال تھا غربت کا
سر پر نہ تھی دستار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار

چونتیس (۳۴) برس مولاؑ، روئے ہیں لہو اتنا
رخسار ہوئے زخمی، یہ عالمِ گریہ تھا
تھی لب پہ یہ تکرار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار

چھٹ کر جو وطن آئے، خوں روتے ہوئے ہائے
غم کنبے کا سینے پر، سوغاتِ سفر لائے
جینے سے تھا انکار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار

دل بالی سکینہؑ کا، رہ رہ کے دھڑکتا تھا
اعدا کے طمانچوں کا، اک خوف سا چھایا تھا
زخمی تھے جو رخسار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار

جب ہاتھ پس گردن، باندھے گئے بی بی کے
اُس وقت کے منظر کو، عابدؑ سے کوئی پوچھے
خوں روئے گا بیمار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار
بے پردہ نبیؐ زادی، وہ شام کی شہزادی
دربار میں جب آئی، مولا ہوئے فریادی
اے میری دل افگار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار
زنجیر کی جھنکاریں، ماتم کی تھیں آوازیں
بڑھتا ہی رہا قیدی، گرتی گئیں دیواریں
رستے ہوئے خونبار، شام کی بازار، عابدؑ بیمار
ریحانؔ میرا مولا، جب تک بھی رہا زندہ
خوں روتا تھا کہتا تھا، یہ زخم نہیں بھرتا
ہے صورت تلوار، شام کا بازار، عابدؑ بیمار

......☆......☆......

ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

کربلا، کربلا، آرہی تھی صدا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا
تیری آغوش میں لٹ گیا اک چمن
ہائے مارا گیا آج اک بے وطن
رو رہی ہے فضا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

تشنہ لب رہ گئے یاں امامِ زمن
گرم ریتی پہ لاشہ رہا بے کفن
روتی تھیں سیّدہ ؑ ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

اکبرِ مہہ لقا قاسمِ ؑ گل بدن
حد ہے . پیاسا رہا ایک غنچہ دھن
چھد گیا ہے گلا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

وہ سکینہ ؑ وہ شبیرؑ کی لاڈلی
بعدِ شبیرؑ ہائے جو سو نہ سکی
اس کا دامن جلا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

دستِ عباسؑ جس دم قلم ہوگئے
غم سے شبیرؑ مقتل میں رونے لگے
کہہ کے اے باوفا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

فاطمہؑ قبر سے دشت میں آگئیں
خون روتی رہیں خاک اُڑاتی رہیں
رو دیئے مصطفیٰؐ ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

نوکِ نیزا پہ سر ہائے شبیرؑ کا
کاٹ کر کند خنجر سے رکھا گیا
کیوں فلک نہ گرا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

ایک بیمار اور اس پہ لاکھوں جفا
شام کی سمت زنجیر پہنے چلا
بس یہ کہتا ہوا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

ہائے اسلم وہ دشتِ بلا کی فضا
ہائے ریحان وہ غم میں ڈوبی صدا
علقمہ تو بتا ظلم کیسا ہوا
ظلم کیسا ہوا، کربلا، کربلا

......☆......☆......

پکاری مادرِ مُضطر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

(اسلم ہاشم: انجمن فروغ عزا، لندن)

پکاری مادرِ مُضطر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

ہوں اپنی گود پھیلائے، نجانے کب وہ آجائے
مگر دل پر چلا خنجر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

سناؤں لوریاں کس کو، کہوں گی اپنی جاں کس کو
ہوا سنسان میرا گھر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

اندھیرا بڑھتا جاتا ہے، میرا دل ڈوبا جاتا ہے
کھڑی ہوں کب سے میں در پر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

زباں تھی خشک میری جاں، مگر مجبور تھی یہ ماں
گزارا سارا دن رو کر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

رُلاتا ہے ترا جُھولا، پھٹا جاتا ہے دل میرا
کوئی ڈھونڈو اُسے جا کر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

گیا تھا پینے کو پانی، وہ میرا یوسفِ ثانی
کہاں پہ رہ گیا دلبر، نہیں آیا میرا اصغرؑ
یہاں سے شام جاتی ہوں، چلے آؤ بلاتی ہوں
جیوں گی ترے بن کیونکر، نہیں آیا میرا اصغرؑ
بہت فریاد کرتی ہوں، میں اس کو یاد کرتی ہوں
سنو اے ساقیِ کوثر، نہیں آیا میرا اصغرؑ
ذرا ریحانؔ اور اسلمؔ، کرو اس بات پر ماتم
صدا دیتی رہی مادر، نہیں آیا میرا اصغرؑ

......☆......☆......

اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسینؑ)

اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا
بوند پانی نہ ملا، کٹ گیا سوکھا گلا
زیرِ خنجر بھی مگر، لب پہ تھا شکرِ خدا
ای یا بے یار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا
اف تیری تشنہ لبی، عصرِ عاشور جو تھی
موجِ کوثر کے لئے، تھی بہت غم کی گھڑی
ہائے لاچار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا
وہ تیرا زخمی بدن، نوحہ کرتی تھی بہن
گرم کربل کی زمیں، تو ہے بے گور و کفن
ماں ہے خونبار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

بیعتِ ظلم نہ کی، تو نے اے سبطِ نبیؐ
ظلم کو مات ہوئی، بے کسی جیت گئی
میرے سردار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

بیتے چودہ (۱۴) سو برس، اے شہہؑ جن و بشر
مرگئے اہلِ ہوس، اب بھی زندہ ہے مگر
تیرا انکار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

ظُلم پر ظلم سہے، دینِ احمدؐ کے امیں
کیوں نہ قران کہے، کم پیمبرؐ سے نہیں
تیرا کردار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

حد جفاؤں کی ہوئی، برچھی اکبرؑ کے لگی
بازو بھائی کے کٹے، خم کمر تیری ہوئی
اے دلِ افگار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

ہائے وہ شامِ الم، جلتے خیموں کا دھواں
بے ردا اھلِ حرم، کرتا تھا آہ و فغاں
ایک بیمار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

سینے پہ سوتی تھی جو، تیری نازوں کی پلی
جانبِ دشتِ ستم، ڈھونڈنے تجھ کو چلی
زخمی رخسار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

لکھ نہیں سکتا قلم، وہ حدِ رنج و الم
وہ جو ریحان ہوئے، شہہؑ کے بچوں پہ ستم
بعد سرکار حُسینا، اَی یا غریب حُسینا، اَی یا مظلوم حُسینا

......☆......☆......

کہتی تھی زمین کرب و بلا...... اے ابن علیؑ، ابن زہراؑ

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

کہتی تھی زمین کرب و بلا...... اے ابن علیؑ، ابن زہراؑ
ترا کنبہ پیاسا قتل ہوا...... اے ابن علیؑ، ابن زہراؑ

مُنہ زَہراؑ کو کیا دکھلاؤں
گر جائے فلک، میں دب جاؤں
دیکھے ہیں ستم کیا کیا میں نے
بتلاؤں تو کیسے بتلاؤں
برچھی میں جگر تھا اکبرؑ کا

شرمندہ ہوں اپنے ہونے پر
عباسؑ کے بازو کٹ کٹ کر
جب مجھ پہ گرے خاموش تھی میں
میری گود میں تڑپا ہے اصغرؑ
تھا تیر سے زخمی اُس کا گلا

ٹکڑوں میں بٹا قاسمؑ کا بدن
بیوہ ہوئی اک شب کی دلہن
کچھ کر نہ سکی مجبور تھی میں
تاراج ہوا فروہؓ کا چمن
بے سر ہوا میداں میں دولھا

زینبؑ کے پسر بھی مارے گئے
جب پیاسے نہر کنارے گئے
میں آپ کو پُرسہ دے نہ سکی

پُرسے کو فلک کے تارے گئے
حق پُرسے کا ہو کیسے ادا

جب مارا گیا لیلیٰؑ کا پسر
جب پیٹتی تھیں سیدانیاں سر
بہتا تھا علی اکبرؑ کا لہو
پھٹتا تھا مرا بھی غم سے جگر
کیا کرتی میں رونے کے سوا

اب آپ چلے ہیں مرنے کو
تکمیلِ شہادت کرنے کو
پھٹ جائے گی اب چھاتی میری
رہ جاؤں گی ماتم کرنے کو
جب گونجے گی ھل من کی صدا

اب غم سے جگر ہے پاش مرا
دیں حکم اگر مجھ کو مولا
باطل کا نشاں باقی نہ رہے
ہو خاتمہ ظلم کے لشکر کا
حق نُصرت کا کردوں میں ادا

یہ خولی، شمر یہ حُرمل کیا
یہ عمرِ سعد یہ بجدل کیا
یوں برسے گا ان سب کا لہو
برسے گا فلک سے بادل کیا
میں اُن کا بدن کردوں سُرمہ

مولا نے زمیں سے روکے کہا
کیا جی کے کروں، غازیؑ نہ رہا
انصار مرے سب مارے گئے

اکبرؑ نہ رہا اصغرؑ بھی گیا
دیتا ہے صدا اب میرا خدا

تری خاک کو کردوں خاکِ شفا
اب تجھ پہ گرے گا خون مرا
اِک قوم مجھے اب روئے گی
ماتم سے یہی آئے گی صدا
کیوں نہر کنارے پیاسا رہا

ریحانؑ چلا شہہؑ پر خنجر
تھی ثانیٔ زہراؑ نوحہ گر
کہتی تھی زمین کرب و بلا
کیونکر نہ ہوا برپا محشر
کرتی تھی اجل بھی واویلا

......☆......☆......

صغراؑ مجھے پہچان، میں ہوں سیدِ سجادؑ

(انجمن غلامانِ حرؑ)

وطن میں آکے یہ زینؑ العبا کا تھا نالہ
اجڑ گیا میرا گھر قتل ہوگئے بابا
بہن سے ہوکے مخاطب یہ کہتے تھے مولا
میں تیرا بھائی ہوں صغراؑ میرے قریب تو آ
صغراؑ مجھے پہچان، میں ہوں سیدِ سجادؑ
کیوں ہوتی ہے حیران، میں ہوں سیدِ سجادؑ

ہیں مجھ پہ ضعیفی کے جو آثار نمایاں
آنکھوں میں یہ حلقے یہ میرے بال پریشان
غم سے ہوا بے جان میں ہوں سیّدِ سجادؑ

میں تجھ کو کلیجے سے لگا سکتا نہیں ہوں
اور زخم بھی سینے کے دیکھا سکتا نہیں ہوں
کچھ دن کا ہوں مہمان، میں ہوں سیّدِ سجادؑ

یہ بیبیاں جو ساتھ ہیں کچھ حالِ پریشاں
ہے ان میں پھوپھی تری کوئی اور کوئی ماں
بابا ہوئے قربان میں ہوں سیّد سجادؑ

اکبرؑ نے سناں کھائی ہے اصغرؑ کے لگا تیر
عباسؑ بھی زندہ نہیں مارے گے شبیرؑ
لوٹا گیا سامان، میں ہوں سیّد سجادؑ

وہ بالی سکینہؑ جو تجھے جاں سے تھی پیاری
آئی نہ وطن اس لئے وہ درد کی ماری
بھایا اُسے زندان میں ہوں سیّدِ سجادؑ

زینبؑ کے پسر عونؑ و محمدؑ گئے مارے
ڈوبے ہیں سر دشت بلا آنکھوں کے تارے
کوئی نہ تھا پرسان، میں ہوں سیّد سجادؑ

بازاروں میں درباروں لے جائے گئے ہم
اب لٹ کے وطن آئے ہیں کرتے ہوئے ماتم
جینا نہیں آسان، میں ہوں سیّد سجادؑ

میں اَشک بہاتا رہا بازار ستم میں
زنجیر تھی ہاتھوں میں تو بیڑی تھی قدم میں
تھی لب پہ میری جان، میں ہوں سیّدِ سجادؑ

ریحان مدینے کی فضا ہوگئی بوجھل
چھائے دلِ صغراؑ پہ غم و رنج کے بادل
جس دم ہوا اعلان، میں ہوں سیّدِ سجادؑ

......☆......☆......

لیلیٰ کا پسر خاک پہ دم توڑ رہا ہے

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

لیلیٰ کا پسر خاک پہ دم توڑ رہا ہے
ایک ٹوٹا ہوا نیزہ کلیجے میں گڑا ہے

خود موت بھی ہے جس کے لئے اشک بہاتی
مقتل کی زمین جس کو ہے سینے سے لگاتی
جو ہو بہو تصویرِ رسولؐ دو سَرا ہے
زلفوں کی گھٹا چاند سے چہرے پہ پڑی ہے
موت اُس کے سرہانے ابھی سکتے میں کھڑی ہے
ماتم علی اکبرؑ کا ستاروں میں بپا ہے
اس غم نے تو شبیرؑ کی بینائی چُرالی
اس درد نے زینبؑ کے گرہ سینے میں ڈالی
اس سوگ میں جنّت میں بچھا فرشِ عزا ہے
دن بیاہ کے تھے اور جوانی کا تھا عالم
شادی کی تمنائیں بپا کرتی ہیں ماتم
سہرا علی اکبرؑ کے جنازے پہ بندھا ہے

بہنوں نے مرادوں سے بنایا تھا جو کنگنا
دستار میں مادر نے جو ٹانکا تھا نگینہ
اکبرؑ کے جنازے کے قریں لا کے رکھا ہے

ماں کہتی تھی اے لال اذاں ہم کو سنا دو
کہتی تھی بہن چاند سا چہرہ تو دکھا دو
کہتی تھی پھوپھی کس لئے تو مجھ سے خفا ہے

تھی بالی سکینہؑ کی فغاں اے میرا بھیا
کیا یاد نہیں تم کو جو صغراؑ سے تھا وعدہ
بیمار کا تنہائی میں دل ڈوب رہا ہے

شبیرؑ جگر تھام کے یہ کرتے تھے فریاد
پردیس میں اکبرؑ مرا گھر ہوگیا برباد
ہم مرنے چلے زینبؑ بے کس کا خدا ہے

ہم شکلِ پیمبر کی شہادت کا یہ نوحہ
ریحانِ سرِ بزمِ عزا غم کا خلاصہ
رضوان کے لہجے میں بیاں خوب ہوا ہے

......☆......☆......

ماں اصغرؑ کی دلگیر، کہتی تھی میرے بے شیر

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

ماں اصغرؑ کی دلگیر، کہتی تھی میرے بے شیر
تو کیسے لڑا ان میں، تیرے قد سے بڑا تھا تیر

پانی کا بہانہ تھا، تمہیں خُلد میں جانا تھا
قرانِ شہادت کی، تو بن کے رہا تفسیر

انداز نرالا تھا، میدان میں جب پہنچا
ہونٹوں کی کمانوں میں، تھا خشک زباں کا تیر
بابا کی سپر بن کر، اے لختِ دلِ مادر
اُس تیر کو روکا ہے، آیا جو سوئے شبیرؑ
تم ہنسلیوں والے تھے، آنکھوں کے اجالے تھے
تم جب سے گئے گھر سے، گھر ہوگیا بے تنویر
یہ خوں میں بھرا کُرتا، یہ اجڑا ہوا جُھولا
میری موت کا ساماں ہے، مرے قلب پہ ہے شمشیر
نیند آئے گی واں کیونکر، اُس خاک کے بستر پر
تاحدِ نظر بیٹا، بکھرے ہیں ہزاروں تیر
گودی میری خالی ہے، ہر سانس سوالی ہے
تو لوٹ کے گھر آجا، بن جائے میری تقدیر
جنگل ہے بیاباں ہے، اور شامِ غریباں ہے
پھرتی ہے نگاہوں میں، اے لال تری تصویر
میں قید ہوئی بیٹا، اب کوچ ہے زنداں کا
بازو ہیں رسن بستہ، پیروں میں پڑی زنجیر
تُربت پہ تیری دلبر، رہتی میں گھٹا بن کر
مجبور ہوں قسمت سے، بے سود ہے ہر تدبیر
ماں اصغرؑ کی دل گیر، کہتی تھی مرے بے شیر
تو کیسے لڑا رن میں، ترے قد سے بڑا تھا تیر
ریحاںؔ یہ نوحہ تھا، مقتل میں کسی ماں
اے لال ترے غم میں، ہے درد مری جاگیر

......☆......☆......

ہائے وہ زینبؑ اور بازار ستم

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

ہائے وہ زینبؑ اور بازار ستم
لب پہ فریاد و فغاں، قلب میں بھائی کا غم
راستے کانٹوں بھرے، پاؤں زخموں سے بھرے
ہاتھ پابندِ رسن، دل میں چھالے ہیں پڑے
اور بی بی کے لئے بے ردائی کا الم

بھائی کا نیزے پہ سر، شامِ و کوفہ کا سفر
آنکھ سے جاری لہو، مخزنِ زخم جگر
منزلِ صبر کی جانب ہیں رواں پھر بھی قدم

بال چہرے پہ پڑے تاکہ پردہ تو رہے
کس سے فریاد کرے حال دل کس سے کہے
ہر طرف اھلِ ستم ہر طرف نا محرم

تیرگی، قیدِ بلا، سختیاں، جور و جفا
سخت رسی میں بندھا ایک بچی کا گلا
خوش ہیں سب اھل جفا، مضطرب اھلِ حرم

ایک بیمارِ حزیں ہے جو مرنے کے قریں
ایسی حالت میں بھی اٹھتی نہیں سجدے سے جبیں
چین لینے نہیں دیتے ہیں جسے اھل ستم

ایک بچی ہے جو دروازۂ زنداں پہ کھڑی
رو کے کہتی ہے چچا اب ہوئی دیر بڑی
چھوٹ کے قید سے اب کب وطن جائیں گے ہم

اب وہ منظر ہے کہ روتے ہیں فلک اور زمین
لاشۂ بالی سکینہؑ لیے سجادِؑ حزیں
کہتے ہیں جاگ بہن ٹوٹا اب بھائی کا دم

دخترِ شاہِ نجف عکسِ خاتون جناں
کہتی ہے بھائی مرے کھو گئے جانے کہاں
اشک تھمتے ہی نہیں درد ہوتا نہیں کم

فکرِ ریحانِ عزا لہجہ رضوانؔ مرا
جب بھی ہوتے ہیں بہم کہتے ہیں اہل عزا
ایسا لگتا ہے کہ لکھنے لگا آواز قلم

......☆......☆......

آ ؤ عزا کا وقت ہوا، اے اہل عزا، اے اہل عزا

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

فرشِ عزا پہ آگئیں زہراؑ
عرش و زمیں کرتے ہیں گریہ
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آ ؤ عزا کا وقت ہوا
اے اہلِ عزا، اے اہلِ عزا

لٹ گیا جس کا گھر کا، گھر سب
ماتم کرنے آئی ہے زینبؑ
کتنی قیامت کی ہے یہ شب
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آ ؤ عزا کا وقت ہوا

ننگے سر مجلس میں نہ آنا
سوگ رِدا کا یوں نہ منانا
بیبیوں زہراؑ کو نہ رُلانا
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

کس کا ماتم ہے یہ سوچو
آ کے عزا خانے میں بیٹھو
بیٹھے ہیں کیسے عابدؑ دیکھو
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

مولا خود تشریف ہیں لائے
پرچم غازیؑ کے ہیں سائے
اس سائے میں تم نہیں آئے
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

کہتے ہیں شہہ رگ ہے ہماری
مجلس و ماتم گریہ و زاری
زہراؑ کی تو آئی سواری
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

دیکھو عزا خانے کے باہر
کرتے ہو باتیں تم ہنس ہنس کر
روتی ہے اولادِ پیمبرؐ
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

مجلس کیا ہے ذکرِ خدا ہے
ماتم کیا ہے عہدِ وفا ہے
ذاکر کے لب پہ یہ صدا ہے
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

دیکھو قضا ہوتی ہے عبادت
پڑھ لو نمازِ عشقِ امامت
سن کے اذانِ فرضِ مؤدت
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

جس کے لئے تخلیق ہوئے تم
جس کے لئے اب تک ہو جیئے تم
اُس سے ہو نظریں پھیرے ہوئے تم
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

ذکرِ سکینہؑ، ذکرِ اصغرؑ
ذکرِ قاسمؑ، ذکرِ اکبرؑ
کرتے ہیں دیکھو ذاکر و منبر
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

اشک بہالو فرشِ عزا پر
آنسو بن جائیں گے گوہر
آ نہیں سکتا وقت یہ جا کر
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

ماتم کرنے حیدرؑ آئے
اشک بہانے شبرؑ آئے
دیکھنے تم کو سرورؑ آئے
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

جینے کا سامان ہے مجلس
زہراؑ کا ارمان ہے مجلس
زینبؑ کی تو جان ہے مجلس
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

عصر کا ہادی دیکھ رہا ہے
بات یہ گو کہ تم کو پتہ ہے
مولا کو پُرسا دیتا ہے
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

کیسا ہے افسوس کا لمحہ
خالی ہے رومالِ زہراؑ
کہتا ہے ریحان یہ نوحہ
اپنے گھروں سے تم نہیں نکلے، آؤ عزا کا وقت ہوا

......☆......☆......

آنسو بہاؤ، نوحہ پڑھو آؤ مومنو

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

آنسو بہاؤ، نوحہ پڑھو آؤ مومنو
بیمارِ کربلا کا یہ تابوت لے چلو

کربل کے اک گواہ کا دنیا سے ہے سفر
زخموں سے ہے بھرا ہوا مظلوم کا جگر
پُرسا دو اس شہید کا چل کر حسینؑ کو

تازہ ہے ایک ایک ستم راہِ شام کا
اس طرح غم منایئے چوتھے امامؑ کا
بیٹھو اک آہ بھر کے تو روتے ہوئے اُٹھو

سالارِ قافلہ تھا، اسیروں کی فوج کا
کانٹوں کی رہگذار پر جو شام تک گیا
زینؑ العبا کے سوگ میں ماتم کناں رہو

طوق گراں کے خار تھے گردن کے آر پار
زنجیر آھنی کا اُٹھائے تھا تن پہ بار
اور حکم اشقیا تھا ذرا تیز تر چلو

درّے لگا کے غش سے جگاتے تھے اشقیا
شہہؑ کا سرِ بریدہ دکھاتے تھے اشقیا
لے جاتے تھے وہاں جہاں سایہ کہیں نہ ہو

سن کر اذاں میں نام محمدؐ میرے امام
کہتے تھے نانا دیکھئے اُمت کا یہ نظام
ناموس کو تمہاری ستاتے ہیں کلمہ گو

چھوٹی بہن کو دفن کیا قیدِ شام مین
لنگر کمر میں، بیڑی تھی پائے امام میں
پانی نہ تھا بھگوتے تھے اشکوں سے قبر کو

زینبؑ کی بے ردائی تھی ناسور قلب کا
ہر زخم واہ حسینا کی دیتا رہا صدا
پُرسا امام عصر کو زینؑ العبا کا دو

آب و غذا کہاں کی دوا تک نہیں ملی
خود آسمان کہتا تھا فریاد یاعلیؑ
ماتم کرو غریب کا تم جب تلک جیو

تابوت پر امام کے ریحانؔ اعظمی
اشکوں کے پھول نذر کریں سارے ماتمی
نوحہ پڑھو امام کا، آہ و بُکا کرو

......☆......☆......

اکبرؑ من نوجواں، اکبرؑ من نوجواں

(شاہد بلتستانی: دستۂ انصارِ اکبریہ)

طوق کرتا ہے فُغاں کرتی ہے ماتم زنجیر
اشکِ خوں روتے ہیں نیزے پہ جناب شبیرؑ
پائے سجادؑ کے ہیں آبلے نوحہ کناں اکبرؑ من نوجواں

سرخ ملبوس بنایا تیری شادی کے لئے
نیگ کی آس میں بیٹھی ہے سکینہؑ کب سے
کیوں نہیں آتے ہو گھر ہے سکینہؑ کی فغاں اکبرؑ من نوجواں

میرے بابا کی خطا کیا تھی بتادے ظالم
کوئی چادر تنِ بے سر پہ اُڑھا دے ظالم
زخم ہے سینہ تیرا سوئے گی بیٹی کہاں اکبرؑ من نوجواں

سال اٹھارواں (۱۸) کیا بن کے قیامت آیا
چاند سے سینے پہ پردیس میں نیزہ کھایا
ہے کہاں زخم سناں بول کچھ تو میری جاں اکبرؑ من نوجواں

بیاہ کے دن تھے مگر شوق شہادت نہ گیا
سر گیا تن سے مگر جذبۂ نصرت نہ گیا
تجھ کو میں ڈھونڈوں کہاں پوچھتی رہ گئی ماں اکبرؑ من نوجواں

باپ کی آنکھوں سے بینائی، میری آس گئی
تجھ کو کوثر کی طرف لے کے تری پیاس گئی
میں تڑپتی ہوں یہاں اے میرے راحت جاں اکبرؑ من نوجواں

وعدہ صغراؑ سے کیا تھا جو چلے تھے گھر سے
لوٹ آؤں گا بہت جلد میں تجھ سے ملنے
ڈھونڈتی ہے وہ بہن تیرے قدموں کے نشاں اکبرؑ من نوجواں

تم کو اٹھارہ (۱۸) برس نازوں سے جس نے پالا
وہ پھوپھی جس نے تجھے بیٹوں سے بڑھ کر چاہا
کہتی ہے لوٹ کے آ ہو گیا وقت اذاں اکبرؑ من نوجواں

برچھی کھائے ہوئے سوتے ہو زمیں کے اوپر
تیرے بن زندہ نہ رہ پائے گی تیری مادر
اُس کے ہاتھوں میں رسن جس کا ہو لعل جواں اکبرؑ من نوجوان

آ گئی گیارہ (۱۱) محرم ہے سفر زِنداں کا
ہیں پس پشت بندھے ہاتھ نہیں سر پہ ردا
کیا گوارہ ہے تمہیں ٹھوکریں کھائے یہ ماں اکبرؑ من نوجوان

ماں کے ارمان تیرے ساتھ ہی سوئے بن میں
تم نے سینے پہ سناں کھائی کچھ ایسی رن میں
آنکھ ریحان ہے نم دل ہوا غم سے تپاں اکبرؑ من نوجواں

......☆......☆......

پتھر برسانے والو، میں قیدی ہوں پردیسی

(میر حسن)

پتھر برسانے والو، میں قیدی ہوں پردیسی
مجھ کو تڑپانے کی خاطر، زہراؑ کو رُلانے کی خاطر

رستوں کو سجانے والو، پردیسی ہوں
دن دھوپ میں ہے، شب اوس میں ہے

ہر اک لمحہ افسوس میں ہے
زردی ہے الم کی چہروں پر، اور گردِ سفر ہے بالوں پر
دل میرا دکھانے والو پردیسی ہوں

اس شہر کی میں شہزادی تھی، سب کو پردہ سکھلاتی تھی
آزاد کنیزوں کو بھی کیا، اپنا ہی یتیموں کو سمجھا
مجھے قیدی بنانے والو پردیسی ہوں

سر طشت میں رکھ کر بھائی کا، کیا خون میری بینائی کا
کیوں مارتے ہو دنداں پہ چھڑی، ہوتی ہے اذیت مجھ کو بڑی
دربار میں لانے والو، پردیسی ہوں

میرے دل پہ گرا ہے کوہِ غم، تر خون میں ہے غازیؑ کا علم
پرچم پہ سکینہؑ دیکھ نہ لے، سنبھلے گی نہ پھر سمجھانے سے
بچوں کو ستانے والو، پردیسی ہوں

سنتے ہو اذاں میں نام اُس کا، دراصل وہ میرا ہے نانا
آئے ہو تماشائی بن کر، بے مقنع ہوں میں بے چادر
اے مجھ کو رُلانے والو، پردیسی ہوں

کانٹوں پہ چلاتے ہو مجھ کو، ہر گام ستاتے ہو مجھ کو
دُرّوں سے اذیت دیتے ہو، رونے پہ قیامت ڈھاتے ہو
بازار میں لانے والو، پردیسی ہوں

سائے میں نہیں چلنے دیتے، آرام نہیں لینے دیتے
گرتے ہیں جو اُونٹوں سے بچے، مرتے ہیں وہ دب کر پیروں سے
اے رحم نہ کھانے والو، پردیسی ہوں

میرے بھائی بھتیجے مار دیئے، سر کاٹ کے پھر نیزوں پہ رکھے
رستے میں جو ٹھوکر کھاتا ہے، بیمار کو غش آجاتا ہے
اے جشن منانے والو، پردیسی ہوں

ریحانؔ میری آقا زادی، دربار میں یوں تھی فریادی
کہرام بپا دربار میں تھا، جس وقت نبی زادی نے کہا
گھر میرا جلانے والو، پردیسی ہوں

......☆......☆......

ہائے کیسا غریب الوطن ہے

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

نہ لحد نہ میسّر کفن ہے
ہائے کیسا غریب الوطن ہے

نہ زمیں پر نہ ہے زیں پہ لاشہ، ہائے تیروں پہ ہے وہ جنازہ
چور زخموں سے سارا بدن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

جس نے دن بھر اُٹھائے ہیں لاشے، کوئی اس کو بھی لائے اُٹھا کے
کوئی باقی نہیں اک بہن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

جلتی ریتی ہے کرب و بلا کی، گرم سے گرم تر ہے ہوا بھی
یہ تو بے کس ہے تشنہ دھن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

کھیلتا تھا یہ زُلفِ نبیؐ سے، دشمنی کب تھی اس کی کسی سے
زد پہ پامالی کی اس کا تن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

چھوڑ کر قبر آئی ہیں زہراؑ، بین لب پر یہ لائی ہیں زہراؑ
دردِ پہلو میں پھر سے دُکھن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

بولی زینبؑ کفن کس طرح دوں، سر پہ چادر نہیں جو اُڑھا دوں
میرے ہاتھوں میں بھیا رَسن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

نوکِ نیزہ پہ سر رو رہا ہے، ہائے میری بہن بے رِدا ہے
مرحلہ ہائے کتنا کٹھن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

اک بیمار جو ناتواں ہے، خون آنکھوں سے جس کی رواں ہے
جس کے سینے میں غم کی چبھن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

کیسے ریحانؔ وہ درد لکھوں، سوچ کے جس کو دل ہوگیا خوں
اک اک سانس میں یہ محن ہے، ہائے کیسا غریب الوطن ہے

بین کرتی تھیں یہ لیلیٰ، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

بین کرتی تھیں یہ لیلیٰ، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ
کس نے مارا تجھے نیزا، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

اتنی مہلت بھی اجل سے نہ تجھے مل پائی
ہائے کس وقت میں سینے پہ ہے برچھی کھائی
میں بناتی رہی سہرا، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

نور آنکھوں سے گیا دل کی توانائی گئی
تم گئے کیا شہہؑ مظلوم کی بینائی گئی
کردیا باپ کو تنہا، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

سال اٹھارواں (۱۸) کیوں راس نہ آیا بیٹا
تم تو بے سر ہوئے سہرا نہ سجایا بیٹا
اُلجھا برچھی میں کلیجہ، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

اک بہن دیکھ رہی ہے ترا رستہ کب سے
کربلا آئے ہو جس روز سے وعدہ کرکے
مرجائے نہ کہیں صغراؑ، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

گونجتی ہے تری آوازِ اذاں کانوں میں
ہم کو تو جانا ہے اس دشت سے زندانوں میں
ہے کٹھن شام کا رستہ، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

آگئی شامِ غریباں بھی ستم ڈھانے کو
کم نہ تھی تیری جدائی ہمیں تڑپانے کو
میں نہ جی پاؤں گی بیٹا، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

ٹھوکریں کھاتی ہوں پردیس میں جانِ مادر
اُٹھ کے رخصت کرو زنداں کو چلی ہوں مُضطر
میری آغوش میں آجا، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

زندگی بھر میں تیرے سوگ میں اب بیٹھوں گی
چین سے سوگئے تم میں تو ابھی جاگوں گی
اب مقدر ہے یہ میرا، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

نوحہ ریحان یہی مادرِ اکبرؑ کا رہا
مرگیا لعل مرا دشت میں بھوکا پیاسا
آتا ہے منہ کو کلیجہ، علی اکبرؑ، علی اکبرؑ

......☆......☆......

تم چادر زینبؑ کے محافظ ہو علمدارؑ

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

عباسؑ سے کہتے تھے یہی سیّد ابرارؑ، تم چادر زینبؑ کے محافظ ہو علمدارؑ

تم حیدرؑ صفدر کی دعاؤں کا اثر ہو
شہزادی کونینؑ کے تم نورِ نظر ہو
وِرثے میں ملی ہے تمہیں اللہ کی تلوار

عباسؑ ترا نام جو زینبؑ نے رکھا ہے
ہر وقت ترے ساتھ میں زہراؑ کی دعا ہے
پھر تجھ سا زمانے میں کہاں ہوگا وفادار

مادر نے پئے کرب و بلا پالا ہے تجھ کو
سانچے میں وفاداری کے یوں ڈھالا ہے تجھ کو
کردار و شجاعت میں ہے تو جعفرِ طیارؑ

سقائے حرم تم ہو، علیؑ ساقیِ کوثر
وہ نفسِ محمدؐ ہیں تو تم بازوئے سرورؑ
جرأت میں شجاعت میں علیؑ جیسا ہے کردار

رن کو چلے عباسؑ تو زینبؑ نے صدا دی
میں تیرے بھروسے پہ یہاں آئی تھی غازی
تم جاتے ہو جینا ہوا بھیا میرا دشوار

پانی کے لئے جاتے ہو تلوار نہ لے جاؤ
مشکیزہ بھرو نہر سے بس لوٹ کے آؤ
کفار سے پانی کے لئے کرنا نہ تکرار

ناگاہ صدا آئی قلم ہوگئے بازو
یہ سن کے لہو بن کے بہے شاہ کے آنسو
کہتے تھے کمر ٹوٹ گئی اے مرے غم خوار

ریحانؔ سر کرب و بلا حشر بپا تھا
بے بازو جو دریا پہ علمدارؑ پڑا تھا
روتے تھے حرم کہہ کے علمدارؑ، علمدارؑ

......☆......☆......

واویلا، واویلا، اے واویلا

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

واویلا، واویلا، اے واویلا
اے کشتۂ خنجر واویلا، اے سبط پیمبر واویلا
وہ کرب وبلا وہ اہلِ حرم
وہ پیاس کے ماروں کا ماتم
ننھے علی اصغرؑ واویلا اے واویلا

جلتے ہوئے خیمے شدتِ بلا
بیمار بھی ہے بے ہوش پڑا
اے عابدؑ مضطر واویلا اے واویلا

تھے بارہ(۱۲) گلے اور ایک رسن
وارث تھے پڑے بے گورو کفن
شبیرؑ کی خواہر، واویلا اے واویلا

وہ خون میں ڈوبے مشک و علم
ساحل پہ ہوئے جو ہاتھ قلم
عباسِؑ دلاور، واویلا اے واویلا

ہمشکلِ نبیؐ برچھی کی انی
بہتا ہوا خوں مثلِ پانی
ہئے ہئے علی اکبرؑ، واویلا اے واویلا

بہتا ہوا وہ کانوں سے لہو
بکھرے ہوئے چہرے پر گیسو
تھی پیاس لبوں پر، واویلا اے واویلا

پامالی کی زد پہ تھے لاشے
بے آب تھے غنچے زہراؑ کے
کہتے رہے حیدرؑ، واویلا اے واویلا

وہ قافلہ سوئے شام چلا
بے چادر تھی بنتِ زہراؑ
نیزوں پہ چلے سر، واویلا اے واویلا

وہ ہتھکڑی، بیڑی، طوقِ گراں
وہ آبلے اُن سے خون رواں
زندان کا منظر، واویلا اے واویلا

ریحانؔ لکھوں کیا غم کا سماں

باقی ہے قلم میں تاب کہاں
کہتے رہو رو کر، واویلا اے واویلا

......☆......☆......

میری تقدیر میں زندان کی تنہائی ہے

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

بس یہ کہتے ہوئے معصومہ کو نیند آئی ہے
میری تقدیر میں زندان کی تنہائی ہے
کیسا زنداں ہے اندھیروں کا جہاں پہرا ہے
روشنی خود جہاں آتے ہوئے گھبرائی ہے
کون گردن سے سکینہؑ کی رسن کھولے گا
خود بندھا آہنی زنجیر میں جب بھائی ہے
میرے زخموں کا وہاں کس طرح ممکن ہو علاج
تازیانوں سے جہاں طرزِ مسیحائی ہے
اس طرح زخموں سے چپکا ہے میرا پیراہن
جیسے لپٹی ہوئی تنہائی سے تنہائی ہے
دے کے مشکیزہ جنہیں بھیجا تھا سوئے دریا
ڈھونڈتی آج بھی اُن کو میری بینائی ہے
شمر کا نام نہ لو تذکرۂ موت کرو
خوف کی لہر مرے قلب میں در آئی ہے
پانی لینے کو گئے سوگئے خود ساحل پر
پوچھے عموں سے کوئی کیا یہی سقائی ہے

میں رہائی کی تمنا بھی نہیں کرسکتی
میں نہیں آئی مجھے موت یہاں لائی ہے
کیا چراغوں سے غرض کیسا اُجالوں کا خیال
ایک مدت سے اندھیروں سے شناسائی ہے
جل گیا دامنِ قرطاس، قلم خون ہوا
جب بھی ریحان سکینہؑ مجھے یاد آتی ہے

......☆......☆......

میرے حُسینؑ تجھے ماں کہاں کہاں ڈھونڈے

(رضوان عباس، انجمن عزائے حسین)

سناں میں تیغوں میں تیروں کے درمیاں ڈھونڈے
میرے حُسینؑ تجھے ماں کہاں کہاں ڈھونڈے
لحد کو چھوڑ کے مقتل میں آگئی ہوں میں
بلا کے دشت میں جنگل میں آگئی ہوں میں
یہ غم نصیب تجھے کیسے میری جاں ڈھونڈے
حُسین تجھ کو بڑی محنتوں سے پالا تھا
تو میرے دل کا، میری آنکھ کا اُجالا تھا
تو چاند ہے تجھے ممتا کا آسماں ڈھونڈے
یہ میرے ہاتھوں کے چھالے گواہی دیتے ہیں
یہ اشک یہ میرے نالے گواہی دیتے ہیں
تڑپ تڑپ کے ترے پاؤں کے نشاں ڈھونڈے
تو میرے سینے پہ سوتا تھا اب کہاں سویا
زمینِ گرم پہ کس طرح میری جاں سویا
مجھے صدا دے کہاں ہے یہ ماں وہاں ڈھونڈے

سُنا ہے زخموں سے ہے چُور چُور تیرا بدن
ہے تین روز سے میرا حُسینؑ تشنہ دہن
زبان جو چوسی تھی بچپن میں وہ زباں ڈھونڈے

ابھی تو سجدۂ معبود میں تھا تیرا سر
یہ کس لعین نے تجھ پہ چلا دیا خنجر
نماز ڈھونڈ رہی ہے تجھے اذاں ڈھونڈے

تیری غریبی پہ قرباں میرے غریب پسر
اٹھا کے خاک سے رکھ لوں گی تیرا گود میں سر
کہاں ہے تو میری چادر کا سائباں ڈھونڈے

صدائیں دیتی تھیں ریحانؔ فاطمہ زہرؑا
کہاں تلاش کروں کھوگیا ہے لعل مرا
کوئی بتاؤ کہ بچے کو ماں کہاں ڈھونڈے

......☆......☆......

اِسے پانی تو پلا دو، اسے پانی تو پلا دو

(انجمن عزاداران سیّد سجادؑ)

بچے کو لے کے ہاتھ پہ بولے شہہؑ ہدیٰ
معصوم بے زبان ہے تم سے کہے گا کیا
یہ جو سوالِ آب ہے تم سے حسینؑ کا
اپنے لیئے نہیں ہے مگر بانیٔ جفا

اِسے پانی تو پلا دو، اسے پانی تو پلا دو
میرے معصوم کو، ایسی نہ سزا دو

اِسے پانی تو پلا دو، اسے پانی تو پلا دو

اس کو جھولے سے اُٹھا لایا ہوں جلتے بَن میں
تم نے اس عمر کے بچے کبھی دیکھے رَن میں
ظلم کی رسم گھڑی بھر کو اُٹھا دو، اسے پانی تو پلا دو......

منتظر خیمے کے در پہ جو کھڑی ہے مادر
اس کے جینے کا سہارا ہے یہ معصوم پسر
اس پہ احسان کرو اس کو جلا دو، اسے پانی تو پلا دو......

گو کہ پیاسی ہے سکینہؑ بھی میرا باقرؑ بھی
فضل بھی پیاسا ہے پیاسی ہے مری خواہر بھی
پانی دکھلا کے انہیں چاہے بہا دو، اسے پانی تو پلا دو......

اِس سے پہلے کہ میرا یوسفِ ثانی نہ رہے
آگ ہی آگ ہو دریاؤں میں پانی نہ رہے
ایک مظلوم مسافر کی دُعا لو، اسے پانی تو پلا دو......

تیر جتنے ترے ترکش میں ہیں سب مجھ پہ چلا
دین کی ڈھال ہے میرے علی اصغرؑ کا گلا
پیاس تیروں کی مرے خوں سے بجھا دو، اسے پانی تو پلا دو......

میرے انکار نے دُکھ تم کو اگر پہنچایا
اس نے تو تم کو زباں سے نہ ضرر پہنچایا
بدلے خوں کے مرے چند قطرے ہی لا دو، اسے پانی تو پلا دو......

تم سمجھتے ہو کہ پی لے گا یہ پانی شبیرؑ
دور ہٹ جاتا ہوں میں خاک پہ رکھ کر بے شیر
ہے غشی موت کی تم اس کو جگا دو، اسے پانی تو پلا دو......

ناگہاں ایک شقی تیر و کماں لے کے بڑھا
حلقِ اصغرؑ کو نشانے پہ ستمگر نے رکھا
شہہؑ نے تیروں سے کہا تم ہی صدا دو، اسے پانی تو پلا دو......

عیدِ قرباں پہ بھی ریحان یہی دیکھا ہے
جانور جب کوئی قربان کیا جاتا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ اِک فرض نبھا دو، اسے پانی تو پلادو......

......☆......☆......

کیا مجھے چھوڑ کر سب چلے جائیں گے

(انجمن عزاداران سیّد سجادؑ)

حالت تپ میں جو صغریٰ نے یہ منظر دیکھا
ابن زہراؑ نے سامانِ سفر باندھ لیا
سب ہیں تیار سواری بھی ہے دروازے پر
مجتمع قوتِ دل کرکے وہ بولی بابا
کیا مجھے چھوڑ کر سب چلے جائیں گے
میری غربت پہ آنسو نہ برسائیں گے

کیا خطا ہوگئی سب خفا ہوگئے
باب تنہائی کے مجھ پہ وا ہوگئے
مجھ کو صدمے جدائی کے دے جائیں گے

یہ تغافل ہے کیا ایک بیمار سے
مجھ کو محروم کرتے ہیں کیوں پیار سے
اس تغافل پہ کیا آپ فرمائیں گے

گھر سے جھولا مرے بھائی کا کیا ہوا
وہ بھی رختِ سفر میں ہے کیا رکھ دیا
ہم ہواؤں سے کیا دل کو بہلائیں گے

کتنا سُنسان ہوجائے گا میرا گھر
مجھ سے پوچھیں گی ہجولیاں آن کر
کیا کہوں گی مرے ہونٹ تھرآئیں گے

یک بیک کیا ہوا گھر سے جانے لگے
کیوں عماری کے پردے گرانے لگے
ماں پھوپھی کے بھی چہرے نہ دکھلائیں گے

جاتے جاتے یہ احساں ذرا کیجیئے
مجھ کو آوازِ اکبرؑ سنا دیجیئے
یہ اذاں کان میرے نہ سن پائیں گے

بیاہ کا ان کے دل میں جو ارمان تھا
وہ میرا خواب تھا اب یقیں ہوگیا
وعدہ کرکے بھی واپس نہ گھر آئیں گے

مجھ سے نظریں چراتے ہیں کیوں بابا جاں
اب سکینہؑ بھی سنتی نہیں ہچکیاں
کیا خبر تھی کہ ایسے بھی دن آئیں گے

گر یہ ممکن نہیں ساتھ میں بھی چلوں
یہ تو ممکن ہے جاتے ہوئے دیکھ لوں
مجھ کو مُڑ مُڑ کے خود دیکھتے جائیں گے

چند لمحوں میں خالی بھرا گھر ہوا
ایک صغریٰ تھی اور اشک کا سلسلہ
ہم وہ ریحان منظر نہ لکھ پائیں گے

......☆......☆......

مجھ کو زنداں کی اذیت سے بچالو بابا

(انجمن عزاداران سیّد سجادؑ)

مجھ کو زنداں کی اذیت سے بچالو بابا
یہ نہیں کہتی کہ سینے پہ سُلالو بابا
مجھ کو اک بار کلیجے سے لگالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

تم کو معلوم ہے ڈرتی تھی اندھیرے سے بہت
آج کچھ درد زیادہ ہے سویرے سے بہت
ریسماں کھول دو دامن میں چھپالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

کیسا زنداں ہے کہ دن میں بھی اندھیرا ہے یہاں
دور نظروں سے میرے کنبے کا چہرہ ہے یہاں
شمع اِک شہر نجف سے ہی منگالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

نہ پھوپھی سے ہے ملاقات نہ ماں سے قربت
بھائی بیمار ہے کس طرح بنے گی تربت
مجھ سے روٹھے ہیں چچا تم ہی منالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

ایک بھائی تھا کھلونا سا جو اَب پاس نہیں
تم کو کیا اب میرا اتنا سا بھی احساس نہیں
دل بہل جائے گا اصغرؑ کو بلالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

اب نہ پانی کی طلب ہے نہ شکایت غم کی
اب تو عادی ہوں میں اِک ایک قدم ماتم کی
ہو سکے تو مجھے زنداں سے نکالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

زخمی کانوں کی اذیّت میں بھلا سکتی ہوں
نیلے رخساروں کو بالوں سے چھپا سکتی ہوں

پاؤں کے چھالوں میں ہیں خار نکالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

کمسنی صبر کی حد میں نہیں رہنے دیتی
پیاس اب زخم کی شدّت نہیں کہنے دیتی

غش پہ غش آتے ہیں گرتی ہوں سنبھالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

میں نے دیکھا ہے تیرا زخمی بدن تیروں پر
یاد ہے سوئی تھی مقتل میں تیرے پیروں پر

نینداب خواب ہوئی سوگ منالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

سونا چاہوں بھی تو سونے نہیں دیتا ہے شقی
رونا کیسا ہے کہ میں آہ نہیں کرسکتی

اب تو بہتر ہے میری قبر بنالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

بولی ریحانؔ سکینہؑ یہ سرِ سرورؑ سے
میری میت بھی نہ نکلے گی اندھیرے گھر سے

چادرِ اشک میری قبر پہ ڈالو بابا، میرے بابا، میرے بابا

......☆......☆......

لشکر کا علمدارؑ خداوندِ وفا ہوں

(انجمن عزادارانِ سیّد سجادؑ)

لشکر کا علمدارؑ خداوندِ وفا ہوں
یہ ناز ہے مجھ کو دلِ زہراؑ کی دُعا ہوں
عباسؑ ہوں، عباسؑ ہوں، عباسؑ ہوں

پائی ہے حسینؑ ابن علیؑ کی جو غلامی
دیتا ہے ادب سے مرا خوں مجھ کو سلامی
سائے میں سدا ثانیٔ زہرا کے رہا ہوں

دربانِ درِ علم کی جاگیر مِلی ہے

زہراؑ کی دعاؤں سے وہ تقدیر ملی ہے
ہر دشمنِ حیدرؑ کے لیے قہرِ خدا ہوں

مجھ پہ میرے بابا کو بھروسہ ہے یقیں ہے
کونین میں مجھ جیسا کوئی شیر نہیں ہے
آئینۂ حیرت میں یہ کیا دیکھ رہا ہے

ہے عین علیؑ یہ جو میرے نام میں شامل
ب علمِ بلاغت کی بلافصل ہے حاصل
ہے سین کی تعریف سکینہؑ کا چچا ہوں

بچپن سے شجاعت کا سبق میں نے پڑھا ہے
نو(۹) لاکھ کا لشکر بھی میرے سامنے کیا ہے
ہمت ہے تو روکو میں سوئے نہر چلا ہوں

اِک مشک میں بھرلوں گا میں دریا کی روانی
چلّو میں سمِٹ آئے گا سب نہر کا پانی
اس وقت میں حیدرؑ کی زباں بول رہا ہوں

یہ کہہ کے بھری مشک چلے جانبِ خیمہ
تقدیر میں کچھ اور تھا عباسؑ کی لکھا
پانی جو بہا کہتے تھے محتاجِ دُعا ہوں

بازو بھی قلم ہوگئے سر بھی ہوا زخمی
یاد آئی سکینہؑ کی تو آنکھوں میں نمی تھی
کہتے تھے کہ اب کس لیے یہ بول رہاہوں

غازی کی صدا سُن کے چلے سیدِ والا
تر خون میں عباسؑ کو دم توڑتے دیکھا
ریحان وہ کہتے تھے صدا دو میں کھڑا ہوں

عباسؑ ہوں، عباس ہوں

......☆......☆......

آئی صدائے فاطمہؑ تنہا میرا حُسینؑ ہے

(انجمن عزاداران سیّد سجاد)

آئی صدائے فاطمہؑ تنہا میرا حُسینؑ ہے
نو لاکھ فوجِ اشقیاء تنہا میرا حُسینؑ ہے

لشکر تمام کٹ گیا، غم سے کلیجہ پھٹ گیا
آ ؤ نجف سے مرتضیٰؑ، تنہا میرا حُسینؑ ہے

خنجر کئی ہزار ہیں، وہ بھی بغیر دھار ہیں
منہ کو کلیجہ آ گیا، تنہا میرا حُسینؑ ہے

زخموں سے چُور چُور ہے، اپنے وطن سے دور ہے
لاشیں اُٹھا کے تھک چکا، تنہا میرا حُسینؑ ہے

اے کربلا یہ حال ہے، تشنہ لبی کمال ہے
پیاسے پہ کچھ تو رحم کھا، تنہا میرا حُسینؑ ہے

مرقد کو چھوڑ آئی ہوں، اشکوں کے پھول لائی ہوں
جب سے ہوا ہے یہ پتا، تنہا میرا حُسینؑ ہے

سینہ نبیؐ کا چاک ہے، سر پہ علیؑ کے خاک ہے
نوحہ کناں ہیں مجتبیٰؑ، تنہا میرا حسینؑ ہے

مظلوم ہے غریب ہے، خود مرگ کے قریب ہے
خنجر نہ حلق پہ چلا، تنہا میرا حسینؑ ہے

پیاسا ہے تین روز کا، انصار ہیں نہ اقرباء
بیٹا بھی غش میں ہے پڑا، تنہا میرا حسینؑ ہے

ہمشیر در پہ ہے کھڑی، اس بے وطن غریب کی
اب تو ستم سے باز آ، تنہا میرا حسینؑ ہے

بالی سکینہؑ روئے گی، سینے پہ کس کے سوئے گی
دُنیا میں اس کا آسرا، تنہا میرا حسینؑ ہے
مشکل کشاء کا لعل ہے، خنجر تلے خیال ہے
تو ظلم کر وہ دے دُعا، تنہا میرا حُسینؑ ہے
ساری فضاء اُداس ہے، دریا بھی محوِ یاس ہے
کہتی ہے رو کے علقمہ، تنہا میرا حسینؑ ہے
مرقد میں خاک اڑاؤں گی، منظر نہ بھول پاؤں گی
دشتِ بلا کا اے خُدا، تنہا میرا حسینؑ ہے
ریحانؔ کربلا گیا، دل خون ہو کے بہہ گیا
اب تک فضا میں تھی صدا، تنہا میرا حُسینؑ ہے

......☆......☆......

اے کربلا، اے کربلا، اے کربلا، اے کربلا

(انجمن عزادارانِ سیّد سجادؑ)

اے کربلا، اے کربلا، اے کربلا، اے کربلا
بھرا یہ گھر میں لائی تھی یہ گھر تو سب اُجڑ گیا
اے کربلا، اے کربلا، اے کربلا، اے کربلا
علَم کے سائے میں چلی قدم قدم گلی گلی
خدا کے گھر میں جو پلا میں اسکے سائے میں پلی
یہ کیا ہوا بدل گئی بس اِک روز میں فضا
بھری ہوئی تھیں گودیاں سجی ہوئی عماریاں
ہر ایک غم سے دور تھے ضعیف و طفل و نوجواں
شہید گھر کا گھر ہوا سروں سے چھن گئی رِدا

Presented by www.ziaraat.com

جلے ہوئے خیام ہیں بریدہ سَر امام ہیں
پڑے زمینِ گرم پر تمام تشنہ کام ہیں
فرات ہم سے پھر گئی بدل گئی ہے علقمہ

سناں جگر کے پار ہے اذان سوگوار ہے
زمیں پہ بہہ رہا ہے خوں فلک کی یہ پکار ہے
یہ کون ایسا باپ ہے بنا ہے صبر کا خدا

بدن جو پاش پاش ہے جو لخت لخت لاش ہے
یہ ایک شب کا ہے بنا یہ غم جگر خراش ہے
یہ سہرا ساتھ لاش کے زمیں پہ کیوں بکھر گیا

یہ پھول سے ہیں دو بدن ملا نہیں جنہیں کفن
برائے صدقہ بھائی کے وطن سے لائی تھی بہن
خدا کا شکر پھول نے چمن کا حق ادا کیا

یہ تیری جلتی ریت پر لحد جو ہے یہ مختصر
گلے پہ تیر کھا کے یہ ہنسا تھا اہلِ ظلم پر
کماں کو اپنی توڑ کر تڑپ اُٹھا تھا حُرملہ

یہ ایک مشک اِک علم لکھیں گے داستانِ غم
بتائیں گے یہ حشر میں ہوئے تھے ہاتھ کیوں قلم
پلٹ کے کیوں نہ گھر گیا وہ باحیا وہ باوفا

یہ شامِ غم جو آ گئی مرے جگر کو کھا گئی
دھواں دھواں ہے آسماں زمین تھرتھرا گئی
میں ایک زندہ لاش ہوں پسِ شہیدِ نینوا

طمانچے کھا کے سوئی ہے لہو کے اشک روئی ہے
تسلّیاں جو دے اِسے کہاں یہاں پہ کوئی ہے
یہ زخمی زخمی کان ہیں ہے پیرا ہن جلا ہوا

ریحان کیا بیاں کروں دعا کرو کہ لکھ سکوں
وہ داستانِ درد و غم ہے جس میں آگ اور خوں
چلا تھا دشتِ ظلم سے جو سوئے شام قافلہ

......☆......☆......

لاشِ شبیرؑ پہ روتے ہوئے بچی نے کہا

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

لاشِ شبیرؑ پہ روتے ہوئے بچی نے کہا
اب سکینہؑ نہ ملے گی تمہیں پیارے بابا

بے کفن ہو تو کفن تم کو پھوپھی دے دیں گی
قید کے واسطے اشکوں کی نمی دے دیں گے
میں نہ آؤں گی کبھی لوٹ کے پھر کرب و بلا

چین سے نیند سے آرام سے آزاد ہوں میں
اس طرح کوئی نہ ہو جس طرح برباد ہوں میں
میری تقدیر میں زنداں کا اندھیرا ہے لکھا

جا رہی ہوں مجھے اتنی تو دُعا دے دیجیے
راہِ زنداں میں نہ اب کوئی طمانچے مارے
کھول دے کوئی ترس کھا کے میرا خشک گلا

زخمی کانوں کی شکایت نہیں کرنے آئی
تم سے رخصت کی طلب مجھ کو یہاں تک لائی
کہہ دو اک بار خدا حافظ و ناصر بابا

حشر سے پہلے ملاقات کا امکان نہیں
مرحلہ قید کا دشوار ہے آسان نہیں
دفن زنداں میں کیا جائے گا لاشہ میرا

میرے خوابوں کو یہ تعبیر ملی ہے کیسی
اک رسن بارہ گلے تشنہ لبی بے پدری
کوئی باقی نہیں بیمار برادر کے سوا

آبلے پاؤں میں گری سے پڑے جاتے ہیں
تیر فرقت کے کلیجے میں گڑے جاتے ہیں
جانے کس بات پہ روٹھے ہیں سکینہؑ سے چچا

زخمی سینہ جو نہیں ہوتا تو میں سو لیتی
خاک پہ بیٹھ کے کچھ دیر یہیں رو لیتی
میرے بابا ترا لاشہ تو ہے نیزوں پہ رکھا

ہائے ریحان وہ منظر میں بیاں کیسے کروں
چشم قرطاس و قلم درد سے رونے لگی خوں
جب تخیل سے گزرتی ہے سکینہؑ کی صدا

......☆......☆......

عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی
مقتل سے صدا آئی عباسؑ میرے بھائی
اب نیند سے اُٹھ جاؤ دریا سے چلے آؤ
زینبؑ پہ ہے تنہائی عباسؑ میرے بھائی

تم ثانیِ حیدرؑ ہو، شبیرؑ کا لشکر ہو
ڈھارس ہو سکینہؑ کی، ہمشیر کی چادر ہو
چادر کی حفاظت کی، تم نے تھی قسم کھائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

قبضے میں ترائی ہے، کیوں دیر لگائی ہے
کیوں آتے نہیں گھر کو، کیوں نیند یہ آئی ہے
کیوں بالی سکینہؑ کی کرتے نہیں سقائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

تم مشک و علم لیکر، ایسے گئے دریا پر
اک شور تھا موجوں میں، آتے ہیں اِدھر حیدرؑ
مرنے کی خبر لیکن، دریا کی ہوا لائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

تر خون میں پرچم ہے، برپا تیرا ماتم ہے
سادات کے خیموں میں، اک سوگ کا عالم ہے
اک مشک بچانے میں، بازو پہ سناں کھائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

ٹوٹی ہے کمر میری، آئی جو خبر تیری
تو بازو بریدہ ہو، ہئے ہئے تری مجبوری
رو رو کے ترے غم میں، بہہ جائے نہ بینائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

ہم کس کو پکاریں گے، جب رن کو سُدھاریں گے
معلوم ہے یہ اعدا، سر میرا اتاریں گے
تڑپے گی مرے غم میں، بھیا میری ماں جائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

جب فوجِ ستم آ کر، اے جان و دلِ حیدرؑ
لوٹے گی سروں سے، جب بہنوں کی ترے چادر
کیا ہوگا بتاؤ تو، اس وقت میرے بھائی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

ریحانؔ تڑپتا تھا لاشہ میرے غازی کا
پڑھتے تھے شہہؑ والا میدان میں یہ نوحہ
تم سوگئے دریا پر ہم کو نہ اَجل آئی
عباسؑ! عباسؑ! عباسؑ! میرے بھائی

......☆......☆......

پیارے علی اصغرؑ، آ جا علی اصغرؑ، آ جا علی اصغرؑ

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

دل تیرے بنا کس طرح بہلائے گی مادر
مر جائے گی پر دھوپ سے اٹھے گی نہ مُضطر
سر سے نہ اتارے گی کبھی دھوپ کی چادر
پیارے علی اصغرؑ، آ جا علی اصغرؑ، آ جا علی اصغرؑ

زخمی ہے گلا دھوپ میں سوتے ہو مری جاں
کھاتی ہے قسم کرتی ہے وعدہ یہ تری ماں
جب تک نہ پلا دوں لبِ کوثر تجھے پانی
مٹی نہیں جب تک یہ تیری تشنہ دھانی

میں خاک اڑاؤں گی اسی دشتِ ستم میں
اشکوں سے بھگودوں گی زمیں کو ترے غم میں

جھولے کی جلی خاک کو دامن میں چھپا کر
آنکھوں میں لگاؤں گی میں سرمہ سا بنا کر
تو گھٹنیوں چلنے بھی نہ پایا کہ سدھارا
کیا اُس کے نہ اولاد تھی جس نے تجھے مارا
اجڑی ہے میری مانگ بھی آغوش بھی اجڑی
سرتاج کا سایہ نہ رہا مرگیا تو بھی
پردیس میں کیا رہ گیا اشکوں کے علاوہ
دریا ہے غم و رنج کا اور درد کا صحرا
اک خوں بھرا کرتا ترا جاگیر ہے میری
جو بوند ہے پانی کی وہ تصویر ہے تیری
جس تیر سے گھائل تجھے ظالم نے کیا ہے
وہ تیرے مرے قلب میں پیوست ہوا ہے
زندہ میں بہت دن نہیں رہنے کی مری جاں
ہوسکتا ہے تُربت ہو میری شام کا زنداں
جب حکم امامت سے اُٹھی دھوپ سے دکھیا
ریحان یہ کہتے ہوئے دم بانو کا نکلا
پیارے علی اصغرؑ، آجا علی اصغرؑ، آجا علی اصغرؑ

......☆......☆......

غش زینبؑ حزیں کو بھی اک بار آ گیا

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

غش زینبؑ حزیں کو بھی اک بار آ گیا
جس دم سنا کہ شام کا بازار آ گیا

ناگاہ پتھروں کی جو برسات ہوگئی
تر خون میں رسولؐ کی سادات ہوگئی
بچوں کی ڈھال بننے کو بیمار آگیا

زینبؑ کی بے ردائی کا صدمہ نہ سہہ سکا
سر باوفا کا نوکِ سناں پر نہ رہ سکا
فرشِ زمیں پہ فرقِ علمدارؑ آگیا

زینبؑ نے روکے عابدِؑ مُضطر سے یہ کہا
تم اپنا کام کرچکے اب کام ہے مرا
بازار ختم ہوگیا دربار آگیا

ڈر کے سکینہؑ دامنِ فضہؓ میں چھپ گئی
زینبؑ نے پوچھا کیا ہوا اے لاڈلی مری
وہ بولی دیکھو شمرِ ستمگار آگیا

ظالم نے ظلم برسر دربار یوں کیا
فضہؓ سے یوں سکینہؑ کو اُس نے کیا جُدا
کانوں کا خون برسر رخسار آگیا

خطبوں کی تیغ کھینچ کے بنتِ علیؑ بڑھی
ہر شخص پوچھنے لگا کیا آگئے علیؑ
زینبؑ میں وصفِ حیدرؑ کرار آگیا

بارہ (۱۲) گلے تھے ایک رسن میں بندھے ہوئے
چہروں پہ بال صورت چادر پڑے ہوئے
کیسا یہ وقت احمدِ مختارؐ آگیا

آیا جلال کٹ گئی ہاتھوں کی ریسماں
زینبؑ پکاری ہوگی قیامت ابھی یہاں
دُرّوں کی زد پہ جس گھڑی بیمار آگیا

ریحان فرشِ غم سرِ زندان جب بچھا
زینبؑ نے انتقامِ شہہؑ کربلا لیا
گویا علیؑ کا سامنے کردار آ گیا

......☆......☆......

شبیرؑ کا لشکر قتل ہوا لو شامِ غریباں آئی ہے

(اسد آغا: انجمن ظفر الایمان)

شبیرؑ کا لشکر قتل ہوا لو شامِ غریباں آئی ہے
ماں زہراؑ چھوڑ کے مرقد کو خود حالِ پریشاں آتی ہے
بے گور و کفن پیاسوں کے بدن مصروفِ بکا ہے روحِ حسنؑ
اک بچی زخمی کانوں کی ہوتی ہوئی گریاں آئی ہے
ڈوبا ہے لہو میں ایک علم اک مشک ہے زخمی ہائے ستم
خیموں کو جلانے سرورؑ کے اک فوجِ مسلماں آئی ہے
برچھی ہے کسی کے سینے میں تیروں پہ کسی کا لاشہ ہے
شبیرؑ اٹھو آنکھیں کھولو پُرسے کے لیے ماں آئی ہے
ننھی سی لحد یہ کس کی ہے اس تربت سے ہے تیر بڑا
آنکھوں میں اجل بھی اشک لیے خود چاک گریباں آئی ہے
زنجیر میں جکڑا اک قیدی کیوں خون کے آنسو روتا ہے
ہے کون تسلی دینے جو بی بی سرِ عریاں آتی ہے
یہ بازو کسی کے بازو ہیں، کٹ کر جو گرے ہیں ساحل پر
ان پر صدقے ہونے کو وفا کیوں برسرِ میداں آتی ہے
یہ کس کی اذاں کا لہجہ ہے جو گونج رہا ہے مقتل ہے
اسکا تو موذن سو بھی چکا کیوں اشک بدا، ماں آئی ہے

یہ سہمے ہوئے گھبرائے ہوئے جو خاک پہ بیٹھے ہیں بچے
پرشامِ الم ان بچوں پر کیوں بے سروساماں آتی ہے
ریحان بکا تھی زینبؑ کی اے کرب و بلا، اے کرب و بلا
معلوم تھا تجھ کو آلِ نبیؐ بن کر تیری مہماں آئی ہے

......☆......☆......

بھولے نہ کبھی شام کا دربار نہ بازار، ہائے عابدِؑ بیمار

(انجمن غلامانِ حرؑ)

بھولے نہ کبھی شام کا دربار نہ بازار، ہائے عابدِؑ بیمار
نوحوں میں ڈھلی جاتی تھی زنجیر کی جھنکار، ہائے عابدؑ بیمار
چلنے نہیں دیتے ہوں جسے پاؤں کے چھالے دل کیسے سنبھالے
اِک زخم میں پیوست ہیں افسوس کئی خار، ہائے عابدِؑ بیمار
خوں روتی ہوئی آنکھ، سُلگتا ہوا سینہ، مشکل ہوا جینا
چلتے ہوئے تھک جائیں تو ہو دُرّوں کی بوچھار، ہائے عابدؑ بیمار
بے یار و مددگار اسیروں کا سہارا، غم نے جسے مارا
بے پردگیٔ اہلِ حرم نے کیا بیمار، ہائے عابدِؑ بیمار
ہے باپ کا سر نیزے پہ اور بھائی کا سر بھی، جاتے ہیں جدھر بھی
اک تازہ مصائب کی نمودار ہے دیوار، ہائے عابدِؑ بیمار
کس حال میں چلتا رہا وہ بستۂ زنجیر، وہ درد کی تصویر
کہتا تھا مدد کیجیئے یا حیدرؑ کرار، ہائے عابدِؑ بیمار
وہ بالی سکینہؑ کا تڑپنا وہ بلکنا، رو رو کے یہ کہنا
بھیا مرے بابا سے ملا دو مجھے اک بار، ہائے عابدِؑ بیمار

زینبؑ کے کھلے سر پہ نظر جاتی تھی جس دم، دِل کرتا تھا ماتم
آنکھوں سے برستا تھا لہو بر سرِ بازار، ہائے عابدِ بیمار

زندان میں جب تُربتِ معصومہ بنائی دیتے تھے دھائی
چلتی ہوئی ہر سانس بنی جاتی تھی تلوار ہائے عابدؑ بیمار

یاد آتا ہے جس وقت تصور میں بھی ریحان وہ شام کا زنداں
میں کہتا ہوں کس طرح جیا ہوگا حیادار، ہائے عابد بیمار

......☆......☆......

العجل ! العجل ! یا امام زمانؑ

(انجمن غلامانِ حرؑ)

العجل ! العجل ! ہادیِ بیکساں، وارثِ فرشِ غم یا امامِ زماںؑ

جل گئیں مسجدیں، بارگاہیں جلیں، مومنوں کے لیے قتل گاہیں سجیں
لوگ دیتے نہیں مسجدوں میں اذاں، العجل ! العجل ! یا امام زماںؑ

آپ کے جد کے روضے پہ یلغار ہے، سرزمین حرم نذرِ کفار ہے
کربلا میں ہیں پھر خون کی ندیاں، العجل ! العجل ! یا امامِ زماںؑ

مُنکرانِ عزا سر اٹھانے لگے، ہر عزادار کا خوں بہانے لگے
ضد یہ ہے کہ مٹا دیں عزاداریاں، العجل ! العجل ! یا امام زماںؑ

قدس و کعبہ میں بندش عبادت پہ ہے، قلب حیران اپنی قیادت پہ ہے
کلمہ گو کھاتے ہیں غیر کی روٹیاں، العجل ! العجل ! یا امام زماںؑ

ہے عدالت کو بھی آپ کا انتظار، آیئے آیئے وارثِ ذوالفقار
آج محرومِ انصاف ہے یہ جہاں، العجل ! العجل ! یا امام زماںؑ

مثلِ عاشور ہر دن، ہر زمیں کربلا، ہے فضاؤں میں ھل من کی اب بھی صدا
کربلا عصرِ نو کی ہے محوِ فغاں، العجل ! العجل ! یا امام زماںؑ

زیارتِ ناحیۂ میں بکا آپ کی، دل ہلاتی ہے مولا صدا آپ کی
آپ کے ساتھ روتا ہے یہ آسماں، العجل! العجل! یا امام زماںؑ

کربلا میں جو پیاسے گلے کٹ گئے، بے ردائی کے صدمے جو سہتے رہے
انتقام ان کا لینا ہے شاہِ زماں، العجل! العجل! یا امام زماںؑ

پرچمِ باوفا کے محافظ ہو تم، قلبِ مومن میں خوں بن کے نافذ ہو تم
پھر نہ کٹ جائے میثمؑ کی مولا زباں، العجل! العجل! یا امام زماںؑ

آس زینبؑ کی تم مثلِ عباسؑ ہو، قلبِ شبیرؑ کا تم ہی احساس ہو
تک رہا ہے تمہیں اصغرؑ بے زباں، العجل! العجل! یا امام زماںؑ

آپ آئیں قیامت کا ساماں لیے، ہم ہیں بیٹھے زیارت کا ارماں لیے
کب تلک چشمِ غم سے ہوں آنسو رواں، العجل! العجل! یا امام زماںؑ

استغاثہ یہ ریحان کرتے رہو، اُن کی آمد کے لمحات گنتے رہو
کیا خبر کب ہمارے ہوں وہ درمیاں، العجل! العجل! یا امام زماںؑ

......☆......☆......

بیٹا سجادؑ اٹھو، بیٹا سجادؑ اٹھو

(انجمن غلامانِ حرؑ)

مقتل میں جب کہ فوجِ خدا کام آگئی
دِن خون روکے ڈھل گیا اور شام آگئی
خیموں کی سمت فوجِ بد انجام آگئی
لوٹی گئیں رِدائیں سلگنے لگے خیام
زینبؑ پکاری عابدِؑ مُضطر کا لے کے نام
بیٹا سجادؑ اٹھو، بیٹا سجادؑ اٹھو
دو حکم ہمیں کیا کرنا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

تیرے بابا کا سر کاٹا گیا، اسباب لٹا، چادر بھی چھنی
عباسؑ نہیں اکبرؑ نہ رہے، مارے گئے رن میں قاسمؑ بھی
ہر سمت غموں کا پہرا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

بیمار سہی اے لختِ جگر پر، بارِ امامت ہے تم پر
بتلاؤ پھوپھی کو مادر کو، اب غش سے ذرا بیٹا اٹھ کر
کس حال میں ہم کو جینا ہے، باہر نکلیں یا اجل جائیں

دیکھا نہیں تم نے وہ منظر، کاٹا گیا جب شبیرؑ کا سر
عباسؑ کے بازو کٹ کے گرے، جب قتل ہوئے رن میں اکبرؑ
اب آخری خیمہ جلتا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

یہ آگ نہیں بجھنے والی، یہ شعلے بغض کے شعلے ہیں
برسات لہو کی ہو بھی چکی، میدان میں ہر سُو لاشے ہیں
شعلوں میں گھرا اک جھولا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

جو قتل ہوئے سب پیاسے تھے، جو زندہ ہیں وہ پیاسے ہیں
ہے ساری فضا میں خون کی بو، سہمے ہوئے سارے بچے ہیں
ہر آنکھ سے خون ٹپکتا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

رخسار سکینہؑ کے زخمی، دامن میں بھی اس کے آگ لگی
کانوں سے لہو بھی بہتا ہے، کہتی ہے یہ رو رو کر بچی
کیا وقتِ مصیبت آیا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

شبیرؑ کے سر پر تیغ چلی، افسوس میں کچھ بھی کر نہ سکی
قاسمؑ کا بدن ٹکڑے دیکھا، اکبرؑ کے کلیجے میں برچھی
سر نوکِ سناں پر بھائی کا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

ریحانؔ یہ تھی زینبؑ کی صدا، اے کرب و بلا، اے کرب و بلا
کنبہ میرا سارا قتل ہوا، اور غش میں پڑا ہے لعل مرا
اٹھ غش سے بتا کیا کرنا ہے، باہر نکلیں یا جل جائیں

......☆......☆......

میرے بچوں کے محافظ ہو علمدار ہو تم

(انجمن غلامانِ حرؑ)

اے حسینؑ کے قلب کو سکون بخشنے والے
ہے علیؑ کے بعد فوج اور علم تیرے حوالے

میرے بچوں کے محافظ ہو علمدار ہو تم
جس پہ نازاں ہے وفا ایسے وفادار ہو تم
دشمن دین پہ اللہ کی یلغار ہو تم
مرحبِ عصر کے سر کے لیے تلوار ہو تم
تم نے سقائے سکینہؑ کی سند پائی ہے
تیرے بازو میں یدُ الٰہی اُتر آئی ہے
حیدریؑ عزم کے ہر دور میں عکاس ہو تم
قلبِ شبیرؑ میں خوں بن کے بہت پاس ہو تم
جو بسا ہے دلِ زینبؑ میں وہ احساس ہو تم
ایک لشکر کی طرح حضرتِ عباسؑ ہو تم
تم سے ٹھہرا ہوا دریا بھی روانی مانگے
علقمہ تیرے قدم چوم کے پانی مانگے
تم کو شبیرؑ نے بچپن میں جھلایا جھولا
فاطمہ زہراؑ نے خوش ہوئے کہا ہے بیٹا
نام عباسؑ ترا حضرت زینبؑ نے رکھا
تم نے بھی بابِ حوائج کا لقب ہے پایا
عین ممکن تھا خداوندِ کلام ہو جاتے
شیر زہراؑ جو پیا ہوتا امام ہو جاتے

عِلم کے بابِ علیؑ باب پہ دستک تم ہو
عِلم کی گود کے پالے ہوئے بے شک تم ہو
کل بھی غازی تھے علمدارؑ تھے ابتک تم ہو
جو امامت کی انگوٹھی میں جڑا نگ تم ہو

تم سا دنیا میں علمدارؑ وفادار کہاں
تیرا دَر چھوڑ کے جائیں یہ عزادار کہاں

تیرے پرچم کے تلے ہم یہ دُعا مانگتے ہیں
کچھ نہیں مانگتے بس فرشِ عزا مانگتے ہیں
کب کسی اور سے ماتم کا صِلہ مانگتے ہیں
تم سے مرقد کے لیے خاکِ شفا مانگتے ہیں

حشر میں بس ترے پرچم کی ہوا مل جائے
فاطمہ زہراؑ کے ہونٹوں سے دُعا مل جائے

چادرِ زینبؑ و کلثومؑ کا صدقہ دے دے
شاہ کی دخترِ معصوم کا صدقہ دے دے
کچھ نہ دے سیّدِ مظلوم کا صدقہ دے دے
دے دے بے شیر کے حلقوم کا صدقہ دے دے

غم نہ ہو کوئی غمِ سبطِ پیمبرؑ کے سوا
کوئی نعمت نہ ملے ماتمِ سرورؑ کے سوا

جس گھڑی مَشک بچانے میں ہوئے ہاتھ قلم
جب لبِ نہر گرا خون میں تر ہو کے علم
یاعلیؑ کہہ کے سوئے نہر چلے شاہِ امم
دو قدم چل نہ سکے ہائے کمر ہوگئی خم

دی صدا زینبِؑ مُضطر نے خدا خیر کرے
کیوں جگر تھاما برادر نے خدا خیر کرے

کہتی تھی بالی سکینہؑ میں کدھر جاؤں گی
اب جو پانی کوئی لایا بھی تو مرجاؤں گی
اپنے عمّوں کے بنا کا ہے کو گھر جاؤں گی
زندہ لوٹوں گی نہیں شام اگر جاؤں گی
اے چچا آؤ سکینہؑ پہ مصیبت آئی
دیکھو دیکھو مرے بابا پہ قیامت آئی
خیمۂ شاہ میں سیدانیاں کرتی تھیں بُکا
ہم سے پردیس میں بچھڑا ہے علمدارِ وفا
شاہِ دیں تھامے جگر کرتے رہے واویلا
دشت میں کاشف و ریحان عجب عالم تھا
علقمہ روتی تھی ہر موج بھی تھراتی تھی
خوں بھرے دشت سے بس ایک صدا آتی تھی

......☆......☆......

وہ جس کی کائنات ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

(انجمن تبلیغ عزا)

وہ جس کی کائنات ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے
نبیؐ کی جو حیات ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے
کتابِ حق کا معجزہ ہے، جس کے لب سے لب کشا
جو خود علیؑ صفات ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے
جو لا الٰہ کا امیں، زمیں پہ وہ فلک نشیں
جو فاتحِ فرات ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے

کمالِ عزم مرتضیٰ، جمالِ فکر مصطفیؐ
جو معنیٔ نجات ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

وہ سلسبیل وہ ارم، خدا کے دین کا بھرم
اُسی کے ساتھ ساتھ ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

وہ آیتوں کی ہے بقا، وہ انّما وہ ہل اتیٰ
اُسی کا دن ہے رات ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

نماز کی نماز ہے، اذاں کو جس پہ ناز ہے
فنا نہیں ثبات ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے

وہ کربلا کا شیر ہے، دلیر تھا دلیر ہے
شکستِ مشکلات ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے

لہو سے تیغ موڑ دے، کٹی رگوں کو جوڑ دے
ہنر یہ اُس کے ہاتھ ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

نہ خوف نہ ہراس ہے، لبوں پہ گرچہ پیاس ہے
اجل کو جس سے مات ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

سناں کی نوک پہ جو سر، بنا تھا دین کی سپر
سنو وہ کس کی ذات ہے، وہ سیّدہؑ کا لعل ہے

خیام جس کے جل گئے، لبِ فرات سوچیے
جو صبر کی صراط ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے

یہ کائناتِ رنگ و بو، ترا قلم ریحان تو
اُسی کی تو زکوٰۃ ہے، وہ سیّدہ کا لعل ہے

......☆......☆......

لوریاں دے چکیں جھولے سے نکالو امّاں

(انجمن تبلیغ عزا)

لوریاں دے چکیں جھولے سے نکالو امّاں
رن میں بھیجو علی اصغرؑ کی دُعا لو امّاں

لوریاں دیتی ہے اب مجھ کو زمینِ مقتل
فکر میری نہ کرو دل کو سنبھالو امّاں

بھر دیئے زخم مرے خاک شِفا نے دیکھو
اشک تم اپنی اسیری پہ بہالو اماں

چند قطرے ا میری تُربت پہ نچھاور کرنا
پانی جب بالی سکینہؑ کو پلالو امّاں

سخت جلتی ہوئی مٹی کے تلے سوتا ہوں
ہو اگر سر پہ رِدا قبر پہ ڈالو امّاں

ڈھونڈتے پھرتے ہیں نیزوں سے میری لاش عدو
سر میرا کٹنے سے اس وقت بچالو امّاں

شام ہونے کو ہے چھانے کو اندھیرا ہے ابھی
آج کی رات کلیجے میں چھپالو امّاں

بھائی اکبرؑ کے تو نزدیک ہیں بابا میرے
میرے نزدیک چچا جاں کو بلالو امّاں

دشتِ تنہائی میں سینے سے لگالو امّاں
آخری بار تو پہلو میں سُلالو امّاں

آگ دامن میں سکینہؑ کے لگی ہے دیکھو
پہلے اُس آگ کے شعلوں کو بجھالو امّاں

ساتھ لے لو مجھے مقتل میں نہ تنہا چھوڑو
ہو سکے تو مجھے تُربت سے نکالو اماں
جل گیا ہے میرا جھولا تو کوئی غم نہ کرو
ان بندھے ہاتھوں کو جھولا سا بنالو اماں
دفن کر دو مجھے پہلو میں میرے بابا کے
ایسا کر کے علی اصغرؑ کی دُعا لو اماں
قبر سے آتی تھی ریحان یہ اصغرؑ کی صدا
سوگ اصغرؑ کا اسیری میں منا لو اماں

......☆......☆......

اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

(انجمن غلامانِ حرؑ)

بی بی زینبؑ سے سکینہؑ یہی کرتی تھی سوال
جو کبھی آ کے نہ جائے وہ غریبی کیا ہے
بابا کیوں کہتے ہیں اپناؤ یتیموں کے چلن
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے
کربلا آ کے مصیبت کا ہوں مطلب سمجھی
ساتویں سے سمجھ آئی ہے مجھے تشنہ لبی
بدنصیبی کسے کہتے ہیں، ہیں اسیری کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے
بات کرتے ہوئے رو دیتے ہیں بابا مجھ سے
مجھ کو سینے پہ سُلا کر تو وہ خوش ہوتے تھے

آ کے پردیس میں اب بات یہ ایسی کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

انگلیاں بالوں میں رخساروں پہ لب رکھتے ہیں
پھول اشکوں کے میرے ہاتھوں پہ اب رکھتے ہیں
سوتے سوتے جو میں سنتی ہوں وہ ہچکی کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

بالیاں دیکھ کے کانوں میں سر تڑپ جاتے ہیں
کس طرح چلتے ہیں پیدل مجھے سمجھاتے ہیں
روشنی چیز ہے کیا رات اندھیری کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

کس طرح خاک کے بستر پہ کوئی سوتا ہے
یہ تو بتلایئے ایسا بھی کبھی ہوتا ہے
کوئی بچی کبھی زنداں میں بھی رہتی کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

ایسے انسان بھی اس دنیا میں کیا رہتے ہیں
قطرۂ آب سے بچوں کو جو ترساتے ہیں
اس طرح کی بھی شقاوت کہیں ہوتی کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

کون ہیں آگ جو دامن میں لگا دیتے ہیں
بے وطن لوگوں کے خیموں کو جلا دیتے ہیں
سیلیاں مار کے کہتے ہیں کہ روتی کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

باندھتا کون ہے بیمار کو زنجیروں میں
خواب ڈھلتے نہیں کن لوگوں کے تعبیروں میں
بے کسی چیز ہے کیا موت کی سختی کیا ہے

اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

سن کے ریحان سکینہؑ کا یہ زینبؑ نے سوال
رو کے بچی سے کہا دل کا سنبھلنا ہے محال
بات یہ پوچھتی مجھ سے میری بچی کیا ہے
اے پھوپھی جاں یہ بتائیں کہ یتیمی کیا ہے

......☆......☆......

صغریٰ نے کہا بھیا کیوں چھوڑ کے جاتے ہو

(اسلم ہاشم، انجمن فروغ عزا، لندن)

صغریٰ نے کہا بھیا کیوں چھوڑ کے جاتے ہو
بیمار بہن کو کیوں اے بھائی رُلاتے ہو

تنہائی میں گُھٹ گُھٹ کے مرجاؤنگی اے بھائی
بیماروں پہ ہوتی ہے اِک مرگ یہ تنہائی
جیتے جی میری تُربت کیوں گھر میں بناتے ہو

اتنا بڑا کُنبہ ہے کوئی یہاں رہ جاتا
کچھ دِل کو سکوں ملتا دِل میرا بہل جاتا
جاتے ہو سفر پر تم دِل میرا دُکھاتے ہو

جاتے ہو چلے جاؤ اتنا تو بتا دیتے
تم بن یہ بہن تنہا جی پائے گی اب کیسے
آنکھوں میں جو آنسو ہیں کیوں مجھ سے چھپاتے ہو

کب آؤ گے گھر واپس اتنا مجھے بتلادو
کس راہ سے گزرو گے صغریٰ کو یہ سمجھادو

وہ راہ تکوں گی میں جس راہ پہ جاتے ہو
پردیس میں اے بھائی شادی نہ رچا لینا
سہرا نہ سجا لینا بندھوانا نہیں کنگنا
کیوں ساتھ میں شادی کا جوڑا لیئے جاتے ہو

کیا بات ہے دِل میرا رہ رہ کے دھڑکتا ہے
آنکھوں میں میری ہر دَم نیزہ سا چمکتا ہے
ہے بات کوئی ایسی جو مجھ سے چُھپاتے ہو

دن رات میں دیکھوں گی رستہ ترا، اے بھائی
بھیّا تری چاہت میں کھوجائے نہ بینائی
تم جاتے نہیں میری آنکھیں لیئے جاتے ہو

بابا بھی میری جانب کچھ دھیان نہیں کرتے
وہ بھی میرے جینے کا سامان نہیں کرتے
فرقت کا میرے دِل پر کیوں داغ لگاتے ہو

ریحان لکھوں کیسے صغریٰ کی وہ فریادیں
جب خون بہاتی تھیں آنسو کی جگہ آنکھیں
رورو کے وہ کہتی تھیں کیوں چھوڑ کے جاتے ہو

......☆......☆......

وطن سے دُور ہوں مہمانِ کربلا ہوں میں

وطن سے دُور ہوں مہمانِ کربلا ہوں میں
علیؑ کا لعل ہوں دلبندِ مصطفیؐ ہوں میں

کئی پہر سے میسر نہیں ہُوا پانی
یہ کیسی ہوتی ہے پردیسیوں کی مہمانی
میں ابنِ ساقیٔ کوثرؑ ہوں بے خطا ہوں میں

فرشتے عرش سے جھولا جھلانے آتے تھے
کہ لوریاں مجھے روح اُلامین سناتے تھے
جنابِ زہراؑ کی آغوش کا پلا ہوں میں

پدر علیؑ میرا نانا رسولؐ عربی ہے
جوابِ فاطمہ زہراؑ بہن ہماری ہے
بغور دیکھو تو معمارِ کربلا ہوں میں

ارادہ جنگ کا لیکر یہاں نہیں آیا
وگرنہ ساتھ میں بچوں کو میں نہیں لاتا
کیا جو نانا سے وعدہ نبھا رہا ہوں میں

کیا ہے بند مسافر پہ کس لیے پانی
ہے اس ادا پہ تمہاری فلک کو حیرانی
چراغ کلمۂ توحید کی بقا ہُوں میں

میری بہن کی یہ چادر ہے چادرِ تطہیر
میرا پسر ہے تمہارے رسولؐ کی تصویر
یہی زباں ہے نبیؐ کی جو بولتا ہُوں میں

مجھے خبر ہے کہ تم میرے خوں کے پیاسے ہو
دِکھا کے تیغ مجھے موت سے ڈراتے ہو
ہے اِک کھلونا اجل جس سے کھیلتا ہوں میں

حُسینؑ کہتے ہیں مُجھ کو علیؑ کا بیٹا ہُوں
ہر ایک حال میں راضی خدا سے رہتا ہُوں
لبِ بتولؑ سے نِکلی ہُوئی دُعا ہوں میں

ریحان حضرتِ شبیرؑ نے یہ فرمایا
مدینہ چھوڑ کے میں جب سے کربلا آیا
فراقِ قبرِ نبیؐ میں تڑپ رہا ہوں میں

......☆......☆......

شام کا بازار ہے اور عابد بیمار ہے

(اسلم ہاشم، انجمن فروغ عزا، لندن)

شام کا بازار ہے اور عابد بیمار ہے
سر کھلے کنبہ ہے سارا مجمع کفّار ہے
سنگ باری ہو رہی ہے رو رہی ہیں بی بیاں
بے رِدا جو سر ہیں ان سے ہوگیا ہے خوں رواں
اس سِتم پر آسماں عابدؑ کا پُرسہ دار ہے

راستے کے خار ہیں اور آبلے پیروں کے ہیں
خوں کے آنسو آنکھ میں یوں غمزدہ بچوں کے ہیں
پیاس کی شدت میں جینا کس قدر دشوار ہے
ہتھکڑی، بیڑی، گلے میں طوق، زنجیرِ ستم
بڑھ رہے ہیں جانبِ زندان عابدؑ کے قدم
آبلے ہیں پاؤں میں، اور آبلوں میں خار ہے

نوک نیزہ پہ جو سر ہیں رو رہے ہیں زار زار
پُشتِ عابدؑ پر جو درّے لگ رہے ہیں بار بار
ظلم سہہ کر چُپ مگر وہ مُضطر و لاچار ہے
شام کی شہزادیاں قیدی بنی ہیں شام میں
قتل شہزادے ہوئے سارے جو قتل عام میں
سب کا پُرسہ دار تنہا عابدؑ بیمار ہے

سر جھکائے شرم سے دربار میں جس دم گئے
ساتھ میں سجادؑ کے رنج و الم اور غم گئے
کانپتا ہے جسم سارا اشکوں کی بوچھار ہے

ایک رسّن میں اس طرح بارہ گلے باندھے گئے
قد ہے جس بچی کا چھوٹا ایڑیوں کے بل چلے
خوں فشاں نیزے پہ فرقِ سیّد ابرارؑ ہے

خون روئے سیّد سجادؑ راہِ شام میں
ٹھوکریں کھاتے رہے روتے رہے ہر گام میں
کس قدر صابر حسینی قافلہ سالار ہے

کیا لکھوں ریحان نوحہ خون روتا ہے قلم
سوز نوحہ سے ہوئی جاتی ہے اسلم آنکھ نم
فرشِ مجلس پر ہر اک دل آج ماتم دار ہے

......☆......☆......

مجلس حسینی میں باوفا کا ماتم ہے

(اسلم ہاشم، انجمن فروغ عزا، لندن)

ہر طرف عزاداری آمدِ محرّم ہے
مجلس حسینی میں باوفا کا ماتم ہے

غم میں پیاسے بچوں کے ترے خون سے غازی
سُرخ مشک ہے اب تک سُرخ ترا پرچم ہے

سوگیا تو ساحل پر جل گئے اِدھر خیمے
شاہِ دیں ہوئے تنہا بے کسی کا عالم ہے

آج بھی علم تیرا ہے جلوس کی زینت
تیرے غم میں اے غازی آنکھ آج تک نم ہے

یاد کرکے روتی ہے علقمہ تجھے اب تک

موج علقمہ کی ہے اور ترا ماتم ہے
کیسے بھول سکتی ہے زینبؑ حزیں تجھ کو
یاد کرکے شہزادی روئے جس قدر کم ہے
جب ترا علَم دیکھیں خون روتی ہیں آنکھیں
تری یاد میں مولا ہر گھڑی محرم ہے
چودہ (۱۴) سو برس بیتے غم ہی تیرا ایسا ہے
تیرے غم میں سرورؑ کی آج بھی کمر خم ہے
آتے جاتے رہتے ہیں ٹھہرتے نہیں موسم
کوئی بھی زمانہ ہو تیرے غم کا موسم ہے
کٹ گئے تیرے بازو مشک کو بچانے میں
آج تک بلندی پر پھر بھی تیرا پرچم ہے
کہہ دو اہلِ ماتم سے اے ریحان اور اسلم
درد کا یہ درمان ہے زخم کا یہ مرہم ہے

......☆......☆......

اے پالنے والے مرے بھائی کو بچالے

(اسلم ہاشم، انجمن فروغ عزا، لندن)

عاشور کو کرتی تھیں دعا ثانیٔ زہرا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے
ہیں عونؑ و محمدؑ تو مرے بھائی کا صدقہ
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

معلوم ہے مجھ کو یہ ردا سر سے چھنے گی
اور آگ بھی خیموں میں سرِشام لگے گی
زینبؑ کو ہر اک رنج و مصیبت ہے گوارا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

بھائی مرا پیاسا بھی ہے زخمی بھی ہے مولا
مارا گیا فرزند جواں اس کا سہارا
سب مارے گئے دشت میں یہ رہ گیا تنہا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

اک لعل جو گودی کا ابھی دفن کیا ہے
اس درد سے بھائی کا جگر کانپ رہا ہے
دیتا نہیں مظلوم کو کوئی بھی دلاسا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

یہ لاشوں پہ لاشے جو اٹھاتا رہا دن بھر
گرتا رہا اٹھتا رہا کھاتا رہا ٹھوکر
ہر اہل جفا اس کے لہو کا ہوا پیاسا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

میں اس کے بنا جی نہیں پاؤں گی کبھی بھی
سوئے گی نہیں چین سے مظلوم کی بیٹی
مرقد میں نبیؐ روئیں گے گھبرائیں گی زہراؑ
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

اکبرؑ کی شہادت نے تو بینائی ہے چھینی
عباسؑ کے مرنے سے کمر ٹوٹی ہے اس کی
نرغہ ہے مرے بھائی پہ اب اہل جفا کا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

یہ سوچ کے دو لعل فدا کر دیئے میں نے
اس طرح سے بھائی کو بچالوں گی میں اپنے
رُخ بدلا ہوا لگتا ہے کربل کی ہوا کا
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

گھر بار لٹایا ہے ترے نام پہ اس نے
سمجھا ہے سہارا تجھے ہر گام پہ اس نے
قرآں کا وارث ہے محمدؐ کا نواسہ
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

ریحان مگر کٹ گیا سر سبطِ نبی کا
مرقد سے نکل آئیں اُدھر فاطمہ زہراؑ
اسلم یہ ابھرتا رہا بس دشت میں نوحہ
اے پالنے والے، مرے بھائی کو بچالے

......☆......☆......

دشت بلا میں کہتی تھی مادر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

(اسلم ہاشم، انجمن فروغ عزا، لندن)

دشت بلا میں کہتی تھی مادر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ
ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں سرور، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

باپ کی رخصت دیکھ لو بیٹا، مرنے چلا ہے دلبرِ زہراؑ
داغ تیرا سینے پہ لے کر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

جسنے اٹھائے لاشوں پہ لاشے، لوگ ہیں اُسکے خون کے پیاسے
چلنے کو ہے شمر کا خنجر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

کیسے چھپاؤں زخمِ جگر کو، کس نے کیا ویراں میرے گھر کو
نیزا لگا ہے میرے دل پر، آ میرے، اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

دیکھ پھوپھی مرجائے گی بیٹا، لوٹ کے تو جو گھر نہیں آیا
میں ہوں کھڑی خیمے کے در پر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

وعدہ بہن سے آئے تھے کر کے، کیسے کہوں میں نامہ بر سے
بھول گئے تم وعدہ کیوں کر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

پوچھ رہی ہے بالی سکینہؑ، زخمی ہوا کیا بھائی کا سینہ
جان نہ دیدے وہ رو رو کر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

شامِ غریباں سر پہ کھڑی ہے، مادر پر مشکل کی گھڑی ہے
ڈرتی ہے چھن جائے نہ چادر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

اشک گرے ریحان قلم سے، نوحہ سنا جسدم اسلم سے
شور بپا ہے فرشِ غم پر، آ میرے اکبرؑ آ میرے اکبرؑ

......☆......☆......

ہائے اصغرؑ واویلا، ہائے اکبرؑ واویلا واویلا

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

یا فاطمہ زہراؑ پُرسہ لو شبیرؑ کے ماتم داروں سے
پردیس میں تیرے کنبے کی، ہائے پیاس بجھی تلواروں سے
اکبرؑ کا جگر اصغرؑ کا گلا، عباسؑ کے بازو، واویلا
ہائے اکبرؑ واویلا، واویلا، واویلا، ہائے اصغرؑ واویلا، واویلا،
اے شبیر حیدرؑ واویلا واویلا

اُمت نے نبیؐ کی ظلم کیے، شہزادی تیرے پیاروں سے
وہ صغراؑ وہ بیمار حزیں تھا، وعدہ اکبرؑ جس کا یقیں
ہائے صغراؑ واویلا، واویلا ہائے اکبرؑ واویلا، واویلا

چھ ماہ ہوئے آیا نہ کوئی ٹکراتی ہے سر دیواروں سے
وہ شام غریباں کا منظر، وہ دختر حیدرؑ بے چادر
ہائے زینبؑ واویلا واویلا، ہائے مُضطر واویلا واویلا

آتی تھی صدائیں واویلا، گردوں پہ چمکتے تاروں سے
لو پُرسہ اس بی بی کا، رسی میں بندھا تھا جس کا گلا
ہائے سکینہؑ واویلا واویلا، پیاسی سکینہؑ واویلا واویلا

دامن بھی جلا گوہر بھی چھنے، خوں بہتا تھا رخساروں سے
عابد کے گلے میں طوقِ گراں، شبیرؑ کا سر وہ نوک سناں
ہائے سجادؑ واویلا، واویلا، ہائے بیمار واویلا، واویلا

اب یادیں ہیں ان ماؤں کی، وابستہ کچھ گہواروں سے
کیا نذر کریں پُرسے کے لئے، یہ آنسو یہ ماتم نوحہ
ہائے شبیرؑ واویلا، واویلا، ہائے دلگیر واویلا، واویلا

پا جائیں سند گر بخشش کی، بس جنت کے سرداروں سے
ریحان عبادت ہے میری شبیرؑ، کے غم میں نوحہ گری
دیتا ہوں اذانیں مجلس میں، نوحوں کے اشعاروں سے
ہائے شبیرؑ واویلا، واویلا، ہائے دلگیر واویلا، واویلا

......☆......☆......

ماتم نہ بپا کیوں ہو، عزادار کے گھر میں

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

ماتم نہ بپا کیوں ہو ،عزادار کے گھر میں
پابند رسن زینبؑ مضطر ہے سفر میں

دامن میں سکینہؑ کے وہی آگ لگی تھی
جو آگ لگی تھی کبھی زہراؑ تیرے گھر میں

کیا وقت تھا زینبؑ پہ پس شام غریباں
تطہیر کی چادر کی جگہ خاک تھی سر میں

جلتے ہوئے خیموں کا دھواں نوحہ کناں تھا
بے ہوش جو سجادؑ تھے جلتے ہوئے گھر میں

زینبؑ کے بندھے ہاتھ تو کھل جانے دے ظالم
شبیرؑ کا غم بولے گا دیوار میں در میں

یہ ماتمی دستے یہ عزادار حسینی
تا حشر ہیں زہراؑ کی دعاؤں کے اثر میں

مجلس کے مخالف کو یہ پیغام سنادو
تو ثانی سفیان ہے زہراؑ کی نظر میں

عباسؑ کے پرچم کو اٹھاتے ہیں وہی لوگ
جو نادِ علیؑ پڑھتے ہیں ہر خوف وخطر میں
زہراؑ کی دعا ثانی زہراؑ کی عطا ہے
کچھ بھی نہیں میرے دست ہنر میں

......☆......☆......

سب نادِ علیؑ کا ورد کرو، کوئی مُشکل پاس نہ آئے گی

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

جو بوذرؓ کہے، جو قنبرؓ کہے
جو سلمانؓ کہے، جو میثمؓ کہے
وہی مشورہ ہے عرفان کا، سب نادعلیؑ کا ورد کرو
کوئی مشکل پاس نہ آئیگی، ہو کوئی بلا ٹل جائیگی

جب کشتی نوح طوفاں میں گھری، ہاتف نے صدا یہ غیب سے دی
مشکل میں پکارو سب حیدرؑ کو، اور پڑھتے رہو سب نادِ علیؑ
ہے ذمہ میرا ٹلے گی بلا، خدا کی قسم یہ آئی صدا
سب نادعلیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

ہے نادِ علی میں، کیسا اثر، رہتی ہے نبیؐ کے ہونٹوں پر
جبرئیل بھی اکثر پڑھتے ہیں، دم کرتے ہیں خود پر اکثر
دُعا کی دُعا مرض میں شفا، خدا کی قسم نبیؐ نے کہا
سب نادعلیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

یعقوبؑ کی جب بینائی گئی، پلکوں پہ سجا کے نادِ علیؑ
کہتے تھے ملادے یوسفؑ سے، مولائے جہاں اے کل کے دلی
پسر کھو گیا یہ کیا ہوگیا، خدا کی قسم کہوں اور کیا

سب نادِ علیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

خیبر میں نبیؐ پر مشکل تھی، اصحاب میں تھا ایسا نہ کوئی
جو خیبر کا در توڑ سکے، آخر کو پکارا حق کا نبیؐ
کہاں ہیں علیؑ کہاں ہیں علیؑ، خدا کی قسم کہا بس یہی

جب کرب وبلا میں جنگ چھڑی، جب شہہؑ کے گلے پر تیغ چلی
جب خیموں سے اٹھتا تھا دھواں، سجادؑ سے بولیں بنت علیؑ
یہ تم بھی کہو یہ بھی کہوں، خدا کی قسم ملے گا سکوں
سب نادِ علیؑ کا ورد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

کانوں سے لہو جب بہتا تھا، کہتی تھی سکینہؑ اے بابا
چھینے ہیں لعین نے دُر میرے، رسی میں بندھا ہے میرا گلا
کہا شاہ نے میری لاڈلی، خدا کی قسم ہے بہتر یہی
سب نادِ علیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

زندان میں آئے اہل حرم، سینوں میں لیئے جب دردو الم
بے چادر بنت زہراؑ تھی، زنجیر میں تھے عابدؑ کے قدم
زمیں شام کی تڑپنے لگی، خدا کی قسم یہ کہنے لگی
سب نادِ علیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

شبیرؑ کی وہ مظلوم بہن، جب پاکے رہائی آئی وطن
روضے پر نبیؐ کے کہتی تھی، بھائی تھا میرا بے گورو کفن
برادر میرا یہ کہتا رہا، خدا کی قسم جو خنجر چلا
سب نادِ علیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

ریحاؔن پڑی جب بھی مشکل، جب دور رہا مجھ سے ساحل
جب سارے سہارے چھوٹ گئے، ایسے میں پکارا میرا دل
علیؑ کو بلا نصیب آزما، خدا کی قسم یہی دے صدا
سب نادِ علیؑ کا وِرد کرو، کوئی مشکل پاس نہ آئے گی

......☆......☆......

رُک نہیں سکتی کبھی، مجلس عزا کی خیر ہو

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

یہ دعا ہے سیدۂ کی
لاکھ پہرے تم لگا دو، لوٹ لو گھر کو جلا دو
رک نہیں سکتی کبھی، مجلس عزا کی خیر ہو

چودہ ۱۴ صدیاں ہوگئیں ہیں مجلس شبیرؑ کو
خون سے لکھتے رہے ہم غم کی اس تحریر کو
یہ صدا ہے کربلا کی یہ صدا شبیرؑ کی
مجلس عزا کی خیر ہو میری اس دعا کی خیر ہو

آؤ مومنو عہد کریں زندگی کو یوں گزار دیں
دل میں ہو ہمارے کربلا اور گلی گلی ہوں مجلسیں
ذکر کربلا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

گود کا پالا ہو کوئی یا جوانوں پیر ہو
یاد کرنا اس گھڑی جب مجلس شبیرؑ ہو
ایک ہے رفتار سب کی، ایک ہے آواز بھی

کمسن وصغیر نوجواں مائیں بہنیں اور بیٹیاں
پہن کر لباس ماتمی مجلسوں میں کرتی ہیں فغاں
ماتمی صدا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

حق کے راستے پہ ہو نظر دیکھنا نہیں اِدھر اُدھر
کربلا یہ درس دے گئی دل میں ہو یزید کا نہ ڈر
درس کربلا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

شاہ دیں کی جھک گئی کمر سو گیا جری فرات پر
بولیں رو کے بنت سیدہؑ تھام کر اپنا دل وجگر
اب میری ردا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

واہ رے صغیرؑ بے زبان حُرملہ کی توڑ دی کماں
تیر جب لگا تھا حلق پر خون رو رہا تھا آسماں
ایسے مہہ لقا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

وہ حسینؑ جان مرتضٰی، وہ حسینؑ قلب سیدہؑ
سر کٹا کے جس نے، دیں پر دین بچالیا رسولؐ کا
دین مصطفٰی کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

خنجر وسناں وبرچھیاں چل رہی تھیں سرخ آندھیاں
کربلا میں گونجتی ہوئی وہ صدائیں وہ سسکیاں
آل مصطفٰی کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

تیغوں کے سائے میں پلتے ہیں حسینی نوجواں
موت سے لڑنا سکھاتی ہے ہمیں لوری میں ماں
اپنے خوں سے موڑ دیں گے دھار ہم تو تیغ کی

جو جواں شہید ہوگیا سر جھکا گیا یزید کا
اس کے خوں کے بوند سے آرہی ہے بس یہی صدا
خون شہدا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

کہتا ہے ریحان کا قلم یا حسینؑ یا شاہِ اُمم
آپ کی نظر کے فیض سے دور ہیں تمام رنج وغم
مجھ پہ اس عطا کی خیر ہو، مجلس عزا کی خیر ہو

......☆......☆......

امام اب آجائیں۔ یا امام العجلؑ

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

دنیا سے ظلم مٹانے، سرورؑ کی یاد منانے
دیوار ظلم گرانے امامؑ اب آجائیں
غازیؑ کا علم لہراتے ہوئے آجائیں، یا امامؑ العجل

لیتا ہے ابھی تو بدلا شاہؑ کے خون کا، یا امامؑ العجل
کیا سمجھا ہے دنیا نے، تاریخ وفا دہرانے
امامؑ اب آجائیں، غازی کا علم لہراتے ہوئے آجائیں

اٹھتا ہے جلوسوں میں جو علم غازی کا، یا امامؑ العجل
اب اس کی شان بڑھانے، پیغام وفا سمجھانے
امامؑ اب آجائیں، غازی کا علم لہراتے ہوئے آجائیں

ہم روز جیا کرتے ہیں اور مرتے ہیں، یا امامؑ العجل
آجائیں ہم کو بچانے، دیتا ہے زمانہ طعنے
امامؑ اب آجائیں، غازی کا علم لہراتے ہوئے آجائیں

ہوتی ہے عزا خانوں میں نوحہ خوانی، یا امامؑ العجل
مجلس کی شان بڑھانے، سرورؑ کی یاد منانے
امامؑ اب آجائیں، غازی کا علم لہراتے ہوئے آجائیں

مولاؑ کی عزاداری میں جان بھی جائے، یا امامؑ العجل
کب ڈرتے ہیں دیوانے، ہم پیش کریں نذرانے
امامؑ اب آجائیں، غازی کا علم لہراتے ہوئے

آنکھوں سے نکل کر آنسو یہ کہتے ہیں، یا امامؑ العجل
تسبیح کے ہیں ہم دانے، زہراؑ کے لیے لے جانے
امامؑ اب آجائیں، غازی کا علم لہراتے ہوئے آجائیں

ریحان لب عرفان سے ابھرے نوحہ، یا امامؑ العجل
عزت جو عطا کی خدا نے، ممکن ہے اشک بہانے
امامؑ اب آجائیں، غازیؑ کا علم لہراتے ہوئے آجائیں

......☆......☆......

جا واپس جا صغراؑ، جا واپس جا صغراؑ

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

ہائے صغراؑ، ہائے صغراؑ
جا واپس جا صغراؑ، جا واپس جا صغراؑ
اکبرؑ نہیں آئے گا، نہ آس لگا صغراؑ

پیغام میرا دینا صغراؑ، کو اے نامہ بر
برچھی علی اکبرؑ کے سینے میں لگی آکر
برچھی نے جگر کاٹا، نہ آس لگا صغراؑ
جا واپس جا صغراؑ، اکبرؑ نہیں آئے گا

قاسمؑ کے جنازے کے ٹکڑے میرے دامن میں
اس طرح سمٹ آئے کہ پھول ہوں گلشن میں
تھا خوں میں بھرا سہرا، نہ آس لگا صغراؑ
جا واپس جا صغراؑ، قاسمؑ نہیں آئے گا

اک مشک کے بھرنے میں بے دست ہوا غازیؑ
اس شیر کے مرنے سے ٹوٹی ہے کمر میری
دنیا سے گیا سقّہ، نہ آس لگا صغراؑ
جا واپس جا صغراؑ، غازیؑ نہیں آئے گا

صغراؑ میرے اصغرؑ کو تیروں سے سلایا ہے
کیسے کہوں اس نے پانی نہیں پایا ہے
ویران ہوا جھولا، نہ آس لگا صغراؑ

جا واپس جا صغراؑ،اصغرؑ نہیں آئے گا

اب بعد میرے بیٹی کیا کیا نہ ستم ہوں گے
پردیس میں بے چادر سب اہل حرم ہونگے
جل جائیگا ہر خیمہ، نہ آس لگا صغراؑ

جا واپس جا صغراؑ، بابا نہیں آئے گا

سجادؑ کے پیروں میں زنجیر پڑی ہوگی
بے پردہ پھوپی تیری بلوے میں کھڑی ہوگی
لٹ جائے گا سب کنبہ، نہ آس لگا صغراؑ

جا واپس جا صغراؑ، نہ آس لگا صغراؑ

پیاسا ہوں کئی دن سے مرنے پہ ہوں آمادہ
گردن پر میری خنجر چل جائے گا اے صغراؑ
باقی ہے ابھی سجدہ، نہ آس لگا صغراؑ

جا واپس جا صغراؑ، نہ آس لگا صغراؑ

ریحان شہہؑ والا یہی کہتے تھے رو رو کر
شبیرؑ ہوا تنہا سب مارا گیا لشکر
بیٹی سے میری کہنا، نہ آس لگا صغراؑ

جا واپس جا صغراؑ ، بابا نہیں آئے گا

......☆......☆......

یہ ظلم ہوا بابا، میں ہوگئی بے پردہ

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

ہائے فریاد، ہائے فریاد، یہ ظلم ہوا بابا، میں ہوگئی بے پردہ
دریا سے کیوں نہیں آیا، عباسؑ سا بھائی میرا

وہ شام غریباں میں بابا، جلتے ہوئے خیموں کا منظر، علی یا علی
جس وقت ردائیں چھنتیں تھیں، بیمار کا جلتا تھا بستر
اس وقت کہاں تھے بابا، جب کوئی نہ تھا میرا

تھے عون و محمدؑ میرے پسر، دونوں نے کٹائے دشت میں سر، علی یا علی
تھا شکر سجدہ میں نے کیا پہنچی جو در خیمہ پہ خبر
قربان کیا بچوں کو، بھائی نہ بچا میرا

قاسمؑ کے لگی خوں کی مہندی، سہرے کی لڑی مٹی میں ملی، علی یا علی
پامال کیا گھوڑوں سے بدن، فریاد کرے اک شب کی دلہن
پامال ہوا تھا پیاسا، قاسمؑ کا میرے لاشہ

چلتی تھی چھری بھائی پہ میرے جاری تھا میرے آنکھوں سے لہو علیؑ یا علیؑ
تھی نہر کنارے مشک پڑی، ساحل پہ پڑے تھے دو بازو
کیوں آپ نہ آئے بابا، میں روتی رہی بابا

اب آئے ہو جب گھر خاک ہوا، بھائی بھی میرا زندہ نہ رہا، علی یا علیؑ
میں ناد علیؑ دہراتی رہی، پہنچی نہ نجف تک میری صدا
دیکھو گے بھلا تم کیسے، بے چادر سر میرا

سینے پہ جو شاہ کے سوتی تھی، بچی وہ بلک کر روتی تھی، علیؑ یا علیؑ
دیتی تھی صدا بابا بابا، کانوں میں چبھن جب ہوتی تھی
تھا خوف اسے ظالم کا، دامن بھی جلا اس کا

میں شام چلی ہوں روتی ہوئی، سجادؑ کی آس بندھاتی ہوں، علیؑ یا علیؑ
نانا کا دین بچانے کو، میں قید ستم میں جاتی ہوں
سن لو یہ گذارش میری، نانا سے نہیں کہنا

عرفان کی زبان سے یہ نوحہ، ریحان سنیں گے اہل عزا، علیؑ یا علیؑ
مجلس میں بپا ہوگا ماتم، حق پُر سے کا یوں ہوگا ادا
ہر آنکھ کرے گی گریہ، جب گونجے گا نوحہ

......☆......☆......

توڑ کر شہہؑ کی کمر، رن کو نہ جاؤ عباسؑ

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

توڑ کر شہہؑ کی کمر رن کو نہ جاؤ عباسؑ
مان لو بات نہ زینبؑ کو رولاؤ عباسؑ

تم علمدار ہو منصب بھی عملداری ہے
خون سے اپنے علم کو نہ سجاؤ عباسؑ

پانی پانی ہوا جاتا ہے جگر زینبؑ کا
دوستی دریا سے اتنی نہ بڑھاؤ عباسؑ

اک تیرے جانے سے جو زخم لگیں گے دل پر
سینکڑوں تیر نہیں دیں گے وہ گھاؤ عباسؑ

ضدا گر کرتے ہو جانے کی تو مجھ سے نہ کہو
گر مناسکتے ہو زینبؑ کو مناؤ عباسؑ

کون لٹنے سے بچائے گا ردا زینبؑ کی
ہم کو بس بات یہ اتنی سی بتاؤ عباسؑ

مجھ سے اٹھتی نہیں یہ لاش جواں بیٹے کی
لاش اکبرؑ کی میرے ساتھ اٹھاؤ عباسؑ

کانپتے ہاتھوں سے کس طرح بنا سکتا ہوں
تربت اصغرؑ بے شیر بناؤ عباسؑ

میرا سینہ تو ہے تیروں کی امانت بھائی
اپنے سینے پہ سکینہؑ کو سلاؤ عباسؑ

حشر میں کاش یہ آواز حسینی آئے
نوحہ ریحان کا زہراؑ کو سناؤ عباسؑ

......☆......☆......

صحرا جنگل وادیاں، بے پردا شہزادیاں

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

صحرا جنگل وادیاں، بے پردا شہزادیاں
آنسو آھیں خشک گلا، واویلا ہائے واویلا
بین کرے ہے آسماں، بے پردہ شہزادیاں

روتی چلی ناموس نبیؐ، ورد زباں ہے ناد علیؑ
دھوپ کا سر پر سائباں، بے پردہ شہزادیاں

شعلوں میں ہے اک جھولا، جھولنے والا وہ بچہ
پیاسا گیا ہے سوئے جناں، بے پردہ شہزادیاں

بہتا ہوا آنکھوں سے لہو، کیسے رکھیں دل پر قابو
بچھڑی ہوئی بچوں سے ماں، بے پردہ شہزادیاں

روکے سکینہؑ بین کرے، بھائی چچا بابا کے لیے
دل کی صدا صحرا کی اذاں، بے پردہ شہزادیاں

سینہ اکبرؑ اور برچھی، وہ اکبرؑ ہمشکل نبیؐ
نکلی کلیجہ لے کے سناں، بے پردہ شہزادیاں

لشکر شہہ کا شیر جری، وہ سقہ عباسؑ علیؑ
خوں میں بھرا تھا جس کا نشاں، بے پردہ شہزادیاں

ننھی لحد زندان ستم، گھور اندھیرا سر تا قدم
دل میں رہائی کا ارماں، بے پردہ شہزادیاں

روک قلم ریحان حزیں، دل میں کسی کے تاب نہیں
تا بہ فلک ہے شور فغاں، بے پردہ شہزادیاں

......☆......☆......

روتی ہے علم سینہ سے لپٹائے سکینہؑ

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

زنداں سے پہلے ہی نہ مرجائے سکینہؑ
روتی ہے علم سینہ سے لپٹائے سکینہؑ

بہتے ہوئے اشکوں میں، علمدارؑ کا غم ہے
وہ تشنہ لبی ہے کہ رکا، ہونٹوں پہ دم ہے
دریا سے بھی آتی ہے صدا، ہائے سکینہؑ

رو رو کے یہی کہتی ہے، اماں سے پھوپھی سے
اس عالم غربت میں، کوئی کیا کرے جی کے
دو اماں دعا، جاں سے گزر جائے سکینہؑ

سینہ شہہؑ والا کا، نہ آغوش چچا کی
پلٹے نہ چچا نہر سے، روتی رہی بچی
مقتل میں اندھیرا ہے، کدھر جائے سکینہؑ

اکبرؑ کو صدا دی، کبھی قاسمؑ کو پکارا
حد ہوگئی، چھ ماہ کا اصغرؑ بھی سدھارا
ہے در پہ کھڑی، ہاتھوں کو پھیلائے سکینہؑ

باندھا گیا رسی میں گلا، کھائے طمانچے
شانوں سے قلم دیکھے ہیں، بازو بھی چچا کے
بتلاؤ کوئی کیسے، سکوں پائے سکینہؑ

ریحان رہائی کی تمنا میں، وہ بچی
سوتی نہ تھی اک روز، مگر اس طرح سوئی
ماں کہتی رہی، ہائے اٹھو، ہائے سکینہؑ

......☆......☆......

ہے راہ شام میں زینبؑ کا سر کھلا غازیؑ

عرفان حیدر: انجمن کاروان عزا

ہے راہ شام میں زینبؑ کا سر کھلا غازیؑ
تیرے علم کی اسے چاہئے ردا غازیؑ

نہ سر پہ بھائی کا سایہ نہ رہ گئی چادر
بہن پکارتی ہے اب تو لوٹ آ غازیؑ

تجھے خبر تھی بہانہ کیا ہے پانی کا
منع کیا تھا نہ یوں دشمنوں میں جا غازیؑ

ہمیں تو لوٹ لیا کربلا نے اسے بھائی
پسند آگئی کیوں تجھ کو کربلا غازیؑ

تیری حیا کا تقاضہ ہے بند کر آنکھیں
تلاش کرتی ہے چادر میری حیا غازیؑ

میں بے رِدا ہوں تماشائی امّت جد ہے
کہیں سے جاکے اندھیروں کو ڈھونڈ لا غازیؑ

مجھے تو عِلم ہے مجبوریاں تیری لیکن
سکینہؑ روٹھ گئی ہے اسے منا غازیؑ

چچا چچا کی صداؤں سے بن لرزتا تھا
لہو سکینہؑ کے کانوں سے جب بہا غازیؑ

بڑھی تھیں مشکلیں ریحان میری سمت مگر
لبوں پہ میرے تیرا نام آگیا غازیؑ

......☆......☆......

سنتا نہیں ہے کوئی بیمار کی صدائیں

عرفان حیدر: کاروان عزا

سنتا نہیں ہے کوئی بیمار کی صدائیں
ظالم ہوا زمانہ بے درد ہیں ہوائیں

بھائی کو اپنے روئیں ماتم کریں پدر کا
ہر اک قدم ہے مشکل اس شام کے سفر کا
سجادؑ کربلا میں کس کس کا غم منائیں

زنجیر پاؤں میں ہے ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے
بیمار کے لئے تو یہ موت کی گھڑی ہے
جو لٹ رہی ہے چادر کیسے اسے بچائیں

اک جھولا جل رہا ہے معصوم بے زباں کا
جھولے کے ساتھ دل جل رہا ہے ماں کا
آزاد ہاتھ ہوں تو جھولے کو وہ جھلائیں

زینبؑ کی یہ دعا ہے کرب وبلا کے بن میں
لاشے پڑے ہے نہ دیکھے سجادؑ جا کے رن میں
آ کر جلال میں یہ تلوار نہ اٹھائیں

سب کنبہ لٹ گیا ہے تنہا کھڑے ہیں مولاؑ
آنکھوں کے سامنے ہے سبط نبیؐ کا لاشہ
کنبہ پہ مصطفیٰؐ کے امّت نے کی جفائیں

ہر مجلس عزا میں بیمار میرا مولاؑ
آتا ہے خون بہانے آنکھوں سے اپنے دل کا
ہر ماتمی کو اپنے دیتا ہے وہ دعائیں

حسرت ہے اک دل میں جس روز ہو قیامت
نوحوں کی ہوں اذانیں ماتم کی ہو اقامت
ریحان اعظمی ہم نوحہ یہی سنائیں

......☆......☆......

THE END

ریحان اعظمی کی زیرِ طبع کتب

① غدیر سے کربلا تک

ڈاکٹر ریحان اعظمی کے سلاموں، مناقب اور نوحوں پر مشتمل مجموعۂ کلام، غدیر سے کربلا تک، دوسرا ایڈیشن جلد شائع ہو رہا ہے۔

② بین الاقوامی جشنِ مرتضوی

ریحان اکیڈمی کے زیرِ اہتمام منعقدہ جشن مرتضوی میں دنیا بھر سے آئے ہوئے شعرا بشمول پاکستانی شعرا کے مکمل کلام پر مشتمل مجموعہ کلام جشنِ مرتضویؑ جس کا مصرعہ طرح ''دلوں میں حُب علیؑ بے حساب رکھتے ہیں۔'' تھا عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ایجنٹ حضرات اپنی کاپیاں ابھی سے بک کرالیں۔

③ خوشبو جدا جدا

ڈاکٹر ریحان اعظمی کے تلامذہ کے کلام پر مشتمل عیدِ غدیر کے موقع پر شائع ہو رہا ہے۔ جس میں چہاردہ معصومین علیہ السلام کی توصیف میں تازہ کلام موجود ہے۔

ان تمام کتابوں کی اشاعت ریحان اکیڈمی
اور محفوظ بک ایجنسی کے اشتراک ہو رہی ہے۔